

عمران سیریز جلد نمبر 2

بھیانک آدمی

- 4 - بھیانک آدمی
- 5 - جہنم کی رقصاصہ
- 6 - نیلے پرندے
- 7 - سانپوں کے شکاری

ابن صفائی

میں نے لکھنا کیسے شروع کیا،

سورج غروب ہوتے ہی سالخور دہ محرا بولوں میں اپا بیلیں بسیرا لینے لگتیں اور مجھے ایسا
محسوں ہوتا جیسے اب باغ سیب میں افراسیاب کی محفل بجے گی اور چالاک بن عمرہ ملکہ
حریت کی کسی کنیز کے بھیں میں اسی کی سواری کے ہمراہ اس محفل میں ڈر آئے گا۔
میں گھنٹوں ٹلسم ہوش ربا کے کرواروں کے بارے میں سوچتا رہتا۔ سات آٹھ سال
کی عمر میں ٹلسم ہوش ربا کی ساتوں جلدیں پڑھ دا لی تھیں۔

وہ ایک بھرا پُر اقصبہ تھا، جہاں میں نے آنکھیں کھوئی تھیں۔ خوشحال زمینداروں کی
بستی تھی۔ ہر طرف فرصت نظر آتی۔۔۔ تاش شترخ اور گنجے کی بازیاں جنمیں۔۔۔ کچھ
لوگ سیر و شکار سے جی بہلاتے۔۔۔ بعض گھرانے ایسے بھی تھے جہاں زیادہ تر علم و ادب
کے چچے رہتے۔

والد منغور کو مطالعے سے دلچسپی تھی، لہذا گھر میں ناولوں اور قدیم داستانوں کے
ڈھیر لگے ہوئے تھے، لیکن مجھے اجازت نہیں تھی کہ ان میں ہاتھ بھی لگاؤں۔۔۔ بس
چوری چھپے کوئی کتاب کھکائی اور یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ باہر کھیلنے جا رہا ہوں، چھت پر
بنگلے میں ہولیاں سارے سارے دن گزر جاتا۔۔۔ آخر ایک دن پکڑا گیا اور والدین میں ٹھن گئی،
لیکن فیصلہ میرے ہی حق میں ہوا۔

والدہ نے کہا ”آن بچوں سے تو بہتر ہی ہے، جو دن بھر گلی میں گھنی ڈنڈایا گولیاں
کھیلتے پھرتے ہیں۔“

پھر اس دن سے کوئی روک نہ رہی اور میں داستانوں میں ڈوبا رہا۔ پر اندری
تعلیم قبیلے کے اسکول میں مکمل کرنے کے بعد سینئری تعلیم کے لئے شہر جانا پڑا۔
عموما ہوتا یہ تھا کہ زمینداروں کے بچے اردو مڈل پاس کر کے بیٹھ رہتے تھے۔ اس
رویے کے پیچے درحقیقت یہ ذہنیت کار فرماتھی کہ ہمارے بچے کو نوکری تھوڑا ہی کرنا
ہے، جو بھی اے، ایم اے کرائیں، لیکن میری والدہ کا خیال تھا کہ بچے کو نوکری کرنی ہو یا نہ۔

کرنی ہو، بہر حال میں اعلیٰ تعلیم دلاتی جائے۔

بہر حال شہر آئے کچھ دنوں کے لئے مطالعے کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔ کتابوں کے ذمہ
گاؤں ہی میں رہنے گے۔

اسکول سے واپس آکر بڑی الجھن میں بستار ہتا۔ پھر ہوائی قلعے بننے لگتے اور خود کو
طلسم ہوش رہا کی حدود میں پاتا۔ کسی مظلوم جادوگر نے کئے کوئی کارنامہ سر انجام دے کر
اس کی آنکھوں کا تارا بنتا اور اس کی مدد سے پورا مطیع و کتب خانہ منشی نوں کشور کا انہوا
منگاتا۔ دن گزرتے رہے اور میں سوچتا رہا کہ شہر تو بڑی وابحیات جگہ ہوتی ہے، جہاں
ڈھیروں پیسے نہ ہوں تو آدمی مطالعے کو بھی ترس جائے۔

ایک دن ایک ہم جماعت کے گھر دو کتابیں نظر آئیں۔ ایک کا نام ”عذر“ تھا اور
دوسری کا نام ”عذر اکی واپسی“ (غالباً عنایت اللہ یا کسی دوسرے بزرگ کا ترجمہ) کسی نہ کسی
طرح وہ جلدیں وہیں بینجھ کر پڑھ ڈالیں اور بالکل ہی نئے قسم کے خوابوں میں ڈوب گیا۔۔۔
اب مجھے عذر الٰتی اور ہڑے غور سے دیکھتی ہوئی نام پوچھتی۔ میں کہتا خاکسار کو اسرارِ احمد
ناروی کہتے ہیں۔۔۔ ٹھنڈی سانس لیتی اور بہت دردناک لمحے میں کہتی ”نبیں تم فرقہ اطیں
ہو۔۔۔ میرے محبوب۔۔۔ اب سے ہزاروں سال پہلے ہم دونوں نے ایک دوسرے کو چاہا
تھا۔ میں غیر فانی تھی۔ تم مر گئے تھے۔۔۔ تم نے پتہ نہیں کہاں کہاں کتنے جنم لئے اور میں
تمہاری تلاش میں سرگردان رہی۔۔۔ اب اللہ آباد میں ملے ہو۔۔۔ کیا عمر ہے تمہاری۔۔۔؟“
”دوس سال۔“ میں بواب دیتا۔

”خیر۔“ وہ ٹھنڈی سانس لے کر کہتی۔ ”میں دس سال اور انتظار کر لوں گی۔“

اس طرح رائیدر ہیگڈ نے میرے کچھ ذہن پر تسلط جمیلا۔۔۔ طلسم ہوش رہا اور رائیدر ہیگڈ
کے ہاثرات نے آپکی میں گذشتہ ہو کر میرے لئے ایک عجیب ہی ذہنی فضام ہیا کروی تھی جس
میں ہر وقت ڈوب رہتا۔ ایسے ایسے خواب دیکھتا کہ بس۔۔۔ خوابوں اور مطالعے کا سلسلہ جدی رہا۔
پھر ایک دن میں نے بھی ایک کہاںی لکھ ڈالی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب میں
ساتویں جماعت میں پڑھ رہا تھا! یہ افسانہ میں نے ہفت روزہ ”شہد“ بسمی میں چھپنے کے
لئے بھیج دیا۔ جناب عادل رشید اس جریدے کے ایڈیٹر تھے۔ انہوں نے مجھے کوئی سعر
آدمی سمجھ کر کچھ اس طرح میرا نام لہانی کے ساتھ شائع کیا تھا۔

”بیتجہ فکر مصور جذبات حضرت اسرار ناروی۔“

کہانی چھپتے ہی میری شامت آگئی۔ گھر کے بڑوں نے کچھ اس انداز میں مناطب کرنا
شروع کر دیا۔

”ابے او مصور جذبات ذرا ایک گلاس پانی لانا۔“

و تما فوتا شاہد و بیکھری میں کہانیاں چھپتی رہیں زیادہ تر روانی کہانیاں ہوتیں۔ میڑک
تک پہنچتے پہنچتے شاعری کا چکا بھی لگ گیا۔
بر صیر کی تقسیم کے وقت میں بے اے کے پہلے سال کا حلتم تھا اس دور کے ذہنی
بھونچاں نے کافی عرصے تک پر اگندگی اور انتشار میں بستار کھا۔

۱۹۳۸ء کے اوآخر تک ذہن کا تخلیقی گوشہ دیران ویران سارا ہا۔۔۔ پھر اچانک بعض
دوستوں کی تحریک پر وہ برف پکھلی اور میں نے ماہنامہ ”نکھلت“ اللہ آباد کے لئے طنزیات کا
سلسلہ شروع کر دیا۔ ظفرل فرغان کے نام سے متعدد طنزیہ مضامین اور افسانے لکھے۔ کچھ
پیر و دُبیر بھی لکھیں۔ لیکن میں اس سے مطمئن نہیں تھا۔ کچھ اور کرنا چاہئے۔

جاسوںی ناولوں کا سلسلہ ۵۶ میں شروع کیا تھا۔۔۔ اس کی تحریک ایک مباحثے سے
ہوئی۔ ایک بزرگ کا خیال تھا کہ اردو میں صرف جنسی کہانیاں ہی مارکیٹ بنا سکتی ہیں (ان
دونوں بچھوڑوں میں ایسی کہانیوں کا سیلاب آیا ہوا تھا)

میں ان بزرگ سے اتفاق نہ کر سکا! میرا خیال تھا کہ اگر سو جھ بوجھ سے کام لیا جائے
تو اور بھی رائیں نکل سکتی ہیں۔۔۔ ”کچھ اور بھی کرنا چاہئے“ کا مطالبہ بالآخر پورا ہو گیا۔
تحوڑے ہی دنوں کے بعد ایک جاسوںی مباحثے کی داغ بیتل ڈالی گئی اور میں اس کے
لئے ہر ماہ ایک مکمل ناول لکھنے لگا۔

اس سے قبل اردو میں صرف فرشی تیر تھا رام فیر و زپوری کے تراجم پاٹے جاتے تھے
یادوں تین ناول ظفر عمر کے۔ وہ بھی ان کے اپنے نہیں تھے بلکہ مارس لمبائی کے چند
ناولوں کو مشرب بہ اسلام کر دala گیا تھا۔ لیکن انہوں نے اس کا اعتراض نہیں کیا تھا۔ لہذا
بعض تذکرہ نویس آج بھی ”نیلی چھتری“ اور ”لال کنھور“ وغیرہ کو اور بچلن سمجھ کر اُسی
انداز میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

بہر حال جاسوںی ناول میرے لئے بالکل نئی چیز تھی۔ لہذا اپنی بار بھے بھی انگریزی
ہی کے دامن میں پناہ لینی پڑی۔ میرا پہلا ناول ”دیلر مجرم“ وکٹر گن کے ناول ”آرزن
سانیڈز لون ہینڈ“ سے مانوڑ تھا۔ فریدی اور حمید کے کردار میرنی اپنی اُنچ تھی۔

اس کے بعد میں نے اپنے طور پر لکھنا شروع کیا۔ لیکن حتی الامکان باہر کی آلودگیوں سے دامن چانے کے باوجود بھی میرے آٹھ ناول کی طور پر میرے اپنے نہیں تھے یا تو ان کے پلاٹ انگریزی سے لئے گئے ہیں یا ایک آدھ کردار باہر سے آئے ہیں۔ غالباً اپنے ناول ”زمین کے ناول“ کے پہلے ایڈیشن میں میں نے ان آٹھ ناولوں کی تفصیل دی تھی۔

جی ہاں! اڑھائی سو سے زائد ناولوں میں سے صرف آٹھ ناول ”ملاوٹ“ والے ہیں اور بقیہ سب میرے اپنے۔

”بڑا تیر مارا ہے آپ نے اہن صفحی صاحب! کچھ ادب کی بھی خدمت کیجئے!“ یہ میرا اپنا خیال نہیں بلکہ بعض احباب کہتے ہیں۔

آن کا خیال ہے کہ مجھے مقصدی ادب پیش کرنا چاہئے اور میرا خیال ہے کہ تفریغ بجائے خود ایک مقصد ہے۔ تھکے ہوئے ذہنوں کے لئے تھوڑی سی تفریغ مہیا کر دینا اگر کسی کے بس میں ہو تو اسے بھی ایک مقدس فریضہ سمجھنا چاہئے۔ اس سے قطع نظر کر کے بھی میری کہانیاں مقصدی ہوتی ہیں۔ کچھ احمدق اس سلسلے میں فراری ذہنیت وغیرہ کی بات کرنے لگتے ہیں۔ انہیں شاید یہ نہیں معلوم کہ ”فارار“ ہی بنیادی طور پر مزید تعمیر کا باعث بتتا ہے، یکسانیت سے فرار انسانی طبیعت کا خاصہ ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آج آدمی بھی خرگوشوں اور گیدڑوں کی سی زندگی بسر کر رہا ہوتا۔ بتائیے اگر کوئی مثال ملتی ہو کہ گیدڑوں اور خرگوشوں نے بھیڑیوں کے خلاف مورچا لگایا ہو.... یہ آدمی ہی ہے جو مظلومانہ ذہنیت سے فرار کر کے استبداد کے آگے ڈٹ جاتا ہے۔ یکسانی سے فرار ہی آدمی کو اس ایسی دور تک لا لیا ہے۔

مجھے اس وقت بڑی بھی آتی ہے، جب آرٹ اور ثقافت کے علمبردار مجھ سے کہتے ہیں کہ میں ادب کی بھی کچھ خدمت کروں۔

(ان کی دانست میں شاید میں جھک مار رہا ہوں، حیات و کائنات کا کون سا ایسا مسئلہ ہے جسے میں نے اپنی کسی نہ کسی کتاب میں نہ چھیڑا ہو، لیکن میرا طریقہ کارہمیشہ عام روشن سے الگ تھلگ رہا ہے۔ میں بہت زیادہ اونچی بالتوں اور ایک ہزار کے ایڈیشن تک محمد و درہ جانے کا قائل نہیں ہوں۔ میرے احباب کا اعلیٰ وارث ادب لئے ہاتھوں تک پہنچتا ہے اور انفرادی یا اجتماعی زندگی میں کس قسم کا انقلاب لاتا ہے؟)

افسانوی ادب خواہ کسی پائے کا ہو محض ذہنی فرار کا ذریعہ ہوتا ہے۔ کسی نہ کسی معیار

کی تفریغ فراہم کرنا ہی اس کا مقصد ہوتا ہے، جس طرح فٹ بال کا کھلائی شطرنج سے نہیں بہل سکتا۔ اسی طرح ہماری سوسائٹی کے ایک بہت بڑے حصے کے لئے اعلیٰ ترین افسانوی ادب قصیٰ بے معنی ہے۔ تو پھر میں گئے چند ڈرائیک رو مول کے لئے کوئی لکھوں؟ میں اسی انداز میں کیوں نہ لکھوں، جسے زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ شاید اسی بہانے عوام تک کچھ اونچی باتیں بھی پہنچ جائیں۔

بہت ہی بھیانک قسم کے ذہنی ادوار سے گزرتا ہوں یہاں تک پہنچا ہوں۔ ورنہ میں نے بھی آفاقت کے گیت گائے ہیں۔ عالمی بھائی چارے کی باتیں کی ہیں، لیکن ۷۱۹۳ء میں جو کچھ ہوا۔ اس نے میری پوری شخصیت کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا۔ سڑکوں پر خون بہہ رہا تھا اور عالمی بھائی چارے کی باتیں کرنے والے سوکھے اپنی پناہ گاہوں میں دیکے ہوئے تھے، بہنگاہ فرو ہوتے ہی پھر پناہ گاہوں سے باہر آگئے اور چیخنا شروع کر دیا۔ ”یہ نہ ہونا چاہتے تھا۔ یہ بہت بُرا ہوا۔“ لیکن ہوا کیوں؟ تم تو بہت پہلے سے یہی پیختہ رے تھے۔ تمہارے گیت دیوانگی کے اس طوفان کو کیوں نہ روک سکے۔

میں سوچتا..... سوچتا رہا۔ آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا کہ آدمی میں جب تک قانون کے احترام کا بیلے نہیں پیدا ہو گا یہی سب کچھ ہوتا رہے گا۔ یہ میرا مشن ہے کہ آدمی قانون کا احترام کرنا چاہئے اور جامسوی ناول کی راہ میں نے اسی لئے منتخب کی تھی۔ تھکے ہارے ذہنوں کے لئے تفریغ بھی مہیا کرتا ہوں اور انہیں قانون کا احترام کرنا بھی سکھاتا ہوں۔ فریدی میرا آئیندیل ہے جو خود بھی قانون کا احترام کرتا ہے اور دوسروں سے قانون کا احترام کرنے کے لئے اپنی زندگی تک داؤ پر لگا دیتا ہے۔

لیکن میری دانست میں محض جامسوی ناولوں کا پھیلاوا اس مشن کی کامیابی کے لئے ناکافی ہے۔ ملکی قوانین کی تعلیم کا انتظام عوای پیمانے پر ہونا چاہئے۔ ہمارے ماہرین تعلیم نے ابھی تک اس پر دھیان نہیں دیا۔ حالانکہ یہ بے حد ضروری ہے، ایسا نصاب وضع کیا جانا چاہئے کہ ابتدائی مدارج سے ہی قانون کی تعلیم شروع کی جاسکے۔ جب قانون سے لا اعلیٰ قانون شکنی پر سزا سے نہیں بچا سکتی تو پھر یہ ہر آدمی کا حق ٹھہرتا ہے کہ اسے کلی طور پر قوانین سے آگاہی حاصل کرنے کی سہولت بہم پہنچائی جائے۔ کیا اس مسئلے پر سمجھیگی سے غور کیا جاسکے گا؟

بھائیک آدمی

روشی اسے بہت دیر سے دیکھ رہی تھی! وہ سر شام ہی ہوٹل میں داخل ہوا تھا اور اب سات
نئے رہے تھے! سندھ کی طرف سے آنے والی ہوائیں کچھ بو جھل سی ہو گئی تھیں۔۔۔!
جب وہ ہوٹل میں داخل ہوا تھا تو روشنی کی میز کے علاوہ اور ساری میزیں خالی پڑی تھیں!
لیکن اب ہوٹل میں تل دھرنے کی بھی جگہ نہیں تھی۔

وہ ایک خوبصورت اور جامہ زیب نوجوان تھا! لیکن یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی جس کی
باناء پر روشنی اس کی طرف متوجہ ہوتی! اسی ہوٹل میں اس نے اب سے پہلے درجنوں خوبصورت
آدمیوں کے ساتھ سینکڑوں راتیں گزاری تھیں اور اس کی وہ خس کبھی کی فنا ہو پچلی تھی، جو
صف قوی کی طرف متوجہ کرنے پر اکساتی ہے۔

روشنی ایک اینگلو بر میز عورت تھی۔۔۔ کبھی لڑکی بھی رہی ہو گئی اب یہ بہت پرانی بات
ہو پچلی تھی! یہ اس وقت کی بات ہے جب سنگاپور پر جلاپتوں نے بمباری کی تھی اور جدھر جس
کے سینگ نمائے تھے بھاگ نکلا تھا! روشنی چودہ سال کی ایک لڑکی تھی! اس کا باپ سنگاپور کا ایک
بہت ہلاکا جو تھا۔ لیکن بہت بڑے تاجر کی بیٹی ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ روشنی تین دن کے
فائدے کے بعد ایک کپ چائے کے عوض لڑکی سے عورت نہ بن جاتی! ہو سکتا ہے کہ اس کے
باپ کو ایک کپ چائے بھی میرمنہ آئی ہو کیوں کہ اس میں لڑکی سے عورت بننے کی صلاحیت تو

(مکمل ناول)

تحمی نہیں..... بہر حال روشنی اس کے انجمام سے آج بھی نادائقف تھی اور اب وہ ایک پچھوں سال کی پختہ کار عورت تھی! لیکن گیارہ سال قبل کی روشنی نہیں تھی.... چائے کا وہ کپ اسے آج بھی یاد تھا!.... اور وہ اب تک ایسے درجنوں آدمیوں کو ایک ایک کپ چائے کے لئے محتاج کر چکی تھی!

اب اس کے پاس ایک عمدہ سما آرام دہ فلیٹ تھا! دنیا کی سازی آسائش میسر تھیں اور اسے یقین تھا کہ اب وہ بھی فاقہ نہ کرے گی۔

یہ ہوٹل اس کے کاروبار کے لئے بہت موزوں تھا اور وہ زیادہ تر اتنیں بیہیں گزارتی تھیں! یہ ہوٹل کاروبار کیلئے یوں مناسب تھا کہ بند رگاہ بیہاں سے قریب تھی اور دن رات بیہاں غیر ملکیوں کا تار بندھا رہتا تھا جن میں زیادہ تر سفید نسل کے لوگ ہوتے تھے.... اور یہ ہوٹل چلتا بھی انہیں کے دم سے تھا! اور نہ عام شہری اور حراست بھی نہیں کرتے تھے! مگر روشنی اس بنا پر بھی اس نوجوان میں دچپی نہیں لے رہی تھی کہ وہ کوئی جہاز را نہیں تھا!

بات دراصل یہ تھی کہ وہ جب سے آیا تھا قدم قدم پر اس سے حقانیں سرزد ہو رہی تھیں! جیسے ہی ویٹر... نہ پیشانی تک ہاتھ لے جا کر اسے سلام کیا اس ہوٹل کے سارے ویٹر آنے والے گاہکوں کو سلام کرنا ضروری خیال کرتے تھے خواہ وہ نئے ہوئے خواہ پرانے، اس نے بھی باقاعدہ طور پر نہ صرف اس کے سلام کا جواب دیا بلکہ مودہ بانہ اندماز میں کھڑے ہو کر اس سے مصافی بھی کرنے لگا اور کافی دیر تک اس کے بال پچوں کی خیریت پوچھتا رہا۔

پہلے اس نے چائے منگوائی.... اور خاموش بیٹھا رہا! تھی کہ چائے ٹھنڈی ہو گئی پھر ایک گھونٹ لے کر اسامنہ بنانے کے بعد اس نے چائے واپس کر کے کافی کا آرڈر دیا! کافی شائد ٹھنڈی چائے سے زیادہ بد مزاج معلوم ہوئی اور اس نے کچھ اس قسم کا منہ بیٹایا جیسے ابکالی روک رہا! پھر اس نے کافی بھی واپس کر دی اور پے درپے ٹھنڈے پانی کے کئی گلاں چڑھا گیا۔ اندھیرا پھیل گیا اور ہوٹل میں بر قی قمعت روشن ہو گئے۔ لیکن اس احمق نوجوان نے شاید وہاں سے نہ اٹھنے کی قسم کھالی تھی۔

روشنی کی دچپی بڑھتی رہی! وہ بھی اپنی جگہ پر جمی گئی تھی! رات کے کھانے کا وقت ہونے سے قبل ہی میز پوش تبدیل کر دیئے گئے اور میزوں پر تروتازہ پھولوں کے گلڈ انوں کے ساتھ ایسے گلاں بھی رکھے گئے جن میں نیکپن اڑے ہوئے تھے۔ اس پر یوں قوف نوجوان نے اپنی کر سی پچھے کھکالی تھی اور ایک ویٹر اس کی میز بھی درست کر رہا تھا! ویٹر کے ہٹتے ہی وہ ایک گلاں کا پھول گلڈ ان سے نکال کر سو ٹھنڈے لگا! وہ خیالات میں کھوی

ہوا معلوم ہو رہا تھا اور اس نے ایک بار بھی اپنے گرد و پیش نظر ڈالنے کی رہت نہیں گوارہ کی تھی! اشائد وہاں خود کو تھا محسوس کر رہا تھا!

روشنی اسے دیکھتی رہی اور اب وہ نہ جانے کیوں اس میں خاص قسم کی کشش محسوس کرنے لگی تھی!.... اس نے کئی بار وہاں سے اٹھنا بھی چاہا لیکن کامیاب نہ ہوتی۔

انتہے میں گھانے کا وقت ہو گیا۔۔۔ اور اس نوجوان نے کھانے کا آرڈر دیا۔۔۔ پھول ابھی تک اس کی چنکی میں دبا رہا تھا جسے وہ کبھی سو ٹھنڈے لگتا اور کبھی آنکھیں بند کر کے اس طرح اس سے گال سہلانے لگتا جیسے ضرور تا ایسا کر رہا ہو۔

کھانا میز پر چون دیا گیا! لیکن وہ بدستور بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ وہ اب بھی کچھ سوچ رہا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ویٹر کے آنے اور کھانے کی موجودگی کا اسے علم ہی نہ ہو!

روشنی اب بھی اسے دیکھ رہی تھی۔ اچانک اس نے دیکھا کہ وہ گلاں کا پھول شور بے میں ڈبو رہا ہے اور پھر وہ اسے چبا بھی گیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اس نے اتنا برا سامنہ بیٹایا کہ روشنی کو بیساختہ بھی آگئی۔ اس کے منہ سے کچلے ہوئے پھول کے ٹکڑے پھسل پھسل کر کر رہے تھے۔

”بواۓ۔۔۔“ اس نے رو دینے کے سے انداز میں ویٹر کو آواز دی اور کئی لوگ چونک کر اسے گھورنے لگے! اذانگ ہال اب کافی آباد ہو چکا تھا۔ شائد پانچ میزیں خالی ہوں گی۔

”سب چوپٹ“ اس نے ویٹر سے گلوکیر آواز میں کہا۔ ”سب لے جاؤ... مل لاؤ!“

بات کیا ہے جتاب! ویٹر نے مودہ بان پوچھا۔

”بات پچھے نہیں۔ سب مقدر کی خرابی ہے.... آج کسی چیز میں بھی مزا نہیں مل رہا!“

نوچوان نے میکین صورت بنا کر کہا ”مل لاؤ!“

ویٹر بر تن سیست کر واپس چلا گیا! لیکن اسے واپس آنے میں دیر نہیں لگی! نوجوان نے طشتی میں رکھے ہوئے پرچے پر نظر ڈالی اور اپنی جیسیں مٹونے لگا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی جیسوں سے نوٹوں کی کئی گذیاں بکل آئیں۔ جنہیں وہ میز پر ڈالتا ہوا کھڑا ہو گیا اور اب وہ اپنی اندر وہی جیسوں جیسیں مٹوں رہا تھا۔

آخر اس نے ایک کھلی ہوئی گذی نکالی اور اس میں سے سو کا ایک نوٹ کھینچ کر طشتی میں رکھ دیا۔ روشنی کی آنکھیں حرث سے پھیل گئی تھیں اور وہ نوجوان بڑی لاپرواںی سے میز پر پڑی ہوئی نوٹوں کی گذیوں کو کوٹ کی جیسوں میں شخون رہا تھا۔

روشنی نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور اس نے دیکھا کہ ذانگ ہال کے سارے لوگ اس احمق کو بری طرح گھور رہے ہیں.... اسے وہاں کچھ بُرے لوگ بھی دکھائی دیئے جو لپچائی ہوئی

نظر دن سے اسے دیکھ رہے تھے۔

روشی اپنی جگدے اسی تھی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اسی حمق کی میر کے قریب پہنچ گئی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ ڈانگل بال کے بعد دوسرا ہی کمرے میں بہت ہی اعلیٰ پیانے پر جوا ہوتا تھا!۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ ابھی دو تین داال سے گھیر کر اس کمرے میں لے جائیں گے۔۔۔ اور وہ پندھننوں کے اندر ہی کوزی کوزی کو میلان ہو جائے گا۔

”کبوطو۔۔۔ اچھے تو ہوا!“ روشنی نے نوجوان کے شانے پر با赫ر رکھ کر اتنے بے تکلف انداز میں کہا یہی وہ صرف اس سے واقف ہو بلکہ دونوں گھرے دوست بھی ہوں۔ نوجوان چونک کراسے احمقوں کی طرح دیکھتے لگا۔ اس کے ہونٹ کھلے ہوئے تھے اور آنکھیں حریت سے پھیل گئی تھیں۔

”اب تم کھوئے کر میں نے تمہیں بچپنا ہی نہیں۔۔۔“ روشنی اخلاکر بولی اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ دوسری طرف تمار خانے کے داال ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرار ہے تھے۔

”آبا کیا تمہیں بولنا نہیں آتا؟“ روشنی پھر بولی۔

”مم.... دو.... ہبپ!“ نوجوان ہکلا کر رہ گیا۔

”تم شاید پاگل ہو!“ وہ میر پر بیہاں ٹیک کر آگے بجھتی ہوئی آہستہ سے بولی!“ اس خطرناک

علاقتے میں اپنی امارت جاتے پھرنے کا بھی مطلب ہو سکتا ہے!“

”خطرناک علاقا!“ نوجوان آنکھیں چھڑا کر سی کی پشت سے لک گیا۔

”ہاں میرے طوطے! کیا تم پہلی بار بیہاں آئے ہو۔“

نوجوان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کیوں آئے ہو!“

”اس نے بیہی ملنے کا وعدہ کیا تھا!“ نوجوان نے شرم کر کہا۔

”کس نے!.... کیا کوئی لڑکی ہے!“

نوجوان نے پھر سر ہلا دیا! لیکن اس بار اس نے شرم کے مارے اس سے آنکھیں نہیں ملا کیں! وہ کسی کونواری لڑکی کی طرح بجا رہا تھا جس کے سامنے اس کی شادی کا ذکر چھیڑ دیا گیا ہوا!

روشنی نے اس پر ترحم آمیز نظر ڈالی۔

”اگر اس نے بیہاں ملنے کا وعدہ کیا تھا تو وہ کوئی اچھی لڑکی نہیں ہو سکتی!“

”کیوں!“ نوجوان چونک کر بولا۔

”لیکن یہ تو تاؤ کہ تم اتنے روپے کیوں ساتھ لئے پھر رہے ہو!“ روشنی نے اس کے سوال کو

نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

”جب تک اتنی ہی رقم میری جیب میں نہ ہو۔۔۔ میں گھر سے باہر نہیں نکلتا۔۔۔“

اچانک ایک داال نے روشنی کو اشارہ کیا۔ ناہب اس اشارے کا بھی مطلب تھا کہ اسے قدر خانے لے جلو۔۔۔ لیکن روشنی نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

”تب تو پھر ہو سکتا ہے کہ یہ تمہاری زندگی کی آخری رات ہو۔۔۔“ روشنی نے نوجوان سے کہا۔

”کیوں خواہ خواہ ڈارہ ہی ہو!“ نوجوان خوف زدہ سی آواز میں بولا۔ ”میں یو نہیں بڑا بد نصیب آؤ ہوں۔۔۔ پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھا سکتا! کوئی چیز محدثی معلوم ہوتی ہے اور کوئی چیز کڑوی! بڑا تھر؛ کلاس ہو ٹھل ہے میر۔۔۔ ناتا کے گاؤں والی سڑائی میں بیہاں سے بدر جہا بہتر کھانا ملتا ہے۔۔۔“

روشنی بھی یہ نظر دن سے اسے دیکھ رہا تھا کہ اس کی رہائی۔۔۔ کچھ دیر خاموش رہی پھر وہ امتحنا ہوا بولا۔ ”اچھا

اب میں جاؤں گا۔۔۔“

”شاہد تم اس شہر کے ہی نہیں ہو!“ روشنی نے تشویش آمیز لمحے میں کہا۔

”کیا تم غیب کی باتیں بھی بتا سکتی ہو!“ نوجوان کے لمحے میں حیرت تھی! اور پھر بیٹھ گیا!

”بیہاں سے نکلنے کے بعد تمہیں سڑک تک پہنچنے کے لئے ایک ویران طے کرنا پڑے گا!“ روشنی

نے کہا۔ ”ہو سکتا ہے کہ تم چیز بھی نہ سکو اور کوئی اچھی لمبا محدث الہا تمہارے جسم میں اتر جائے۔۔۔“

”میں نہیں سمجھا۔۔۔“

”تم باہر مار ڈالے جاؤ گے بدھو!“ روشنی دانتے پیس کر بولی۔ ”کیا تم نے اس علاقے کی

ہولناک وار داؤں کے متعلق اخبارات میں بھی نہیں پڑھا۔“

”میں کچھ نہیں جانتا!“ نوجوان نے بے چینی سے پہلو بدل کر کہا۔

”وہ لڑکی کس وقت آئے گی!“

”اوہ اب تا آنھوئے گئے! اس نے سات بجے ملنے کا وعدہ کیا تھا!“

”تم اسے کب سے جانتے ہو!“

”کل سے!“

”کیا مطلب!“

”ہاں ہاں کل سے! کل وہ مجھے ریلوے وینگ روم میں ملی تھی!“

”اور تم آج بیہاں دوڑے آئے! واقعی بدھو ہو۔۔۔“

”بات یہ ہے.... گک.... کہ....“

”فضل باتیں نہ کرو! تمہارے لئے دونوں صورتیں خطرناک ہیں۔۔۔ لیکن ایک میں جان

چانے کا خدشہ نہیں! البتہ لٹ ضرور جاؤ گے!"

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی!"

"بابر پھلے ہوئے اندر ہے پر ایک خطرناک آدمی کی حکومت ہے اور وہ آدمی بعض اوقات یونہی تفریخا بھی کسی نہ کسی کو ضرور قتل کر دیتا ہے! مگر تم... تم تو سونے کی چیزیاں اس لئے تمہیں جان وال دنوں سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔"

"کس مصیبت میں پھنس گیا؟" نوجوان نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"جب تک میں کہوں خاموشی سے میں بیٹھنے رہو؟" روشنی نے کہا۔

"لیکن... تم نے یہاں بھی کسی خطرے کا تذکرہ کیا تھا۔"

"یہاں تم لٹ جاؤ گے پیداے طوطے!" روشنی نے مسکرا کر پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"اور جو اہوتا ہے اور جوئے خانے کے دلال تمہاری تاک میں ہیں۔"

"واہ... واہ... احمد نے نہ کہا۔" یہ تو بڑی اچھی بات ہے! میں جو اکھیلنا پسند کروں

گا! مجھے وہاں لے چلو!

"اوہ! میں سمجھی! تم یہاں جو اکھیلے آئے ہو!

"نہیں... یہ بات نہیں... اف وہ ابھی تک نہیں آئی... ارے بھی قدم لے لو۔۔۔

میں جو اکھیلے کی نیت سے نہیں آیا تھا! مگر اب کھلیوں کا ضرور۔ ایسے موقع روز روز نہیں نلتے!

"یعنی تم حقیقتاً جواری نہیں ہو؟"

"نہیں! میں یہ بھی نہیں جانتا کہ جو اکھیلہ اسکے طرح جاتا ہے۔"

"تب پھر کیسے کھلیو گے؟"

"بس کسی طرح! صرف ایک بار تجربے کے لئے کھلیتا چاہتا ہوں! سچ کہتا ہوں ایسا موقع پھر

کبھی نہیں ملے گا!"

"کیا موتن؟"

"بات یہ ہے! احمد آگے جھک کر رازدارانہ انداز میں بولا۔" نیہاں ڈیڈی ہیں اور نہ مگی!

روشنی بے اختیار نہ پڑی۔ لیکن اس نوجوان کے چہرے پر حماقت آمیز سنجیدگی دیکھ کر خود

بھی سنجیدہ ہو گئی اور نہ جانے کیوں اس وقت وہ خود کو بھی یوں توف محسوس کرنے میں تھی۔

"ڈیڈی اور مگی!" نوجوان پھر بولا۔ مجھے کڑی پانڈیوں میں رکھتے ہیں! لیکن میں دنیاد کھلتا چاہتا

ہوں۔ میں اب بڑا ہو گیا ہوں نا... ہے کہ نہیں!... دیکھ لو وہ اب تک نہیں آئی...."

"میں تمہیں جو آئے کھلینے دوں گی! سمجھے!"

"کیوں!... واہ... اچھی رہی! تم ہو کون مجھے روکے والی۔ میں نے آج سے پہلے کبھی تمہیں دیکھا تک نہیں۔"

"تم جو آنہیں کھلیو گے؟" روشنی اپنا اوپری ہونت بھیجن کر بولی!

"دیکھتا ہوں۔ تم کیسے روکتی ہو مجھے؟"

اسنے میں قمار خانے کا ایک دلال اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کی میز کی طرف بڑھا۔ صورت تن سے خطرناک آدمی معلوم ہو رہا تھا! چہرے پر گھنی موچھیں تھیں اور خفیف سے کھلے ہوئے ہو نتوں سے اس کے دانت دکھائی دیتے تھے! آنکھوں سے درندگی جھانک رہی تھی! وہ ایک کرسی بھیج کر روشنی کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کیا یہ تمہارے دوست ہیں؟" اس نے روشنی سے پوچھا۔

"ہاں! روشنی کے لیجھ میں تھی تھی۔"

"کیا پہلی بار یہاں آئے ہیں۔"

"ہاں... ہاں! روشنی جلا گئی۔"

"ناراض معلوم ہوتی ہو!" وہ لگاؤٹ کے سے انداز میں بولا!

"جاوے اپنا دھندا رکھو یا جواری نہیں ہے!"

"میں ضرور جو آکھیلوں کا! احمد نے میز پر گھونسہ مار کر کہا۔" تم مجھے نہیں روک سکتیں! سمجھیں!

"اوہ یہ بات ہے! دلال روشنی کو گھوڑنے لگا! اس کی آنکھوں میں کینہ تو زی کی جھلک تھی۔

پھر وہ احمد کی طرف مز کر بولا۔ "نہیں مسٹر آپ کو کوئی نہیں روک سکتا! آپ جیسے خوش

قسمت لوگ یہاں سے ہزاروں روپے بٹور کر لے جاتے ہیں اور ان کی یہ کشادہ پیشانی آپا...۔۔۔

فتح مندی اور نصیب دری کی نشانی ہے! میرے ساتھ آئیے۔ میں آپ کو یہاں کھلینے کے گر

متاؤں گا۔ جیسے پر صرف پندرہ روپے فیصدی کیش... بوئے ٹھیک ہے تا!

"بالکل ٹھیک ہے یا!" احمد اس کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔ "انھوں۔"

روشنی وہیں بیٹھی رہ گئی اور وہ دونوں اٹھ کر قمار خانے کی طرف چلے گئے۔

O

روشنی خواہ خواہ یور ہو رہی تھی! اسے تکلیف پہنچی تھی! نہ جانے کیوں؟ وہ جہاں تھی وہیں بیٹھی رہی! اس کے ذہن میں آندھیاں ہی اٹھ رہی تھیں! بڑی عجیب بات تھی! آج اس سے

کے اندر ہیرے کا تصور ریگنے لگا اور وہ مضطربانہ انداز میں کھڑی ہو گئی!۔۔۔ وہ پھر اس الحق کے متعلق سوچ رہی تھی! اس نے صرف تین ہزار گنوائے تھے لیکن اس کے بعد بھی اس کی جیبوں میں کافی رقم ہو گی! وہ بڑے نوٹوں کی کمی گذیاں تھیں...۔۔۔ یقیناً تیس یا چالیس ہزار ہو سکتا ہے یا اس سے بھی زیادہ!۔۔۔!

اس نے بڑی تیزی سے اپنا شنی بیک اٹھلیا اور ہوٹل سے نکل گئی۔ باہر اندر ہیرے کی حکمرانی تھی۔ کافی فاصلے پر اسے ایک تاریک سایہ نظر آ رہا تھا! تحرک سایہ...۔۔۔ جو اس الحق کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا...۔۔۔ سامنے چھوٹے چھوٹے ٹیکے تھے اور باہمی طرف گھنی جہاڑیوں کا سلسلہ میلوں تک پھیلا ہوا تھا۔ سڑک تک پہنچنے کے لئے ان ٹیکوں کے درمیان سے گزرنا ضروری تھا! لیکن موجودہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ وقت اس کے لئے موزوں نہیں تھا!

خود پولیس اس علاقے کو خطرناک قرار دے چکی تھی!

روشی دل ہی دل میں خود کو بر اجھلا کہ رہی تھی۔ کیوں نہ اس نے اس کو ادھر جانے سے باز رکھا۔ اس نے اسے وہ راستہ کیوں نہ بتا دیا جو بند رگاہ کی طرف جاتا تھا۔

اب وہ اس الجھن میں پڑ گئی تھی وہ اسے کس طرح آواز دے۔ وہ اس کے نام سے بھی واقف نہیں تھی!

اچانک اسے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک دوسرا سایہ دکھائی دیا جو پہلے سائے کے پیچے تھا اور یہکہ بیک کی میلے کی اوٹ سے غمودار ہوا تھا! پھر اسی نے اسے اگلے سائے پر جھپٹنے دکھا۔۔۔ اور وہ اپنی بے ساختہ قسم کی جیج کو کسی طرح نہ دبا سکی، جو اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی سنائے میں دور نکل لے رہی چل گئی تھی!

دونوں سائے گتھے ہوئے زمین پر گرے...۔۔۔ پھر ایک فائر ہوا اور ایک سایہ اچھل کر جہاڑیوں کی طرف بھاگا۔

روشی بد حواسی میں سیدھی دوڑی چل گئی۔

اس نے تاروں کی چھاؤں میں ایک آدمی کو زمین پر پڑے دیکھا...۔۔۔ دوسرا غائب ہو چکا تھا۔

اسے یقین تھا کہ وہ اس الحق آدمی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا...۔۔۔

”کیا ہوا!“ وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اس پر جھک پڑی۔

”نیند آرہی ہے!“ الحق نے تھر ائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

”اٹھو!“ وہ اسے جھنھونز نے گئی۔ ”بھاگو پوری قوت سے ہوٹل کی طرف بھاگو!“

احمق اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے روشنی کو کندھے پر لاد کر ہوٹل کی

پہلی ملاقات تھی۔ وہ بھی زبردستی کی! لیکن اس کے باوجود بھی وہ محوس کر رہی تھی جیسے اس حق کے روئے کی بنا پر برسوں پر انی دوستی نوٹ گئی ہو! اس نے اس کا کہنا کیوں نہیں مانا! اس کی بات کیوں رد کر دی۔

پھر اسے اپنی اس حقاً پر نہیں آنے لگی۔ آخر وہ اسے منع کرنے والی ہوتی ہی کون ہے!۔۔۔ پہتے نہیں.... وہ کون ہے۔ کہاں سے آیا ہے؟ کل کہاں ہو گا؟ ایسے آدمی کے لئے اس قسم کا جذبہ رکھنا حرفت نہیں تو اور کیا ہے اس سے پہلے ایک نہیں سینکڑوں آدمیوں سے مل چکی تھی! اور انہیں اچھی طرح لوٹتے وقت بھی اس کے دل میں رحم کا جذبہ نہیں بیدار ہوا تھا۔ لیکن اس حق نوجوان کو دوسروں کے ہاتھوں لٹتے دیکھ کر نہ جانے کیوں اس کی انسانیت جاگ انھی تھی! اسے ایسا محوس ہو رہا تھا جیسے اس کا کوئی نالائق لاکا اس کا دل توڑ گیا ہو۔

”وہ جہنم میں جائے!“ وہ آہتہ سے بڑا بڑا اور دیگر کو بلا کر ایک گپ و سکل کا آرڈر دیا۔

پھر اس نے اس طرح اپنے سر کو جھکا دیا جیسے اس الحق کے تصور سے پیچا چھڑانا چاہتی ہو۔

اس نے سوچا کہ وہ پی پکنے کے بعد بیہاں سے اٹھ ہی جائے گی! ضرور اٹھ جائے گی۔

لیکن اٹھ جانے کا تہیہ کر لینے کے باوجود بھی وہ دیس ٹیکھی رہی...۔۔۔ سوچتی رہی...۔۔۔ اسی

حق نوجوان کے متعلق... ایک گھنٹہ گزر گیا اور پھر وہ اسے دوبارہ دکھائی دیا۔

وہ قمار خانے کے دروازے میں کھڑا اپنے چہرے سے پیسہ پونچھ رہا تھا دنوں کی نظریں میں اور وہ تیر کی طرح اس میز کی طرف آیا۔

”تم ٹھیک کہتی تھیں!“ وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر ہانپتا ہوا بولا۔ ”میں نے تین ہزار روپے کو دیے!“

روشی اسے گھورتی رہی پھر دانت پیش کر بولی۔ ”جاوہ چل جاؤ اور نہ الہا تھہ رسید کر دوں گی۔“

”نہیں... میں نہیں جاؤں گا...۔۔۔ تم نے کہا تھا کہ باہر خطرہ ہے!“

روشی خاموش ہو گئی۔ وہ پیچے سوچ رہی تھی!

”بیاؤ میں کیا کروں۔“ الحق نے پھر کہا۔

”جہنم میں جاؤ۔“

”میں بھی کتنا گدھا ہوں!“ الحق خود سے بولا ”بھلا یہ تیچاری کیا بتائے گی۔“

احمق کری سے اٹھ گیا! روشنی بڑی طرح جھلائی ہوئی تھی! اس نے ذرہ برادر بھی پر داہ کی۔ وہ اسے باہر جاتے دیکھتی رہی۔ حتیٰ کہ وہ صدر دروازے سے گز دیا!

اچانک اس کے خیالات کی روٹھی اور وہ پھر اس کیلئے بے چین ہو گئی! اس کے ذہن میں باہ

طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ روشنی "ارے ارے" ہی کرتی رہ گئی!
پھر تھوڑی ہی دیر بعد دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہانپر ہے تھے اور وہ ہوٹل
کے صدر دروازے کے قریب تھے! فائز اور جیج کی آواز سن کر یہاں پہلے ہی سے بھیڑ اکٹھی ہو
گئی تھی!

"کہیں چوت تو نہیں آئی۔" روشنی نے اس سے پوچھا۔

"چوت آئی نہیں بلکہ ہو گئی! میں اس وقت کوڑی کو محتاج ہوں!"

ہوٹل کا نیجر انہیں اندر لایا اور سیدھا اپنے کمرے میں لیتا چلا گیا۔

"آپ نے بڑی غلطی کی ہے! اس نے احمد سے کہا۔"

"ابے جتاب! میں شام کو ادھر ہی سے آیا تھا!"

"کیا آپ نے سڑک کے کنارے لگے ہوئے بورڈ پر نظر نہیں ڈالی تھی جس پر خریر ہے کہ
سات بجے کے بعد اس طرف جانے والوں کی جان و مال کی حفاظت نہیں کی جاسکتی! یہ بورڈ مکمل
پویس کی طرف سے نصب کرایا گیا ہے۔"

"میں نے نہیں دیکھا تھا!"

"کتنی رقم گئی؟" نیجر نے متاسفانہ لمحے میں پوچھا۔

"سینتالیس ہزار--!"

"میرے خدا!" نیجر کی آنکھیں متھرانہ انداز میں بچیل گئیں!

"اور تمیں ہزار آپ کے قدار خانے میں بارگیا۔"

"مجھے افسوس ہے!" نیجر نے مغموم انداز میں کہا۔ "مگر جو اتو مقدر کا کھیل ہے ہو سکتا ہے
کل آپ چھ ہزار کی جیت میں رہیں۔"

"اٹھو یہاں سے! روشنی احمد کا ہاتھ لکھنچتی ہوئی بولی۔

وہ دونوں نیجر کے کمرے سے باہر نکل آئے۔ ایک بار پھر لوگ ان کے گرد اکٹھا ہونے لگے
تھے! لیکن روشنی اسے ان کے زندگی سے صاف نکال لے گئی۔

وہ دوسری طرف کے دروازے سے پیدل بندرا گاہ کی طرف جا رہے تھے۔

"کیوں طوٹے اب کیا خیال ہے۔" روشنی نے اس سے پوچھا۔

"اب خیال یہ ہے کہ میں اپنے روپے وصول کئے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا! پچاس ہزار
کی رقم تھوڑی نہیں ہوتی...."

"لیکن تم اتنی رقم لے کر آئے ہی کیوں تھے۔"

"مجھے پچاس بھینیں خریدنی تھیں!"
"بھینیں!"

"ہاں بھینیں۔ اور میں ان بھینیوں کے بغیر والپیں نہیں جا سکتا کیوں کہ میرے ذمیتی ذرا
غصہ در قسم کے آدمی ہیں!"

"کیا وہ بھینیوں کی تجارت کرتے ہیں؟"

"نہیں۔ انہیں بھینیوں سے عشق ہے! احمد نے بخیدگی سے کہا اور روشنی سے ساختہ نہیں پڑی۔
ہائیں تم مذاق بھی ہو کیا!" احمد نے حیرت سے کہا۔ "یہ حقیقت ہے کہ وہ اپنے گرد و

پیش زیادہ سے زیادہ بھینیں دیکھ کر بے حد خوش ہوتے ہیں!"

"وہ اور کیا کرتے ہیں! یعنی ذریعہ معاش کیا ہے؟"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم!"

"تم پاگل تو نہیں ہو!" روشنی نے پوچھا۔

"پتہ نہیں!"

"اب تمہارے پاس کتنی رقم ہے۔"

"شاید ایک چونی ارقم کی فکر نہ کرو۔ میں ایک ایک پائی وصول کرلوں گا!"

"کس سے!"

"جس نے چھینی ہے اس سے!"

"ٹوٹے تم بالکل گدھے ہو!" روشنی ہنسنے لگی۔ "پتہ نہیں زندہ کیسے ہوا وہ آدمی اپنے شکاروں
کو زندہ نہیں چھوڑتا۔"

"وہ آخر پے کون!"

"کوئی نہیں جانتا۔ پولیس والے اس علاقے میں قدم رکھتے ہوئے تھرأتے ہیں! وہ اب تک
نہ جانے کتنے آفسروں کو جان سے مار چکا ہے۔"

"ہو سکتا ہے.... مگر میں اپنے روپے وصول کرلوں گا۔"

"کس طرح بدھے طوٹے۔"

"کل سر شام ہی ان جہاڑیوں میں جھپپ جاؤں گا۔"

روشنی بے تحاشہ ہنسنے لگی!

"ٹوٹے تم کچھ پاگل ہو!" اس نے کہا۔ "یہ بتاؤ تمہارا قیام کہاں ہے!"

"ہوٹل لبراس کا میں!"

"لیکن اب تمہاری جھینیں خالی ہو جگیں میں! وہاں کیسے رہو گے۔"

"اس کی فکر نہیں! وہاں سے کسی خیراتی مسافر خانے میں چلا جاؤں گا، لیکن بھینوں کے بغیر واپسی ناممکن ہے!"

روشی خاموش ہو گئی۔ بند رگاہ کے قریب پہنچ کر اس نے ایک تیکسی روکوائی۔

"چلو پہنچو!"

"مجھے بھوک لگ رہی ہے!"

"تواب تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کھانا بھی کھلاؤں۔" روشنی اسے تیکسی میں دھکیلتی ہوئی بولی۔

وہ دونوں بیٹھ گئے اور تیکسی چل پڑی۔

"تم یہ نہ سمجھو کہ میں منفلس ہوں۔۔۔ میں نے یہ کہا تھا کہ میری جیب میں ایک جو نی ہے۔

لیکن ٹھہر دیں او نہیں ہوں! پرنس میں اپنا سارا روپ پر ایک جگہ نہیں رکھتا!"

احمق خاموش ہو کر اپنے جوتے کا فیٹہ کھولنے لگا۔۔۔ اس نے دونوں جوتے اتار دیے اور انہیں انداز کر کے جھکلنے لگا! دوسرا سے لمحے میں اس کے ہاتھ پر دونوں کی گذیاں تھیں!

"یہ ڈھائی ہزار ہیں!" احمق نے بڑی سادگی سے کہا۔

"اگر اب میں انہیں بھیجا لوں تو!" روشنی مسکرا کر بولی۔

"تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتیں۔ میں تمہیں ڈراؤں گا۔"

"ڈراؤ گے!"

"ہاں میرے پاس ریوالور ہے اور میں نے اس آدمی پر بھی فائز کیا تھا۔"

"کیا تمہارے پاس لا انسن ہے۔"

"میں لا انسن وغیرہ کی پرواہ نہیں کرتا۔۔۔ یہ دیکھو میں جھوٹ نہیں کہہ رہا۔"

احمق نے جیب سے ریوالور نکال کر روشنی کی طرف بڑھا دیا۔ اور روشنی بے تحاشہ ہنئے گئی!

ریوالور کی چھٹی میں پانچوں کی ریل چھٹی ہوئی تھی اور وہ سازھے چار روپے والا ٹوائے ریوالور تھا۔

"ٹوٹے!" اس نے سخیدگی سے کہا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم آدمیوں کے کس ریوالوڑ سے تعلق رکھتے ہو!"

"دیکھو! تم بہت بڑی جاہی ہو۔" احمق غصے میں بولا۔ "ابھی تک تم مجھے طوٹا کہتی رہی ہو

لیکن میں سچھ نہیں بولا تھا۔۔۔ لیکن اب جانور کہہ رہی ہو!"

"نہیں میں نے جانور تو نہیں کہا۔"

"پھر ریوالور کا اور کیا مطلب ہوتا ہے! بھنس میرے ڈیڈی کی ایک کمزوری ہے امیری نہیں!"

"پھر بھی تم طوطے سے مشاہدہ رکھتے ہو!" روشنی نے چھیڑنے والے انداز میں کہا۔

"ہرگز نہیں رکھتا۔۔۔ تم جھوٹی ہو۔۔۔ تم اسے ثابت نہیں کر سکتیں کہ میں طوطے سے مشاہدہ رکھتا ہوں۔"

"پھر بھی ثابت کر دوں گی! یہ بتاؤ کہ تم۔۔۔؟"

لیکن جملہ پورا ہونے سے قبل ہی اس کی آواز ایک بے ساختہ قسم کی چیز میں تبدیل ہو گئی!

برابر سے گزرتی ہوئی ایک کار سے فائر ہوا تھا۔

"روکو۔۔۔ ڈرائیور۔۔۔ روکو۔" احمق چیخا۔

کار ایک جھکٹے کے ساتھ رک گئی۔ ڈرائیور پہلے ہی خوف زده ہو گیا تھا۔۔۔!

دوسری کار فرانے بھرتی ہوئی انڈھیرے میں گم ہو گئی۔ اس کی عقبی سرخ روشنی بھی غائب تھی! احمق روشنی پر جھکا ہوا تھا۔

"عورت۔۔۔ اے عورت۔۔۔ ارر۔۔۔ لل۔۔۔ لڑکی!" وہ اسے جھبھوڑ رہا تھا۔

روشنی کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ اس طرح ہاتھ پر رہی تھی۔ جیسے گھونٹے سے گرا ہوا

چڑیا کا پچ بانپتا ہے!

عمران کے جھبھوڑنے پر بھی اس کے مند سے آواز نہ نکلی۔

"اے پچھے یو لو بھی۔۔۔ کیا گوئی گئی ہے۔"

روشنی نے لنگی میں سر ہلا دیا۔

یہ حقیقت تھی کہ وہ صرف سہم گئی تھی! اس نے قریب سے گزرتی ہوئی کار کی کھڑکی میں شعلے کی لپک دیا۔۔۔ اور پھر فارٹ کی آواز۔۔۔ ورنہ گولی تو شاید تیکسی کی چھٹ پر پھسلتی ہوئی دوسرا طرف نکل گئی تھی۔

"یہ یا تھا صاحب!" ڈرائیور نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"پناہ۔۔۔؟" احمق سر ہلا کر بولا۔ "میرے ایک شریر دوست نے مذاق کیا ہے!۔۔۔ چلو

آگے بڑھا! ہاں۔۔۔ لیکن اندر کی روشنی بجھا دو۔۔۔ ورنہ وہ پھر مذاق کرے گا۔"

پھر وہ روشنی کا شانہ تھکتا ہوا بولا۔ "گھر کا پتہ بتاؤ۔۔۔ تاکہ تمہیں وہاں پہنچا دوں!"

روشنی سنھل کر بیٹھ گئی! اس کی سانسیں ابھی تک چھڑی ہوئی تھیں!

"کیا یہ وہی ہو سکتا ہے؟" احمق نے آہستہ سے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔" روشنی ہانپتی ہوئی بولی۔

"تواب یہ مستقل طور پر پیچھے پڑ گیا!" احمق نے بڑے بھولے پن سے پوچھا۔

"اوہ... طوٹے اب میری زندگی بھی خطرے میں ہے!"
"ارے.... تمہاری کیوں!"

"وہ پاگل ہے جس کے بھی بچپنے پڑے ہر حال میں مارڈالتا ہے! ایسے کیس بھی ہو چکے ہیں کہ بعض لوگ اس کے پہلے نملے سے فک جانے کے بعد دوسرا سے نملے میں مارے گئے ہیں!"
"آخر دھے ہے کون؟ اور کیا چاہتا ہے؟ روپے تو چھین چکا! پھر اب کیا چاہتے؟"
"میں نہیں جانتی کہ وہ کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔ بہر حال یہ سب کچھ تمہاری حماقتوں کی وجہ سے ہو۔"

"یعنی تم چاہتی ہو کہ میں چپ چاپ مر جاتا!" احمد نے بڑی سادگی سے سوال کیا۔

"نہیں طوٹے! تمہیں اس طرح اپنی امارت کا اظہار نہیں کرنا چاہئے تھا!"

"مجھے کیا معلوم تھا کہ یہاں کے لوگ بچپاں ہزار بھی حقیر رام پر بھی نظر رکھ سکتے ہیں!"
"تم اسے حقیر رقم کہتے ہو۔" روشنی نے حرث سے کہا۔ ارے میں نے اپنی ساری زندگی میں اتنی رقم یکشت نہیں دیکھی.... طوٹے! تم آدمی ہو یا نکالا...."

"چھوڑا اس تذکرے کو! تم کہہ رہی تھیں کہ تم خود کو خطرے میں محسوس کر رہی ہو!"

"ہاں یہ حققت ہے!"

"کہو تو میں یہ رات تمہارے ہی ساتھ گزاروں!"

"اوہ طوٹے ضرور.... ضرور.... ایک بات میں نے ضرور مل کی ہے! تم بالکل طوٹے ہونے کے باوجود بھی لاپرواہ اور نذر ہو! لیکن تمہارا یہ روایا بھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکا۔"
"اچھا تو پھر۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ہی چل رہا ہوں! لیکن کیا تمہارے گھر پر کچھ کھانے کو مل سکے گا!"

O

اس کے لئے تمہیں میرا ہاتھ بناتا پڑے گا! میں یہاں تمہارا ہتھ ہوں!"
تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ کھانے کی میز پر تھے اور احمد بڑھ کر ہاتھ مبارہ کھا۔
"اب ہر آرہا ہے!" وہ منہ چلاتا ہوا بولا۔ "اس ہوٹل کے کھانے بڑے وابیات ہوتے ہیں!"
"طوٹے.... کیا تم حقیقتاً یہی ہو جیسے نظر آتے ہو۔" وہ اسے غور سے دیکھنے لگی!
"میں نہیں سمجھا!"
"آجھے نہیں۔ میں نے ابھی تک تمہارا نام تو پوچھا ہی نہیں!"
"تو اب پوچھ لو.... لیکن مجھے اپنا نام قطعی پسند نہیں!"
"کیا نام ہے؟"
"عمران.... علی عمران!"
"کیا کرتے ہو؟"
"خرچ کرتا ہوں! جب پیسے نہیں ہوتے تو صبر کرتا ہوں!"
"پیسے آتے کہاں سے ہیں۔"
"آہ...." عمران مخفی سانس لے کر بولا۔ "یہ بڑا بیڈ ہب سوال ہے! اگر کسی انڑو یو میں پوچھ لایا جائے تو مجھے نو کری سے مایوس ہونا پڑے۔ میں بچپن سے یہی سوچتا آیا ہوں کہ پیسے کہاں سے آتے ہیں! لیکن افسوس آج تک اس کا جواب پیدا نہیں کر سکا! بچپن میں سوچا کرتا تھا کہ شائد کلداروں پر بیکٹ سے نکلتے ہیں۔"
"بہر حال تم اپنے متعلق کچھ بتانا نہیں چاہتے؟"
"اپنے متعلق میں نے سب کچھ بتا دیا ہے! لیکن تم زیادہ تر ایسی ہی باتیں پوچھ رہی ہو جن کا متعلق بھسے نہیں بلکہ میرے ذیلی سے ہے!"
"میں بھی! یعنی تم خود کوئی کام نہیں کرتے!"
"اف فوہ.... اٹھیک.... بالکل ٹھیک!.... بعض اوقات میرا دماغ غیر حاضر ہو جاتا ہے.... غالباً مجھے تمہارے سوال کا یہی جواب دینا چاہئے تھا!۔۔۔ اچھا تمہارا کیا نام ہے!"
"روشنی!"
"واقعی! تم صورت ہی سے روشنی معلوم ہوتی ہو!"
"کیا مطلب!"
"پھر وہی مشکل سوال! جو کچھ میری زبان سے نکلتا ہے اسے میں سمجھا نہیں سکتا! بس یونہی!
نہیں کیا بات ہے! غالباً مجھے یہ کہنا چاہئے تھا کہ تمہارا نام بھی تمہاری ہی طرح.... کیا

"دیکھو یہ رہا میرا چھوٹا سا فلیٹ!" روشنی نے کہا۔
وہ دونوں فلیٹ میں داخل ہو چکے تھے اور احمد اتنے اٹیمان سے ایک صوفے میں گر گیا تھا جسے وہ بیوی سے تینیں رہتا آیا ہو!
"یہ مجھے اس صورت میں اور زیادہ اچھا معلوم ہو گا اگر کھانے کو پچھلے مل جائے!" احمد نے جنید گی سے کہا۔

ہے... اچھا بتاؤ کیا کہیں گے بڑی مشکل ہے! بھی وہ لفڑا ہم میں تھا... نائب ہو گیا۔!

عمران بے بُس سے اپنی پیشان رکھنے لگ۔
روشی اسے عجیب نظر دی سے دیکھ رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرتا تھا کہ اسے کیا سمجھے!
نیم دیوانہ یا کوئی بہت بڑا مکار۔ مگر مکار سمجھنے کے لئے کوئی معقول دلیل اس کے ذہن میں نہیں
تھی۔ اگر وہ مکار ہوتا تو اتنی بڑی رقم اس طرح کیسے گواہیٹا!

”اب آہتہ آہتہ ساری باتیں میری سمجھ میں آڑتی ہیں!“ عمران شندی سائنس لے کر
بولा!“ وہ لڑکی جو وینگ روم میں ملی تھی اس بد معاشر کی ایجنت رہی ہو گی!... ہاں... اور کیا
ورنہ وہ مجھے اس ہوٹل میں کیوں بلاقی... مگر جو شی... آر... کیا ہم بت تھا را... وہ...
روشی... روشی! وہ لڑکی مجھے اچھی لگتی تھی... اور اب نہ جانے کیوں تم اچھی لگنے لگی ہو! نہ
بڑا فوس ہے کہ میں نے تمہارے کہنے پر عمل نہ کیا... یا تم اب میری مد نہ کرو گی!“
روشی بڑے دلاؤز انداز میں مسکرا رہی تھی۔

”میں کس طرف مدد کر سکتی ہوں!“ اس نے پوچھا۔
”دیکھو روشنی... روشنی... واقعی یہ نام بہت اچھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے زبان
نوک مصری کی ڈل سے جالگی ہو۔ روشنی... وہ... ہاں تو روشنی میں اپنی کھوئی ہوئی
رقم واپس لینا چاہتا ہوں!“

”تم ممکن ہے! تم بالکل بچوں کی سی باتیں کر رہے ہو! تم نے وہ رقم پینڈ میں نہیں رکھوائی
تھی کہ واپس مل جائے گی۔“

”کو شش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا!... آہا... آہا... کیا تم نے بچوں میں کی زندگی
کے حالات نہیں پڑھے!“

”میرے طوطے! روشنی بن کر بولی۔“ تم اتنی جلدی پاک سے باہر کیوں آگئے!
”میں مذاق کے موز میں نہیں ہوں!“ عمران کسی ضدی پیچے کی طرح جھاگڑ بولا۔
روشی کی ہنسی تیز ہو گئی! وہ بالکل اسی طرح نہیں رہی تھی جیسے کسی نا سمجھ پیچے کو چڑھا رہی ہو!
”اچھا تو میں جادہ ہوں!“ عمران بگز کر اٹھتا ہوا بولا۔

”ٹھہرو! ٹھہرو!“ وہ یہک بیک سنجیدہ ہو گئی۔ ”چلو بتاؤ۔ کیا کہہ رہے تھے!
”نہیں بتاتا!“ عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ ”میں کسی سے مشورہ لئے بغیر ہی نہیں پشت ہوں!“

”نہیں مجھے بتاؤ کہ تم کیا کرتا چاہتے ہو!
”کتنی پار حلقوں پھراؤں کہ میں اس سے اپنے روپے وصول کرنا چاہتا ہوں!“

”خام خیال ہے بچپنا!“ روشنی کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ ”اس ملاتے میں پولیس کی بھی دال نہیں
گل! آخر تھک ہار کر اسے وہاں خطرے کا بورڈ لگانا پڑا۔“

”کیا ہوئی دالے بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی!
میں وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتی!
”پولیس نے انہیں بھی شوالا ہو گا۔“

”کیوں نہیں؟ عرصے تک اس ہوٹل میں پولیس کا ایک دستہ دن اور رات معین رہا ہے،
لیکن اس کے باوجود بھی وہ خطرناک آدمی کام کر رہی گزرتا تھا۔“

”روشنی روشنی! تم مجھے باز نہیں رکھ سکتیں!“ عمران ڈائیلاگ یو لے لگا!“ میں اس کا قلع قلع
کئے بغیر یہاں سے واپس نہ جاؤں گا۔“

”بکواس مت کروا!“ روشنی بھجن جلا گئی۔ پھر اس نے کہا۔ ”جاو اس کرے میں سو جاؤ۔ بستر
صرف ایک ہے۔ میں یہاں صوفے پر سو جاؤں گی۔“

”نہیں!— تم اپنے بستر پر جاؤ۔... میں یہاں صوفے پر سو جاؤں گا۔“ عمران نے کہا۔
اس پر دونوں میں بحث ہونے لگی۔ آخر پچھے دیر بعد عمران ہی کو خواب گاہ میں جانا پڑا اور
روشنی اسی کرنے کے ایک صوفے پر لیت گئی۔

ہلکی سردیوں کا زمانہ تھا! اس نے ایک ہلکا سا کمبل اپنے پیروں پر ڈال لیا تھا! وہ اب
بھی عمران ہی کے متعلق سوچ رہی تھی۔ لیکن اس خطرناک اور گمنام آدمی کا خوف بھی اس کے
ذہن پر مسلط تھا۔

وہ آدمی کون تھا! اس کا جواب شاداب گمراہی پولیس کے پاس بھی نہیں تھا۔ اس نے اب تک
درجنوں وارداتیں کی تھیں۔ لیکن پولیس اس تک پہنچنے میں ناکام رہی تھی! اور پھر سب سے
عجیب بات تو یہ کہ ایک مخصوص علاقہ ہی اس کی چیزہ دستیوں کا شکار تھا! شہر کے دوسرے
حصوں کی طرف وہ شاذ و نادر ہی رخ کرتا تھا!

روشنی اس کے متعلق سوچتی اور اوٹھتی رہی! اسے خوف تھا کہ کہیں وہ ادھر ہی کارخانے
کرے۔ اسی لئے اس نے روشنی بھی گلی نہیں کی تھی اس کے ذہن پر جب بھی غنوٹگی طاری
ہوتی اسے ایسا محسوس ہوتا ہے اس کے کان کے پاس کسی نے گولی چلائی ہو۔ وہ چوک کر آنکھیں
کھول دیتی!

دیوار کے ساتھ گلی ہوئی کلاک دو بجا رہی تھی اچاک وہ بوکھلا کر اٹھ یعنی اسے جانے کیوں
اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خطرے میں ہو۔

وہ چند لمحے خوفزدہ نظر دیں سے ادھر ادھر دیکھتی رہی پھر صوفے سے اٹھ کر چبڑ کے مل
چلتی ہوئی اس کمرے کے دروازے تک آئی جہاں وہ احمد نوجوان سورہا تھا۔
اس نے دروازہ پر ہاتھ روک کر ہلاکا سادھا دکالیہ دروازہ کھل گیا لیکن ساتھ ہی اس کی آنکھیں
حیرت سے پھیل گئیں۔ بستر خالی پڑا تھا اور کمرے کا بلب روشن تھا اس کے دل کی دھڑ نئیں تیز
ہو گئیں اور حلق خشک ہونے لگا۔
اچانک ایک خیال بڑی تیزی سے اس کے ذہن میں پکڑا کر رہا گیا۔ کہیں یہ یو تو قوف نوجوان
اسی خوتاک آدمی کا کوئی گرگانہ رہا ہوا۔

وہ بے تجاشہ پلٹگ کے سرہانے کھلی ہوئی تجوہ ری کی طرف پکی اس کا ہینڈل پکڑ کر کھینچنا
تجوہ ری مغلل تھی! لیکن وہ سوچنے لگی.... تجوہ ری کی کنجی تو سمجھے کے نیچے ہی رہتی ہے.... ایک
بار پھر اس کی سانسیں تیز ہو گئیں! اس نے تکمیل کیا دیا۔ تجوہ ری کی کنجی جوں لی توں اپنی جگہ پر
رکھی ہوئی تھی۔ لیکن روشنی کو اطمینان نہ ہوا وہ تجوہ ری کھولنے لگی۔— مگر پھر آہستہ اس کا
ذہنی انتشار کم ہوا تاگی! اس کی ساری قیمتی چیزوں اور نقدِ رقم محفوظ تھی۔
پھر آخر وہ گیا کہاں؟ تجوہ ری بند کر کے وہ سیدھی کھڑی ہو گئی پچھلا دروازہ کھول کر باہر نکل
اور تب اسے احساس ہوا کہ وہ اسی دروازے سے نکل گیا تو کا! دروازہ مغلل نہیں تھا۔ ہینڈل
گھماتے ہی کھل گیا تھا! دوسرا طرف کی رابداری تاریک پڑی تھی اور باہر نکلنے کی بہت زد کر سکی!
اس نے دروازہ بند کر کے اندر سے مغلل کر دیا۔

وہ پھر اسی کمرے میں آگئی جہاں صوفے پر سوئی تھی.... آخر وہ احمد اس طرح کیوں چلا
گیا۔ وہ سوچتی رہی! آخر اس طرح ہمایوں کی کیا ضرورت تھی؟ وہ اسے زبردستی تھا! ایسی نہیں تھی۔
وہ خود ہی آیا تھا! لیکن کیوں آیا تھا؟.... مقصد کیا تھا؟

اچانک اسے محسوس ہوا جیسے کسی نے بیر ورنی دروازہ پر ہاتھ مارا ہو۔ وہ چوک لرمڑی گمراحتی
دیر میں ششیے کے گلکرے چھپھناتے ہوئے فرش پر گرچکے تھے۔
پھر ٹوٹے ہوئے ششیے کی جگہ سے ایک ہاتھ داخل ہو کر چھنپی تلاش کرنے لگا برا سا بھلا ہاتھ
جو بالوں سے ڈھکا ہوا تھا! روشنی کے حلق سے ایک دبی دبی سی تیچ نکلی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ
ہاتھ عاجب ہو گیا اور روشنی کو ایسا محسوس ہوا جیسے باہر رابداری میں دو آدمی ایک دوسرے سے
ہاتھ پاپی پر اتر آئے ہوں۔

روشنی بیٹھی بانپتی رہی! پھر اس نے ایک کریبہ سی آواز سنی اور ساتھ ہی ایسا محسوس ہوا جیسے
کوئی بہت ورنی چیزوں میں پر گری ہو۔

پھر بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں۔

اور اب بالکل سنا تھا! قریب یادو رکھیں سے کسی قسم کی آواز نہیں آ رہی تھی البتہ خود رہائی
کے ذہن میں ایک نہ مٹنے والی "جھائیں جھائیں" گونج رہی تھی حلق خشک تھا اور آنکھوں میں
جلنی ہونے لگی تھی۔

وہ بے حس و حرکت کمٹی سٹائی صوفے پر بیٹھی رہی! اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا
نکرے۔ تھوڑی دیر بعد اچانک پھر کسی نے دروازہ تھپٹھپایا اور ایک بار پھر اسے اپنی روح جسم سے
پرواہ کرتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"میں ہوں! دروازہ کھولو۔" باہر سے آواز آئی لیکن روشنی اپنے کانوں پر یقین کرنے کو تیار
نہیں تھی۔ آواز اسی نوجوان احمد کی معلوم ہوئی تھی۔

"پھوسی.... پھوسی.... آر..... روشنی دروازہ کھولو!.... میں ہوں، عمران!"
روشنی اٹھ کر دروازے پر چھپ دوسرے ہی لمحے میں عمران اس کے سامنے لھڑا بڑے برے
سے منہ بنایا تھا۔ اس کے چہرے پر کتنی جگہ ہلکی ہلکی سی خراشیں تھیں اور ہونوں پر خون پھیلا
ہوا تھا۔ روشنی نے مضطربانہ انداز میں اسے اندر کھینچ کر دروازہ بند کر دیا۔

"یہ کیا ہوا۔۔۔ تم کہاں تھے۔"

"تمنیکٹ میں نے وصول کر لئے دو ایمی باتی ہیں! پھر سہی!" عمران نوٹوں کے تین بندل
فرش پر پھیلکتا ہوا بولتا۔

"کیا وہی تھا" روشنی نے خوفزدہ آواز میں پوچھا۔

"وہی تھا... نکل گیا... دو پیکٹ ایمی باتی ہیں!"

"تم زخمی ہو گئے ہو! چلو ہاتھ روم میں...." روشنی اس کا ہاتھ پکڑ کر غسل خانے کی طرف
کھینچتی ہوئی بولی۔

کچھ دیر بعد وہ پھر صوفے پر بیٹھے ایک دوسرے کو گھوڑ رہے تھے!

"تم باہر کوں چلے گئے؟" روشنی نے پوچھا!

"میں تمہاری حفاظت کے لئے آیا تھا.... میں جانتا تھا کہ وہ ضرور آئے گا! وہ آدمی جو بیج
ٹڑک پر فائز کر سکتا ہے اسے مکانوں کے اندر گھنے میں کب تامل ہو گا!"

"کیا تم اتفاق یو تو قوف ہو؟" روشنی نے حیرت سے پوچھا۔

"پتہ نہیں! میں تو خود کو افلاطون کا دادا سمجھتا ہوں مگر دوسرے کہتے ہیں کہ میں بے وقوف
ہوں، کہنے دا پنا کیا بگرتا ہے اگر میں عظیم ہوں تو اپنے لئے احمد ہوں تو اپنے لئے۔"

لی اور جاوید کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔

”بھی میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تمہیں عمران صاحب کو اسٹ کرنا ہونا کا اس سے بڑی بے اُنی اور کیا ہو گی کہ تمہیں سننے والوں سے مدد طلب کرنی پڑی ہے۔“

”عمران صاحب!“ جاوید نے حیرت سے کہا۔ ”وہی لی یو کا والے کیس کے شہرت یافت!“

”وہی... وہی!“ پرمند نے سر پلا کر بولا۔ ”وہ حضرت یہاں پر سوں تشریف ائے ہیں اور ابھی تک ان کی خلائق نہیں ذکھائی دی! یعنی سننے والے بڑے چالاک ہوتے ہیں! اس کا خیال رہے کہ ڈپارٹمنٹ کی بد ناتی نہ کرنا۔ یہاں تمہارے علاوہ اور کسی پر میری نظر نہیں پڑی!“

”آپ مطمئن رہیں! میں حتی الامکان کوشش کروں گا۔“

”خود سے کسی معاملے میں پیش نہ رہنا۔ جو کچھ وہ ہے کرنا!“

”ایسا ہی ہو گا!“

فون کی گھنی بجی اور پرمند نے رسیور اٹھا لیا۔

”میلے... اولاد آپ ہیں!... جی... جی... اچھا ٹھہریے! ایک سیندا!“

پرمند نے پہلی اٹھا کر اپنی ڈائری میں کچھ لکھنا شروع کر دیا۔ رسیور بدستور اس کے کان سے لگا رہا۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ ”تو آپ مل کب رہے ہیں... جی... اچھا چھا! بہت بہتر!“ اس نے رسیور کھدا اور کری کی پشت سے یہکا کر کچھ سوچنے لگا۔

”دیکھو جاوید!“ وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔ ”عمران صاحب کافون تھا! انہوں نے کچھ جعلی نوٹوں کے نمبر لکھاواے ہیں اور کہا ہے کہ ان نمبروں پر کڑی نظر رکھی جائے جس کے پاس بھی ان نمبروں کا کوئی نوٹ نظر آئے اسے بیدرنی گرفتار کر لیا جائے۔ ان نمبروں کو لکھ لو۔ مگر اس کا مطلب کیا ہے، یہ میں بھی نہیں جانتا!“

”وہ یہاں کب آئیں گے!“ جاوید نے پوچھا۔

”ایک نیچ کر ڈیزہ منٹ پر۔ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے۔ ویسے نا جاتا ہے کہ آفسر آن اسٹیشن ڈیٹیز ہے اور اس نے اپنا سیکشن بالکل الگ بنایا ہے جو برادر راست ڈائریکٹر جزل سے تعلق رکھتا ہے!“

”میں نے سنا ہے کہ ڈائریکٹر جزل صاحب ان کے والد ہیں۔“

”ٹھیک سنائے۔— مگر یہ کیا نفویت ہے... ایک نیچ کر ڈیزہ منٹ!“

”تواب وہ نامعلوم آدمی میرا بھی دشمن ہو گیا!“ روشنی تک ہونوں پر زبان پھیج لر بولی!

”ضرور ہو جائے گا! تم نے کیوں میرا جان بچانے کی کوشش کی تھی!“

”اوہ... مگر... میں کیا کروں! اکیا تم ہر وقت میری حفاظت نہ تھے تو ہو۔“

”دن کو وہ ادھر کارخی نہ کرے گا! رات کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔“

”مگر کب تک...“

”جب تک کہ میں اسے جان سے نہ مار دوں۔“ عمران بواہ۔

”تم... تم آخر ہو کیا بلاؤ!“

”میں بلا ہوں!“ عمران بر امان گیا۔

”اوہ... ڈیٹری... تم سمجھے نہیں!“

”ڈیٹری... لیتی کہ تم مجھے ڈیٹری کہہ رہی ہو!“ عمران سرت آئیز لجھے میں پیٹا۔

”ہاں کیوں کیا حرج ہے! کیا ہم گھرے دوست نہیں ہیں۔“ روشنی مسکرا کر بولی۔

”مجھے آج تک کسی عورت نے ڈیٹری نہیں کہا!“ عمران مغموم آواز میں بواہ۔

O

شاداب مگر کے محلہ سراغر سانی کے دفتر میں سب انپلٹ جاوید کی خاصی دھاکہ بھیجی ہے۔

تحمی۔ وہ ایک ڈین اور نوجوان آفسر تھا۔ تعلق تو اس کا محلہ سراغر سانی تھا لیکن اس کے بے

تکلف دوست نعموا اسے تھانے دار کہا کرتے تھے! وجہ یہ تھی کہ ڈہنے ساتھ میں ساتھ

ڈٹنے کے استعمال کو بڑی اہمیت دیتا تھا۔ اس کا قول تھا کہ آج تک ڈٹنے سے زیادہ خوفناک

سراغر سان اور کوئی بیداہی نہیں ہوا۔

اکثر وہ شہنے کی بناء پر ملزموں کی ایسی مرمت کرتا کہ انہیں بچھی کا دودھ ہیا، آجاتا۔

وہ کافی کچم تھیم آدمی تھا۔ بہتیرے تو اس کی خلیل ہی بیکر اقرار جرم لیتے تھے انگر۔

شاداب مگر کے اس مجرم کی جھلک بھی نہ دیکھ سکا تھا جس نے بندر گاہ کے علاقہ میں بنے والوں کی نیندیں حرام کر رکھی تھیں۔

اس وقت سب انپلٹ جاوید اپنے محلے کے پرمند نت کے آفس میں بیٹھا ہوا مابا اس بات!

منظرا تھا کہ پرمند نت اپنا کام ختم کر کے اس کی طرف متوجہ ہو!

پرمند نت سر جھکائے کچھ لکھ رہا تھا تھوڑی دیر بعد قلم رکھ کر اس نے ایک ملویل انگر اپنے

O

عمران ریلوے اسٹیشن پر ٹبل رہا تھا اسے اپنے ماتحت ہدہ کی آمد کا انتظار تھا! ہدہ جو ہٹکا کر بولتا تھا اور دو ران گفتگو پڑے بڑے لفظ ادا کرنے کا شائق تھا۔
ترین آئی... اور نکل بھی گئی... لیکن ہدہ کا کہیں پیدہ نہ تھا۔ عمران گیت کے پاس آخر کھڑا ہو گیا۔ بھیڑ زیادہ تھی۔ اس نے ہدہ کافی دیر بعد دستیاب ہو سکا۔

"اوہر آؤ!" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر دینگ روم کی طرف سُچنپتا ہوا بولا۔
ہدہ اس کے ساتھ گھستنا چلا جا رہا تھا... دینگ روم میں پہنچ کر اس نے کہا۔
"مم... میرے... اوسان... نج... بجا نہیں تھے! مل لہذا اب آواب بجالاتا ہوں۔"
اس نے نہایت ادب سے جھک کر عمران کو فرشی سلام کیا۔

"جیتے رہو!" عمران اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔ "کیا تم اس شہر سے واقفیت رکھتے ہو۔"
"جی ہاں یہ... مم... میرے برادر نسبتی کا وطن مالوف ہے!"
میرے پاس وقت کم ہے! ورنہ تم سے برادر نسبتی اور وطن مالوف کے معنی پوچھتا! خیر تم یہاں مجھلیوں کا شکار کھیلنے کے لئے آئے ہو!"

"جی...!" ہدہ حیرت سے آنکھیں چھاڑ کر بولا۔ "اس بات کا... مم... مطلب...
مم... میرے ذہن نہیں نہ... نہیں ہوا!"

"تم یہاں بندرگاہ کے علاقے میں مجھلیوں کا شکار کھیلو گے... قیام اے بی سی ہوٹل میں ہوٹل
بازار سے مجھلیوں کے شکار کا سامان خریدو اور چپ چاپ دیں چل جاؤ!... جاؤ اور شکار کھیلو!"
"معاف کیجھ گایہ مم میرے لئے ناممکن ہے!"

"ناممکن کیوں ہے؟" عمران اسے گھورنے لگا۔
"والد مر حوم کی وصیت... فف... فرماتے تھے... شکار مانی کا بیکار ان اسست...
"مطلوب کیا ہوا! مجھے عربی نہیں آتی۔"

"فف... فارسی ہے جناب! اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجھلی کا شکار کھیلنا یکار آدمیوں کا کام ہے۔"
اچھی بات میں تمہیں اسی وقت ملازمت سے بر طرف کئے دیتا ہوں تاکہ تم اطمینان سے
مجھلی کا شکار کھیل سکو۔"

"اوہ... آپ کو... گک... کس طرح سمجھاؤں! ہدہ نے کہا۔ پھر سمجھانے کے سلیے
میں کافی دیر تک ہکلا تارہا! عمران بھی دراصل جلدی میں نہیں تھا۔ ورنہ وہ اس طرح دلتہ

بر باد کرتا۔

"چلواب جاؤ۔" وہ اسے دروازے کی طرف دھکیتا ہوا بولا۔ "یہ سرکاری کام ہے! اور کام ضرورت پڑنے پر بتایا جائے گا جھولنا نہیں... بندرگاہ کے علاقے میں اے، بی، سی ہوٹل ہے... تمہیں دیں قیام کرنا ہو گا۔ شکار کا گھٹاٹ وہاں سے دور نہیں ہے! لیکن خردوار... شام کو سات بجے کے بعد ادھر ہرگز نہ جانا۔"

ہدہ تھوڑی دیر تک کھڑا سوچتا رہا پھر بولا۔ "اچھا جناب! میں جا رہا ہوں! مل... لیکن... میں نہیں جانتا کہ مجھلیوں کے شکار... لک... کے لئے مجھے کیا... نج... خریدتا پڑے گا!"
عمران اسے سامان کی تفصیل بتاتا رہا۔

O

عمران ٹھیک ایک بچک ڈینہ منٹ پر سپرمنڈنٹ کے آفس میں داخل ہوا اور پرمنڈنٹ اپنے سامنے ایک نو عمر آدمی کو کھڑا دیکھ کر پلکیں جھپکانے لگا۔
"تشریف رکھتے۔ تشریف رکھتے!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔
"شکر یہ!" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ اس وقت اس کے چہرے پر حماظت نہیں برس رہی تھی وہ ایک اچھی اور جاذب نظر شخصیت کا مالک معلوم ہوا تھا۔

"بہت انتظار کر لیا آپ نے" سپرمنڈنٹ نے اس کی طرف سُکریٹ کاڑبہ بڑھاتے ہوئے کہا۔
"شکر یہ! میں سُکریٹ کا عادی نہیں ہوں!" عمران نے کہا۔ "ویرے ملactھت کی وجہ یہ ہے کہ میں مشغول تھا! اب تک اپنے طور پر حالات کا جائزہ لیتا رہا ہوں۔"
"میں پہلے ہی جانتا تھا۔" سپرمنڈنٹ بہنے لگا۔

"نوٹوں کے متعلق کچھ معلوم ہوا۔"
"ابھی تک تو کوئی روپورٹ نہیں ملی! لیکن...!"
"نوٹوں کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں آپ!" عمران مسکرا کر بولا۔
"ہاں! میں اپنی معلومات کے لئے جانتا چاہتا ہوں۔"
"اک آدمی کے پاس جعلی نوٹوں کے دو پیکٹ ہیں اور یہ میرے ہی ذریعہ سے اس کے پاس پہنچ یہیں۔"

"آپ کے ذریعہ سے!" سپرمنڈنٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

”کسی ہوٹل میں نہ ہراہوا ہو۔“ عمران نے جواب دیا۔
پر شنڈنٹ نے پھر کچھ اور پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔
چند لمحے خاموشی رہی اس کے بعد پر شنڈنٹ بولا۔ ”آپ کو اسست کرنے کے لئے میں
نے ایک آدمی منتخب کر لیا ہے۔ کہنے تو ابھی ملا دوں۔“
”نہیں فی الحال ضرورت نہیں! آپ مجھے نام اور پتے لکھواد تجویز۔ پتے ایسا ہوتا چاہئے جہاں
اس سے ہر وقت رابطہ قائم کیا جاسکے۔ دیسے میری کوشش یہی رہے گی کہ آپ لوگوں کو زیادہ
تکلیف نہ دوں۔“
آخری جملہ شائد پر شنڈنٹ کو گراں گزرا تھا! اس کے پھرے پر سرفی چھل گئی! لیکن وہ
کچھ بولا نہیں!
عمران تھوڑی دیر تک غیر ارادی طور پر تانگیں ہلاتا رہا! پھر مصافی کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا
بولاتے ”چھا بہت بہت شکریہ!“
”اوہ۔۔۔ اچھا! لیکن اگر آج شام کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں تو کیا حریج ہے؟“
”ضرور کھاؤں گا!“ عمران مسکرا کر بولا۔ ”مگر آج نہیں! اویسے مجھے آپ کے تعاون کی اشد
ضرورت ہو گی۔“
”ہماری طرف سے آپ مطمئن رہیں۔“
”اچھا! اجازت دیجئے!“ عمران کرے سے نکل گیا۔
اور پر شنڈنٹ بڑی دیر تک خاموش بیخادر ہلاتا رہا۔۔۔ پھر اس نے میز کی دراز کھوکھو کر
عمران کی دی ہوئی چیزوں کا نکالی اور ادھر اور ڈھر دیکھ کر اسے منہ میں ڈال لیا۔

O

سات بجے عمران روشنی کے فلیٹ میں پہنچا! وہ شاید اسی کا انتظار کر رہی تھی! عمران کو دیکھ کر
اس نے بر سامنہ بیٹایا اور جھلانے ہوئے لمحے میں بولی۔ ”اب آئے ہیں، صبح کے گئے ہوئے!
میں نے لمحے پر آپ کا انتظار کیا! شام کو کافی دیر تک چائے لئے پیشی رہی!“
”میں دوسرا زوڈ کی ایک بلڈنگ پر تمہارا فلیٹ تلاش کر رہا تھا!“ عمران نے سر کھجاتے
ہوئے جواب دیا۔
”دن بھر کہاں رہے؟“

”جی ہاں! میں دیدہ دانتہ کل رات کو اس خطرناک علاقے میں گیا تھا اور میری بیسوں نہیں
جنلی نوٹوں کے پیکٹ تھے۔“
”اڑے تو کیا آج کے اخبار میں آپ ہی کے متعلق خبر تھی؟“
”غائب!“

”لیکن یہ ایک خطرناک قدم تھا۔“
”ہم! بعض اوقات اس کے بغیر کام بھی تو نہیں چلتا۔۔۔ مگر اس سے گرانے کے بعذاب میں
نے اپنے خیال بدل دیا ہے۔ جعلی نوٹ بازار میں نہیں آسکیں گے! وہ تو بس یونہی احتیاط میں نے آپ
کو اطلاع دیدی تھی! وہ بہت چالاک ہے اور اس قسم کے حربے اس پر کام نہیں کر سکتے!“
پر شنڈنٹ خاموشی سے عمران کی صورت دیکھ رہا تھا۔

”سوال یہ ہے کہ رات کو وہ علاقہ خطرناک کیوں بوجاتا ہے۔“ عمران بڑی بڑی۔ ”ظاہر ہے کہ
سرکاری طور پر وہاں سڑک ہی پر خطرے سے ہوشیار کرنے کے لئے بورڈ لگادیا ہے! اس لئے عام
طور پر وہ راستہ آمد و رفت کے لئے بند ہو گیا ہے! لیکن اس کے باوجود بھی مجھ میں بھولے بھکے
آدمی پر حملہ کیا گیا۔۔۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ساری رات وہاں اس آدمی کی حکومت رہتی ہے۔“
”جی ہاں! قطعی سیکی بات ہے اور اسی لئے وہاں خطرے کا بورڈ لگایا گیا ہے!“

”لیکن مقصد جتاب! آخر اس اجازت علاقے میں ہے کیا! اگر یہ کہا جائے کہ وہ اجازت علاقہ لٹیروال
کا لڑہ ہے تو یہ سوچتا پڑے گا کہ ابے بی سی ہوٹل پر کبھی حملہ کیوں نہیں ہوتا۔ وہاں روزانہ
ہزاروں روپے کا جوہا ہوتا ہے!“

”شب تو ہمیں بھی ہے کہ ابے بی سی والوں کا اس سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے! لیکن ہم
ابھی تک ان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں فراہم کر سکے ہیں۔“

عمران کچھ نہ بولا! اس نے جب سے چیزوں کم کا پیکٹ نکالا اور اس کا کاغذ چھاڑ کر ایک
پر شنڈنٹ کو بھی پیش کیا جو بوکھاہٹ میں شکریے کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔ لیکن پر شنڈنٹ
کے پھرے پر نہ امت کی ملکی سی سرفی دوڑ گئی اور وہ جھینپ کر دوسرا طرف دیکھنے لگا۔
اس کے برخلاف عمران بڑے اطمینان سے اسے اپنے دانتوں میں کچل رہا تھا۔
”تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ ”اس واقعہ کا ذکرہ آپ ہی تک مدد در ہے تو بہتر ہے۔“
”ظاہر ہے!“ پر شنڈنٹ بولا۔

اس نے چیزوں کو عمران کی نظر بچا کر میز کی دراز میں ڈال دیا تھا!
”آپ کا قیام کہاں ہے۔“ اس نے عمران نے پوچھا!

”ای مردود کو تلاش کر تارہا جس سے ابھی دوپیٹ وصول کرنے ہیں!“
”اپنی زندگی خطرے میں نہ ڈالو! میں تمہیں کس طرح سمجھاؤ!“

”میرا خیال ہے کہ وہ اے بی سی ہوٹل میں ضرور آتا ہو گا!“

”بکواس نہیں بند کرو گے تم!“ روشنی اٹھ کر اسے جھنجوڑتی ہوئی بولی۔ ”تم ہوٹل سے اپنے سامان کیوں نہیں لائے۔“

”سامان..... دیکھا جائے گا.... چلو کہیں شلنے چلتی ہوڑا!“

”میں نے آج دروازے کے باہر قدم بھی نہیں نکالا۔“ روشنی نے کہا۔

”کیوں!“

”خوف معلوم ہوتا ہے!“

”عمران ہنسنے لگا بھروسے نے کہا۔“ وہ صرف رات کا شہزادہ معلوم ہوتا ہے دن کا نہیں!“

”کچھ بھی ہو! مگر....!“ روشنی کچھ کہتے کہتے رُک گئی۔ اس نے پلٹ کر خوفزدہ نظروں سے دروازہ کی طرف دیکھا اور آہستہ سے بولی۔ ”دروازہ مغلول کر دو!“

”اوہ! بڑی ذرپوک ہو تم!“ عمران بھر ہنسنے لگا۔

”تم بند تو کر دو! پھر میں تمہیں ایک خاص بات بتاؤں گی۔“

عمران نے دروازہ بند کر کے چینچی چھڑا دی۔

روشنی نے اپنے بلاوز کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکلا اور عمران کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ ”آج تین بجے ایک لڑکا لایا تھا۔ پھر لفافہ چاک کرنے سے قبل ہی وہ بھاگ گیا۔“

عمران نے لفافے سے خط نکال لیا۔ انگریزی کے ناپ میں تحریر تھا۔

”روشنی“

”تم مجھے نہ جانتی ہو گی! لیکن میں تم سے اچھی طرح واقف ہوں اگر تم اپنی خیریت چاہتی ہو تو مجھے اس کے متعلق سب کچھ بتا دو جو پچھلی رات تمہارے ساتھ تھا وہ کون ہے! کہاں سے آیا ہے؟ کیوں آیا ہے؟ تم یہ سب کچھ مجھے فون پر بتا سکتی ہو! میرا فون نمبر سکس ناٹ ہے! میں تمہیں معاف کر دوں گا۔“

”میرا“

”بہت خوب!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”فون پر گفتگو کرے گا۔“

”مگر سن تو امیں نے ساری نیلفون ڈائریکٹری چھان ماری ہے مگر مجھے نمبر کہیں نہیں ملا۔“

”تمہارے پاس ہے ڈائریکٹری!“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں پڑوس میں ہے اور فون بھی ہے!“

”ذرالاڈ تو ڈائریکٹری!“ عمران نے کہا۔

”تم بھی ساتھ چلو!“

”اوہ--- چلو!“

وہ دونوں دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ روشنی برابر والے فلیٹ میں چلی گئی اور عمران باہر اس کا انتظار کرتا ہے۔

شاید پانچ منٹ بعد روشنی واپس آگئی!

واپسی پر پھر روشنی نے بہت احتیاط سے دروازہ بند کیا! ڈائریکٹری میں سکس ناٹ کی تلاش شروع ہو گئی۔ یہ نمبر کہیں نہ ملا۔

”مجھے تو یہ بکواس ہی معلوم ہوتی ہے۔“ روشنی نے کہا۔ ”ہو سکتا ہے کہ یہ خط کسی اور نے مجھے خوفزدہ کرنے کے لئے بھیجا ہو!“

”مگر ان واقعات سے اور کون واقف ہے!“

”کیوں! اکل جب تم پر حملہ ہوا تھا تو ہوٹل میں درجنوں آدمی موجود تھے اور ظاہر ہے کہ تم ہی مجھے اپنے کاندھے پر اٹھا کر ہوٹل تک لے گئے تھے!۔۔۔ تم میرے ہی پاس سے اٹھ کر جوئے خانے میں بھی گئے تھے!“

عمران خاموش رہا وہ کچھ سوچ رہا تھا! پھر چند لمحے بعد اس نے کہا۔ ”ہم اس وقت کا کھانا کسی شاندار ہوٹل میں کھائیں گے۔“

”پھر وہی پاگل پن! نہیں ہم اس وقت کہیں نہیں جائیں گے۔“ روشنی نے سختی سے کہا۔

”تمہیں چنان پڑے گا۔“ عمران نے کہا۔ ”ورنہ مجھے رات بھر نیند نہیں آئے گی۔“

”کیوں نیند کیوں نہ آئے گی!“

”کچھ نہیں!“ عمران سخیجی گی سے بولا۔ ”بس یہی سوچ کر کڑھتار ہوں گا کہ تم میری ہو کون جو میرا کہنا مان لوگی!“

روشنی اسے غور سے دیکھنے لگی۔

”کیا واقعی تمہیں اس سے دکھ پہنچ گا!“ اس نے آہستہ سے کہا۔

”جب میری کوئی خواہش نہیں پوری ہوئی تو میرا دل چاہتا ہے کہ خوب پھوٹ پھوٹ کر روؤں۔“ عمران نے بڑی مخصوصیت سے کہا۔

روشی پھر اسے غور سے دیکھنے لگی! عمران کے چہرے پر حمact بھیل گئی تھی!
”اچھا میں چلوں گی!“ روشنی نے آہستہ سے کہا اور عمران کی آنکھیں مسرد پھوپھوں کی آنکھوں
کی طرح چکنے لگیں۔

توہزی دیر بعد روشنی تیار ہو کر نکلی اور عمران کو اس طرف دیکھنے لگی جیسے حسن کی داد طلب
کر رہی ہو۔

عمران نے براسامنہ بنا کر کہا۔ ”تم سے اچھا میک اپ میں کر سکتا ہوں!“

”تم“ ہاں کیوں نہیں! اچھا پھر سکی! اب ہمیں باہر چلا جائے!

”تم خواہ خواہ چڑاتے ہو!“ روشنی جھنجلا کر بولی۔

”افسوں کے تمہیں اردو نہیں آتی ورنہ میں کہتا۔

آن کو آتا ہے پیدا پر غصہ

ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پسند سن ایک دن!

”چلو کو اس مت کرو!“ وہ عمران کو دروازے کی طرف دھیلتی ہوئی بولی۔

روشنی اس وقت بچھ بہت حسین نظر آری تھی! عمران نے نیجے اتر کر ایک ٹیکسی کی اور وہ
دونوں ”دہات مار بل“ کے لئے روانہ ہو گئے! یہ یہاں کا سب سے بڑا اور شاندار ہوٹل تھا۔

”روشنی کیوں نہ میں اسے فون کروں!“ عمران بولا۔

”مگر ڈائریکٹری میں نمبر کہاں ملا۔ نہیں ڈیزر کسی نے مذاق کیا ہے مجھ سے!“

”میں ایسا نہیں سمجھتا۔“

”تمہاری سمجھ ہی کب اس قابل ہے کہ کچھ سمجھ سکے۔ تمہارا نہ سمجھنا ہی اچھا ہے۔“

”میں کہتا ہوں تم سکس ناٹ پر ڈائیکل کرو۔ اگر جواب نہ ملے تو اپنے کان اکھاڑ لینا۔۔۔ ارے
نہیں۔۔۔ میرے کان!“

”مگر میں کہوں گی کیا۔۔۔!“

”سنوراستے میں کسی پیلک بو تھے سے فون کریں گے! تم کہنا کہ وہ ایک پاگل ریس زادہ ہے!
کہیں باہر سے آیا ہے! لیکن آج ایک مشکل میں پچھن گیا تھا۔ روشنوت دے کر بڑی دشوار بیوں

سے جان چھڑائی۔ اس کے پاس ملٹی سے کچھ جعلی نوث آئنے میں جنہیں استعمال کرتا ہوا آج
کپڑا گیا تھا۔“

”جلی نوث!“ روشنی نے گھبرا کر کہا۔

”ہاں روشنی یہ درست ہے!“ عمران نے دردناک لمحہ میں کہا۔ ”آج میں بال بال بچا۔ ورنہ
بیل میں ہوتا! میرے نوٹوں میں کچھ جعلی نوث مل گئے ہیں! میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آتے
ہیں۔“

”لیکن وہ نہیں پکیوں سے تعلق نہ رکھتے ہوں جو تم نے اس سے پچھلی رات چھینے تھے۔“

”پتہ نہیں۔“ عمران بایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ ”جس سے حماقت یہ ہوئی کہ میں نے ان
نوٹوں کو دوسرے توٹوں میں ملا دیا ہے!“

”تم مجھے بچ کیوں نہیں بتاتے کہ تم کون ہو!“ روشنی بھنا کر بولی۔

”میں نے سب کچھ بتایا ہے روشنی!“

”یعنی تم واقعی احمق ہو!“

”تم بات بات پر میری توہین کرتی ہو۔“ عمران گھوگھیا۔

”ارے نہیں! نہیں!“ روشنی اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔ ”اچھا جعلی نوٹوں کا کیا
معاملہ ہے!“

”میں تو کہتا ہوں کہ یہ اسی لڑکی کی حرکت ہے جو مجھے بیلوے اشیش کے دینگ رومن میں
لی تھی! اس نے اصلی نوٹوں کے پیکٹ غائب کر کے جعلی نوث رکھ دیئے اور پھر مجھے اسے بیسی
ہوٹل میں آنے کی دعوت دی! میرا دعویٰ ہے کہ وہ اسی نامعلوم آدمی کی ایجنت تھی اور اب میں
یہ سوچ رہا ہوں کہ پچھلی رات میں نے جو پیکٹ چھینے ہیں وہ دراصل میں نے چھینے نہیں بلکہ وہ
خود ہی میرے حوالے کر گیا ہے! جانتی ہو اس کا یہاں مطلب ہوا یعنی جو پیکٹ اب بھی اس کے
پاس ہیں وہ اصلی نوٹوں کے ہیں۔ یعنی وہ پھر مجھ سے اصلی ہی نوث لے گیا ہے اور جعلی میرے
سر پڑھ گیا۔“

”اچھا وہ نوث!۔۔۔ جو تم جوئے میں ہارے تھے!“ روشنی نے پوچھا۔

”ان کے بارے میں بھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ جعلی ہوں۔۔۔ یا ان میں
بھی ایک آدمی پیکٹ اصلی نوٹوں کا چلا گیا ہو! اب تو اصلی اور نقلی مل جل کر رہے گئے ہیں۔ میری

ہمت نہیں پڑتی کہ ان میں سے کسی نوث کو ہاتھ لگاؤں۔“

”مگر اس لڑکی نے تمہارے نوث کس طرح اڑائے ہوں گے!“

”اوہ۔۔۔!“ عمران کی آواز پھر دردناک ہو گئی۔ میں ہر اب نصیب آدمی ہوں۔ بلکہ اب مجھے
یقین آگیا ہے کہ احمد بھی ہوں۔۔۔ تم ٹھیک کہتی ہو! باں تو کل صبح سردی زیادہ تھی تا۔۔۔

”میں نے اسٹرپکن رکھا تھا اور پندرہ میں پیکٹ اس کی جیبوں میں ٹھونس رکھے تھے!“

"تم احق سے بھی کچھ زیادہ معلوم ہوتے ہو!" روشنی جلا کر بولی۔
"نہیں سنو تو! میں نے اپنی دانست میں بڑی عقل مندی کی تھی! ایک بار کا ذکر ہے میرے
چچا سفر کر رہے تھے۔ اُنکے پاس پندرہ ہزار روپے تھے جو انہوں نے سوٹ کیس میں رکھ چھوڑے
تھے! سوٹ کیس راستے میں کہیں غائب ہو گیا! تب سے میرا یہ معمول ہے کہ ہمیشہ سفر میں
ساری رقم اپنے پاس ہی رکھتا ہوں۔ پہلے کبھی اسیاں ہو کا نہیں کھلایا۔ یہ پہلی چوتھے!
"یکن آخراں لڑکی نے تم پر کس طرح ہاتھ صاف کیا تھا؟"

"یہ مت پوچھو! میں بالکل الہوں!"

"میں جانتی ہوں کہ تم الو ہو! مگر میں ضرور پوچھوں گی!"

"اُرے اس نے مجھے الوبنایا تھا! کہنے لگی تمہاری شکل میرے دوست سے بہت ملتی ہے جو
پچھلے سال ایک خادیٰ تھی کاشکار ہو کر مر گیا! اور میں اسے بہت چاہتی تھی! اُب پندرہ منٹ میں بے
تكلف ہو گئی!.... میں کچھ مضجع ساختا تھا! کہنے لگی کیا تم یاہ ہو! میں نے کہا نہیں سر میں درد ہو رہا
ہے! ابوی لاو چپی کر دوں.... چپی بھختی ہو!"

"نہیں میں نہیں جانتی۔" روشنی نے کہا۔

عمران اس کے سر پر چپی کرنے لگا۔

"ہٹو! میرے بال بگاڑ رہے ہو!" روشنی اس کا ہاتھ جھٹک کر بولی۔

"ہاں تو وہ چپی کرتی رہی اور میں وینگ روم کی آرام کرنی پر سو گیا! پھر شامند آدھ گھنٹے
کے بعد آنکھ کھلی.... وہ برابر چپی کے جارہی تھی.... تجھ کہتا ہوں وہ اس وقت مجھے بہت اچھی
لگ رہی تھی اور میرا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اسی طرح ساری زندگی چپی کے جائے.... ہائے....
پھر اے بی سی ہوٹل میں ملنے کا وعدہ کر کے مجھ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی!"

عمران کی آواز تھر اگئی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اب رو دے گا۔

"ہائیں بدھو تم اس کے لئے رو رہے ہو جس نے تمہیں لوٹ لیا۔" روشنی بڑی۔

"ہائیں! میں رو رہا ہوں" عمران اپنے دونوں گالوں پر تھپٹ مارتا ہوا بولا۔ "نہیں میں غصے
میں ہوں! جہاں بھی میں اس کا گلا گھونٹ دوں گا۔"

"بس کرو میرے شیر بس کرو۔" روشنی اس کا شانہ تھپٹی ہوئی بولی۔

"اب تم میرا خدا اڑا رہی ہو۔" عمران بگڑ گیا۔

"نہیں مجھے تم سے ہمدردی ہے! یکن میں سوچ رہی ہوں کہ اگر جوئے میں بھی تم جعلی نوٹ
ہارے ہو تو اب وہاں گزارہ نہیں ہو گا۔ کچھ تجھ نہیں کہ مجھے اس کے لئے بھی جگلتا پڑے۔"

"نہیں تم پر دلناہ کرو۔ تمہارا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا! میں لاکھوں روپے خرچ کر دوں گا۔"
روشنی کچھ نہ بولی۔ وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں ایک نیلیفون بو تھے ہے۔" عمران نے کہا اور ڈرائیور سے بولا۔
"ہمازی روک دو۔"

یعنی رک گئی۔ روشنی اور عمران نیچے اتر گئے۔

بو تھے خالی تھا! روشنی نے ایک بار پھر عمران سے پوچھا کہ اسے کیا کہنا ہے عمران نے اس سلسلے
میں کچھ دیر قبل کہے ہوئے جملے دہرائے۔ روشنی فون میں سکھ ڈال کر نمبر ڈائل کرنے لگی اور
پھر عمران نے اس نکے پر چھرے پر حیرت کے آثار دیکھے۔

وہ ایک ہی سانس میں وہ سب کچھ دہرا گئی، جو عمران نے بتایا تھا! پھر خاموش ہو کر شامد
دوسری طرف سے بولنے والے کی بات سننے لگی۔

"ویکھنے! اس نے تھوڑی دیر بعد ماٹھ چیزیں میں کھا۔" مجھے جو کچھ بھی معلوم تھا میں نے بتا
دیا اس سے زیادہ میں کچھ بھی نہیں جانتی اور یہ بھجے بھی اس کے متعلق تشویش ہے کہ اس کی
اصلیت کیا ہے! ابظاہر یہ تو قوف اور پاگل معلوم ہوتا ہے۔"

"آیا کہاں سے ہے؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"وہ کہتا ہے کہ دلاور پور سے آیا ہوں۔"

"کیا وہ اس وقت تمہارے پاس موجود ہے؟"

"نہیں باہر نیکسی میں ہے! میں ایک پلک بو تھے سے بول رہی ہوں۔ اس سے بہانہ کر کے
آلی ہوں کہ ایک سیلی تک ایک پیغام پہنچاتا ہے۔"

"کل رات سے قبل بھی اس سے کبھی ملاقات ہوئی تھی۔"

"نہیں بھی نہیں!" روشنی نے جواب دیا۔

"کیا اسے میرا خطا دکھایا تھا۔"

"نہیں... کیا دکھا دوں؟" روشنی نے پوچھا لیکن اس کا کوئی جواب نہ ملا۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا تھا! روشنی نے رسیور رکھ دیا۔ عمران نے فوراً ہی
اگلواری کے نمبر ڈائل کئے۔

"بیلو!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اب بھی پلک بو تھے نمبر ڈائل کئے گئے تھے! میں پتہ چاہتا ہوں۔"

جائیں گے! وہ کوئی معمولی چور یا اچکا نہیں معلوم ہوتا... ہاں... میں نے سینکڑوں جاسوسی ناول پڑھے ہیں! ایک ناول میں پڑھا تھا کہ ایک بہت بڑے مجرم نے اپنا ذاتی نیلیفون ایکچھ قائم کر رکھا تھا اور سر کاری ایکچھ قیچھ کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی تھی۔

”تو تم اب اس سے خائف ہو گئے ہو؟“

”خائف تو نہیں ہوں! مگر میں کیا بتاؤں... میں نے جاسوسی ناول میں پڑھا تھا کہ وہ آدمی ہر جگہ موجود رہتا تھا... جہاں نام لو وہ یہ دھرا ہوا ہے... خدا کی پناہ...“ عمران اپنا منہ پیٹھے لگا اور روشنی ہنسنے لگی اور کافی دیر تک بھتی رہی پھر اچاک چوک کر سیدھی بیٹھ گئی اور جرت سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

”تم ہوش میں ہو یا نہیں!“ اس نے عمران کی طرف جھک کر آہستہ سے کہا۔ ”ہم شہر میں نہیں ہیں۔“

عمران آنکھیں بھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا... کار حقيقة ایک تاریک سڑک پر دوڑ رہی تھی اور دونوں طرف دور تک کھیتوں اور میدانوں کے سلسلے بکھرے ہوئے تھے!

”پیدا سے ڈرائیور گاڑی روک دو!“ عمران نے ڈرائیور سے کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسے اپنی پیش پر شیشہ ٹوٹنے کا چھٹا کا ستائی دیا اور ساتھ ہی کوئی مخفیتی سی چیز اس کی گردان سے چپک کر رہ گئی!

”خبردار چپ چاپ بیٹھے رہو!“ اس نے اپنے کان کے قریب ہی کسی کو کہتے سن۔ ”تمہاری گردن میں سوراخ ہو جائے گا اور لڑکی تم دوسرا طرف کھسک جاؤ!“

نیکی پرانے ماڈل کی تھی اور اس کی اٹھپنی اور پر کی طرف سے مکمل تھی... غالباً شروع ہی سے یہ آدمی اٹھپنی میں چھپا ہوا تھا۔ جنگل میں بیٹھنے کر اس نے اٹھپنی کھوئی اور کار کا پچھلا شیشہ توڑ کر ریو اور عمران کی گردان پر رکھ دیا۔

روشنی خوفزدہ نظروں سے اس چڑھے چکلے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی جس میں ریو اور دباؤ ہوا تھا۔

عمران نے جنبش تک نہ کی۔ وہ کسی پھر کے بت کی طرح بے حس و حرکت نظر آ رہا تھا! حتیٰ کہ اس کی پلکیں تک نہیں جھپک رہی تھیں۔

کار بدستور فرائٹ بھرتی رہی۔ روشنی پر غشی کی طاری ہو رہی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا! جیسے کار کا رخ تخت اثرتی کی طرف ہو.... اس کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں۔

اچاک اس نے ایک چیخ سنی... بالکل اپنے کان کے قریب اور بوکھلا کر آنکھیں کھوں دیں!

عمران کار کے عقبی شیشے کے ٹوٹنے سے پیدا ہو جانے والی خلاسے اندر ہیرے میں گھور رہا تھا اور

”آپ کون ہیں۔“

”میں ذی المیں پیٹھی ہوں!“ عمران نے کہا۔

”اوہ... شاید آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے!“ دوسرا طرف سے آواز آئی۔ ”چھیالیسوں بو تھے سے تقریباً آدھے گھنٹے سے کوئی کال نہیں ہوئی۔“

”اچھا شکر یہ!“ عمران نے رسیور کھ دیا اور وہ دونوں باہر نکل آئے۔

”تم ذی المیں پیٹھی ہو۔“ روشنی ہنسنے لگی۔

”اگر یہ نہ کہتا تو وہ ہرگز کچھ نہ بتاتا۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن اس نے بتایا کیا!“

”یہی کہ چھیالیسوں بو تھے سے پچھلے آدھے گھنٹے سے کوئی کال نہیں ہوئی! مگر روشنی تم نے کمال کر دیا!... جو کچھ میں کہتا ہوں وہی تم نے بھی کیا۔“

”تم کیا جانو کہ اس نے کیا کہا تھا۔“

”تمہارے جوابات سے میں نے سوالوں کی نوبیت معلوم کر لی تھی۔“

”تم تو صرف عورتوں کے معاملے میں بیوقوف معلوم ہوتے ہو۔“

”تم خود بیوقوف!“ عمران بگر کر بولا۔

”چلو... چلو!“ وہ اسے نیکی کی طرف دھکیلتی ہوئی بولی۔

”نیس تم بار بار مجھے بیوقوف کہہ کر چڑا رہی ہو!“

عمران نے بکواس کو طول نہیں دیا! وہ بہت کچھ سوچنا چاہتا تھا۔

”اس کی آواز بھی عجیب تھی!“ روشنی نے کہا۔ ”ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بھوکا بھیز را غرہا ہو! مگر... یہ کیسے ممکن ہے... ایکچھ کو اس کی اطلاع تک نہ ہوئی!“

”اوہ نہہ مارو گوئی!... ہمیں کرنا ہی نیا ہے!“ عمران نے گردن جھٹک کر کہا۔

”مجھے تو اس لڑکی کی تلاش ہے جس نے میرے نوٹوں میں گھپلا کیا تھا۔“

”نیس عمران!“ روشنی بولی۔ ”یہ عجیب و غریب اطلاع پولیس کے لئے کافی دلچسپ ثابت ہو گی۔“

”کون سی اطلاع!“

”یہی کہ سکس ناٹ کو رنگ کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ کال ہوتی ہے اور نیلیفون ایکچھ کو اس کے غربتک نہیں ہوتی!“

”اے روشنی... خبردار... خبردار... کسی سے اس کا تذکرہ مت کرنا!... کیا تم جس نے اپنی گردن تڑوانا پا ہتی ہو! اگر پولیس تک یہ خبر گئی تو سمجھ لو کہ میں اور تم دونوں ختم کر دے جائیں۔“

ریو اور اس کے ہاتھ میں تھا۔

”ڈرائیور روکو گاڑی!“ عمران نے ریو اور اس کی طرف کر کے کہا۔

ڈرائیور نے پلٹ کر دیکھا تک نہیں!

”میں تم سے کہہ رہا ہوں!“ اس نے اس بار ریو اور کا دستہ ڈرائیور کے سر پر رسید کر دیا۔

ڈرائیور ایک گندی سی گالی دے کر پلانکن ریو اور کارخ اپنی طرف دیکھ کر دم بخود رہ گیا۔

”گاڑی روک دو پیارے!“ عمران اسے چمکا کر بولا۔ ”تمہارے ساتھی کی ریڑھ کی ہڈی ضرور ٹوٹ گئی ہو گئی کیوں کہ کار کی رفتار بہت تیز تھی!“

کار رک گئی۔

”شاباش!“ عمران آہستہ سے بولا۔ ”اب تمہیں بھیر دیں سناؤں یاد رکت... یا جو کچھ بھی

اے کہتے ہوں... دھرپت کہتے ہیں شامک... لیکن پڑھ لکھے لوگ عموماً زوپد کہتے ہیں!“

ڈرائیور کچھ نہ بولا! وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔

”روشی! اس کے گلے سے نالی کھول لو!“ عمران نے روشنی سے کہا۔

O

ٹھوڑی دیر بعد کار شہر کی طرف واپس جا رہی تھی! روشنی اور عمران الگی سیٹ پر تھے! عمران

کار ڈرائیور کر رہا تھا! پچھلی سیٹ پر ڈرائیور بے بس پڑا ہوا تھا.... اس کے دونوں ہاتھ پشت پر اسی

کی نالی سے پانچھ دینے گئے تھے اور پیروں کو جکڑنے کے لئے عمران نے اپنی ہڈی استعمال کی تھی

اور اس کے منہ میں دو عدد درomal ٹھنک تک ٹھوٹ دینے گئے تھے۔

سیٹ کے نیچے ایک لاش تھی جس کا چہرہ بھرتا ہو گیا تھا۔

کھڑکیوں کے شیشوں پر سیاہ پردے کھینچ دینے گئے تھے۔

روشنی اس طرح خاموش تھی جیسے اس کی اپنی زندگی بھی خطرے میں ہوا

وہ کافی دیر سے کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ابھی تک اسے کامیابی نہیں نصیب ہوئی

تھی! لیکن کب تک! کار میں پڑی ہوئی لاش اسے پاگلوں کی طرح چینختے پر مجبور کر رہی تھی۔

”میرا خیال ہے کہ اب تم سیدھے کو تو ای چلو۔“ روشنی نے کہا۔

”اڑے باپ رے!“ عمران خوفزدہ آواز میں بڑا لایا۔

”نہیں تمہیں چلانا پڑے گا! کچھ نہیں کوئی خاص بات نہیں! ہم جو کچھ بھی بیان دیں گے وہ

غلط نہیں ہو گا۔ تم نے اپنی جان بچانے کے لئے اسے نیچے گرایا تھا!“

”وہ تو سب ٹھیک ہے.... مگر پولیس کا پکڑ!.... نہیں یہ میرے بس کاروگ نہیں۔“

”پھر لاش کا کیا ہو گا! تم نے اسے دہاں سے اخليا کیوں! ڈرائیور کو بھی وہیں چھوڑ آئے ہوتے! کار کو ہم شہر سے باہر ہی چھوڑ کر پیدل چلتے جاتے!“

”اس وقت کیوں نہیں دیا تھا یہ مشورہ!“ عمران غصیل آواز میں بولا۔ ”اب کیا ہو سکتا ہے! اب تو ہم شہر میں داخل ہو گئے ہیں!“

روشنی کے ہاتھ بیڑ ڈھیلے ہو گئے اس نے پیشانی سے پسند پوچھتے ہوئے کہا۔ ”اب بھی غنیمت ہے پھر وہیں واپس چلو!“

”تم مجھ سے زیادہ احتیح معلوم ہوتی ہو۔ اس بار اگر دس پانچ سے ملاقات ہو گئی تو میرا مر جن جائیگا اور تمہاری جیلی!“

”پھر کیا کرو گے۔“

”دیکھو ایک بات سوجھ رہی ہے۔ مگر تمہیں نہ بتاؤں گا ورنہ تم پھر کوئی ایسا مشورہ دو گی کہ مجھے اپنی عقل پر روتا آجائے گا!“

روشنی خاموش ہو گئی! اس نے کہ لا جواب ہو گئی تھی بلکہ اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا اور طلق میں کانتے پڑے جا رہے تھے۔

عمران کار کو شہر کے ایک ایسے حصے میں لا یا جہاں کرائے پر دیئے جانوالے بہت سے گیراج تھے اس نے ایک جگہ کار روک دی! اور اتر کر ایک گیراج حاصل کرنے کے لئے گفت و شنید

کرنے لگا۔ اس نے فیجر کو بتایا کہ وہ سیاہ ہے۔ کارو نیشن ہوٹل میں قائم ہے مگر چونکہ دہاں کاروں کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے اس نے وہ یہاں ایک گیراج کرائے پر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ بات غیر معمولی نہیں تھی اس نے اسے گیراج حاصل کرنے میں دشواری نہیں ہوئی اس

نے ایک ہفتہ کا پیشگوی کرایہ ادا کر کے گیراج کی کنجی اور رسید حاصل کی اور پھر کار کو گیراج میں مقتول کر کے روشنی کے ساتھ ٹھہٹا ہوا دسری سڑک پر آگیا۔

”لیکن اس کا انجمام کیا ہو گا!“ روشنی بڑا بڑا۔

”نہ لکھ وہ ڈرائیور بھی مر جائے گا۔“ عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

”تم بالکل گدھے ہو۔“ روشنی جھلا گئی۔

”نہیں اب میں اتنا گدھا بھی نہیں ہوں! میں نے اپنا صحیح نام اور پتہ نہیں لکھوایا۔“

”اک خیال میں نہ رہنا!“ روشنی نے تلخ لجھ میں کھلہ ”پولیس شکاری کتوں کی طرح چھا کرتی ہے۔“

روشی کی حالت ابتر تھی! عمران نے کہانے سے قبل اسے شیری پڑا۔... نتیجہ کسی حد تک اچھا ہی نہ لگا۔... روشنی کے چہرے پر تازگی کے آثار نظر آنے لگے تھے.... لیکن پھر بھی کھانا اس کے ملک سے نہیں اتر رہا تھا!— اور وہ عمران کو حیرت سے دیکھ رہی تھی! جو کھانے پر اس طرح ٹوٹ پڑا تھا جیسے کئی دن سے بھوکا ہوا اس کے چہرے پر وہی پرانی حمافتو طاری ہو گئی تھی۔

”تم بہت خاموش ہو۔“ عمران نے سر اٹھائے بغیر روشنی سے کہا۔

”پکھنہیں! کونی خاص بات نہیں۔“ روشنی نے بے دلی سے کہا۔

”رمباکی کیا رہی.... میں ناپنے کے موڈ میں ہوں۔“

”خدائے لئے مجھے پریشان نہ کرو۔“

”تم عورت ہو یا.... ذرا مجھے بتاؤ کیا میں ان کے ہاتھوں مارا جاتا! وہ ہمیں کہیں لے جا کر ہماری چنی بناؤ لے!“

”میں اس موضوع پر گفتگو نہیں کرتا چاہتی۔“ روشنی نے اپنی پیشانی رکھتے ہوئے کہا۔

”میں خود نہیں کرنا چاہتا تھا! خود چھیڑتی ہو اور پھر ایسا اللہ ہے جسے مجھے کھا جاؤ۔“

”عمران ذیر.... سوچو تو اب کیا ہو گا۔“

”دوسرے بھی مر جائے گا.... اور دو چار دن بعد لا شوں کی بدبو پھیلی گی تو گیراج کا تالا توڑ دیا جائے گا اور پھر وہ پکڑا جائے گا جس کی وہ کار ہو گی۔— ہاہا۔!“

”اور جو تم انسیں اپنی تکلیف دکھائے ہو۔“ روشنی بھنا کر بولی۔

”گیراج والوں کو!“ عمران نے پوچھا اور روشنی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”مگر وہ لوگ تمہاری تکلیف نہیں دکھل سکتے تھے! تم محفوظ رہو گی!“

”میں تمہارے لئے کہہ رہی ہوں۔“ روشنی جھپٹ پڑی۔

”میری فکر نہ کرو.... میں بیٹھاں ہوں! جب تک اس نامعلوم آدمی کا صفائیانہ کر لوں اس شہر سے نہیں جاؤں گا۔ ویسے میں اب تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔“

”کیوں!“ روشنی اسے گھورنے لگی۔

”تم بات پر میری توہین کرتی ہو! حق.... پاگل اور نہ جانے کیا کیا کہتی رہتی ہو! خود بور ہوتی ہو اور مجھے بور کرتی ہو۔“

روشنی کے ہونوں پر پھیلی ہی مسکراہٹ نمودار بولی۔

”تم میرے ساتھ رہتا چو گی!“ عمران ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا بولا۔

”ہوں! اچھا!“ روشنی اٹھتی بولی۔ ”چلو! لیکن یہ یاد رکھنا.... تم مجھے آج بہت پریشان

”مگر نہ کرو! ایک بخت تک تو وہ گیراج کھلانہیں! کیوں کہ میں نے ایک بخت کا پیشگی کرایا ادا کیا ہے اور پھر ایک بخت میں۔— میں نہ جانے کہاں ہوں گا! ہو سکتا ہے مردی جاؤں ہو سکتا ہے اس نامعلوم آدمی کی موت آجائے.... بہر حال وہ اپنے دو ساتھوں سے تو محروم ہو گی پکا ہے!“

روشنی پچھے نہ بولی! اس کا سر چکر ارہا تھا۔

عمران نے ایک گزرتی ہوئی نیکی رکوانی! روشنی کے لئے دروازہ کھولا اور پھر خود بھی اندر بیٹھتا ہوا ذرا ایکر سے بولا۔ ”ہباث ماربل۔“

روشنی آنکھیں چھاڑ چھاڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

”ہاں!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”وہیں کھانا کھائیں گے! کافی بیکس گے اور تم دو ایک پیگ۔ لیا! طبیعت سنپھل جائے گی۔ ویسے اگر جیو گم پسند کرو تو ابھی دوں.... اور ہاں ہم دہاں دو ایک راؤنڈر مہابھی ناہیں گے!“

”کیا تم بچ پاگل ہو؟“ روشنی آہستہ سے بولی۔

”ہاں! کبھی احمد توہین کبھی پاگل! اب میں اپنا گلا گھونٹ لوں گا!“

روشنی خاموش ہو گئی! وہ اس سلسلے میں بہت کچھ کہنا چاہتی تھی۔ لیکن اسے الفاظ نہیں ادا رہے تھے۔ ذہنی انتشار اپنی انہائی منزیلیں طے کر رہا تھا۔

وہ وہاٹ ماربل میں پہنچ گئے!... روشنی کا دل چاہ رہا تھا کہ پاگلوں کی طرح جیتنی ہوئی گھر

طرف بھاگ جائے۔

عمران اسے ایک کیبن میں بٹھا کر باتحہ روم کی طرف چلا گیا! باتحہ روم کا تو صرف بہانہ تھا وہ دراصل اس کیبن میں جاتا چاہتا تھا جہاں گاہکوں کے استعمال کرنے کا فن تھا۔

اس نے وہ نمبر ڈائل کئے جن پر انپکٹر جاؤ نید سے ہر وقت رابطہ قائم کیا جا سکتا تھا۔

”ہیلو!.... کون.... انپکٹر جاؤ نید سے ملتا ہے! اوہ آپ ہیں، سنئے میں علی عمران بول، ہوں۔ ہاں.... دیکھئے.... امیر گنج کے گیراج نمبر تیرہ میں جو مقفل ہے آپ کو نیلے رنگ ایک کار ملے گی.... اس میں دو شکار ہیں! ایک مر چکا ہے اور دوسرا شاید آپ کو زندہ ملے۔“

گیراج کی کنجی میرے پاس ہے۔ آپ تلاشی کا وارنٹ لے کر جائیے اور بے دریغ تالا نہ دیجئے.... ہاں ہاں.... یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے.... مجھے یقین ہے کہ دونوں اسی کے آدمی ہیں اور سنئے کافی رازداری کی ضرورت ہے! اس واقعے کو رازی میں رہنا چاہئے! مکمل واقعات آپ

کل صح معلوم ہوں گے! اچھا شہب تیر!“

عمران ریسیور رکھ کر روشنی کے پاس واپس آگپا۔

کر رہے ہو۔

وہ دونوں ریکارڈنگ ہال میں داخل ہوئے... درجنوں جوڑے رقص کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد عمران اور روشنی بھی ان کی بھیز میں غائب ہو گئے۔

O

دوسرے دن عمران محمد سراج رسانی کے پرنسپلٹس کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔

جس وقت وہ یہاں داخل ہوا تھا اس کے چہرے پر گھنی داڑھی تھی اور چہرے پر کچھ اس قسم کا لفڑس تھا کہ وہ کوئی نیک دل پادری معلوم ہوتا تھا... آنکھوں پر تاریک شیشیوں کی عیند تھی... داڑھی اب بھی موجود تھی لیکن چشمہ اتار دیا گیا تھا۔

پرنسپلٹس وہ روپورٹ پڑھ رہا تھا جو عمران نے پچھلی رات کے واقعات کے متعلق مرتب کی تھی۔

”مگر جاتا!“ پرنسپلٹس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ ”وہ کار چوری کی ہے! اس کی چوری کی روپورٹ ایک ہفتہ قبل کو تو ایسی میں درج کرائی گئی تھی۔“

”ٹھیک ہے!“ عمران سر ہلا کر بولा۔ ”اس قسم کی مہموں میں ایسی ہی کاریں استعمال کی جانا ہیں! میرا خیال ہے کہ یہاں آئئے دن کاریں چڑائی جاتی ہوں گی!“

”آپ کا خیال درست ہے۔ لیکن وہ کہیں نہ کہیں مل بھی جاتی ہیں! لیکن ایسی کسی کار کے ساتھ کہی آدمی کا بھی پکڑا جانا پہلا واقعہ ہے۔“

”ڈرائیور سے آپ نے کیا معلوم کیا؟“ عمران نے پوچھا۔

”کچھ بھی نہیں! وہ کہتا ہے کہ کل شام ہی کواس کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ وہ دراصل ایک نیکی ڈرائیور ہے اور اسے صرف تین گھنٹے کام کرنے کی اجرت تین سو روپے پیشی دی گئی تھی۔“

”آہم! تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جس سے کچھ معلوم ہونے کی موقع کی جاسکتی وہ ختم ہو گیا۔ خیر۔ لیکن یہ تو معلوم کیا ہی جا سکتا ہے کہ مرنے والا کون تھا کہاں رہتا تھا کن حلقوں سے اس کا تعلق تھا۔“

”جاوید اس کے لئے کام کر رہا ہے اور مجھے موقع ہے کہ وہ کامیاب ہو گا۔“

”ٹھیک! اچھا کیا آپ اس بات سے واقع ہیں... مگر نہیں... خیز میں ابھی کیا کہہ رہا تھا۔“

عمران خاموش ہو کر اپنی پیشانی پر انگلی مارنے لگا... وہ دراصل پرنسپلٹس سے فون نمبر لکھنے کے متعلق گفتگو کرنے جادہ تھا... لیکن پھر کچھ سوچ کر رک گیا۔

”کیا آپ کوئی خاص بات کہنے والے تھے۔“ پرنسپلٹس نے پوچھا۔

”وہ بھی بھول گیا!“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ پھر اس کے چہرے پر نہ جانے کہاں کا غم ٹوٹ پڑا اور وہ ٹھنڈی سانس لے کر دردناک لمحے میں بولا۔ ”میں نہیں جانتا کہ یہ کوئی مرض ہے یا ذہنی کمزوری... اچانک اس طرح ذہنی رو بیکنی ہے کہ میں وقتوں طور پر سب کچھ بھول جاتا ہوں ہو سکتا ہے کہ تھوڑی دیر بعد وہ بات یاد ہی آجائے، جو میں آپ سے کہنا چاہتا تھا۔“

پرنسپلٹس اسے ٹوٹنے والی نظر دیں دیکھنے لگا! لیکن عمران کے چہرے سے اس کی دل کی نیفیات کا اندازہ کر لینا آسان کام نہیں تھا۔

پھر اس کیس کے متعلق دونوں میں کافی دیر تک مختلف قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ پرنسپلٹس نے اسے تیکا کر اے بی سی ہوٹل کے تین آدمی جعلی نوٹوں سیست پکڑے گئے ہیں۔ عمران نے

نوٹوں کے نمبر طلب کئے پرنسپلٹس نے دراز سے لٹکا کر اس کی طرف بڑھا دی۔ ”نہیں۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”اس میں صرف وہی نمبر ہیں جو میں ہوٹل میں ہاڑا تھا۔ ایک

بھی ایسا نمبر نظر نہیں آتا، جو اس آدمی والے پیکٹوں سے تعلق رکھتا ہو!“

”تب تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ اے بی سی والوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں! ظاہر ہے کہ اگر وہ ہوشیار ہو گیا تھا تو اسے اے بی سی والوں کو بھی نوٹوں کے استعمال سے روک دینا چاہئے تھا۔“

”نہیں اس کے بارے میں تو کچھ کہاںی نہیں جا سکتا۔“ عمران نے کہا۔ ”ہو سکتا ہے کہ تعلق ظاہر نہ کرنے ہی کے لئے اس نے دیدہ دانتہ ان آدمیوں کو پولیس کے چنگل میں دے دیا ہوا!“

”جی ہاں یہ بھی ممکن ہے!“ پرنسپلٹس سر ہلانے لگا۔

”فی الحال ہمیں اے بی سی والوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن اب آپ کیا کریں گے!“ پرنسپلٹس نے پوچھا۔

” بتنا بہت مشکل ہے۔ میں پہلے سے کوئی طریق کار متعین نہیں کرتا۔ بن وقت پر جو سوچ جائے! پچھلی رات کے واقعات کا رد عمل کیا ہوتا ہے؟ اب اس کا منتظر ہوں۔“

پھر عمران زیادہ دیر تک ہاں نہیں بیٹھا، کیوں کہ ایک نیا خیال اس کے ذہن میں سر ابھار رہا تھا! وہاں سے نکل کر ایک طرف چلتے لگا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی اندازہ کرتا جا رہا تھا کہ کہیں کوئی اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا۔

اس نے آج بھی پرنسپلٹس سے روشنی کا تمذکرہ نہیں کیا تھا! وہ اسے پس منظر ہی میں رکھنا

چاہتا تھا۔

کچھ دوڑ جل آیک نیلیفون بو تھے کے سامنے رک گیا۔ اس نے مڑ کر دیکھا وردوں تک کسی کا پتہ نہیں تھا۔ سڑک زیادہ چلتی ہوئی نہیں تھی۔ کبھی کھمار ایک آدھ کار بزر جاتی تھی یا کوئی راہ گیر چلتا ہوا نظر آ جاتا تھا۔

عمران بو تھے کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا اور پھر اسے اندر سے بولٹ کرنے کے بعد سوراخ میں سدہ ڈالا۔ دوسرے لمحے میں سکس نات کوڈا میل کر رہا تھا۔

”تیلو!“ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز آئی۔

”میں روشنی بول رہی ہوں۔“ عمران نے ماڈ تھے پیش میں کہا! اگر اس وقت روشنی یہاں موجود ہوتی تو اسے عمران کی آواز سن کر غش ضرور آ جاتا!

”روشنی“

”ہاں! میں بہت پریشان ہوں!“

”کیوں!“

”اس نے پہلی رات ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔۔۔ وہ ہماری کار کی اٹھنی میں چھپ گیا تھا۔۔۔ پھر ایک جگہ اس نے پچھا شیشہ توڑ کر بھیں روایور دکھلایا! میں نہیں کہہ سکتی کہ اسے اس نے کس طرح نیچے کر دیا۔“ عمران نے پورا واقعہ دیراتے ہوئے کہا۔ ”میں بہت پریشان تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ پولیس کو اطلاع کر دے مگر اس نے انکار کر دیا۔۔۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں ابھر حال میں نے گھبرائیت میں پولیس کو فون کر دیا کہ فلاں نمبر کے گیراج میں ایک لاش بے انسن میں نے یہ نہیں بتایا کہ میں کون ہوں۔“

”اسے علم بے کہ تم نے پولیس کو فون کیا ہے۔“

”نہیں! میں نے اس نہیں بتایا! میں بہت پریشان ہوں! وہ کوئی خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔۔۔ ہون بے؟ یہ میں نہیں جانتی!“

”تم اس وقت کہاں سے بول رہی ہو؟“

”یہ نہیں تباہی! مجھے تم سے بھی خوف معلوم ہوتا ہے!“

دوسری طرف سے بلکے سے قبیلے کی آواز آئی اور بولنے والے نے کہا۔ ”تم پہل بو تھے نہ پوچھتے بول رہی ہو۔“

اور عمران نے آنکھیں جھیت سے پھیل گئیں۔

”میں بارہی ہوں!“ اس نے گھبرائے ہوئے لمحے میں کہا۔

بھیک آدمی

”نہیں ٹھہر! اسی میں تمہاری بہتری ہے۔۔۔ ورنہ جانتی ہو کہ کیا ہو گا؟ اگر پولیس کے ہجھے گئیں تو۔۔۔ میرا تم سے کوئی جھکڑا نہیں بلکہ تم کئی بار نادانستہ طور پر میرے کام بھی آچکی ہو!۔۔۔ میں تمہیں اس جنگل سے بچانا چاہتا ہوں۔۔۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ تم بو تھے کے باہر ٹھہر! آدھ گھنٹے کے اندر ہی اندر میرا ایک آدمی دہاں پہنچ جائے گا۔“

”کیوں.... نہیں نہیں!“ عمران نے اچھا جا ہے۔ ”میں بالکل بے قصور ہوں میں کیا کروں وہ خواہ خواہ میرے گلے پڑ گیا ہے۔“

”ذروہ نہیں روشنی!“ بولنے والے نے اسے چکار کر کہا۔ ”میں تمہاری مد کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔“

عمران نے فوراً ہی جواب نہیں دیا۔

”ہیلو!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”ہیلو!“ عمران کیکپائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”اچھا میں انتظار کروں گی لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ میری زندگی کا آخری دن ہے۔“

”بہت ذرگئی ہوا!“ قبیلے کے ساتھ کہا گیا۔ ”ارے اگر میں تمہیں مارنا چاہتا تو تم اب بکھرنا نہ ہو تو میں۔۔۔ اچھا تم دیں انتظار کرو۔“

سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ عمران بو تھے سے نکل آیا! اس کے ہونٹوں پر شرات آمیز مسکراہت تھی اور دلاڑھی میں یہ نہ کسکراہت نہ جانے کیوں خطرناک معلوم ہو رہی تھی۔ آدھے گھنٹے تک اسے انتظار کرنا تھا! وہ نہیں ہوا سڑک کی دوسری طرف چلا گیا! ادھر چند سالیہ دار درخت تھے۔

روشنی کا انتظام اس نے پچھلی رات ہی کو کر لیا تھا! وہ اس وقت ایک غیر معروف سے ہوٹل کے ایک کمرے میں مقیم تھی اور عمران نے پچھلی رات اسی کے قیست میں تھا گزاری تھی!

وہ درختوں کے نیچے نہیں رہا۔ بار بار اس کی نظر کلائی کی گھڑی کی طرف اٹھ جاتی تھی۔ میں منٹ گزرنے لگے! اب وہ پھر بو تھکی طرف جا رہا تھا!

زیادہ دیر نہیں گزرنی تھی کہ اس نے محسوس کیا کہ ایک کار قریب ہی اس کی پشت پر آ کر رکی ہے۔

اچانک عمران پر کھانیوں کا درورہ پڑا۔ وہ پیٹ دبائے ہوئے جھک کر کھانے لگا۔ پھر سیدھا کھڑا ہو کر بو تھکی طرف مکاہر اتا ہوا عصیٰ آواز میں بولا ”سالی کبھی تو باہر نکلو گی۔“

”کیا بات ہے جناب۔“ کسی نے پشت سے کہا۔

کے بہانے نہ ہر اہو ہے ہوشیار رہتا۔

پھر اس نے اسے کھنچ کر بو تھے سے باہر نکلا۔

سرٹک ویران پڑی تھی!.... نووارد اگر چاہتا تو محل جگہ میں اس سے اچھی طرح نپس سکتا تھا! اگر حقیقت تو یہ تھی کہ اب اس میں جدوجہد کی سکت نہیں رہ گئی تھی!

عمران نے اسے اسٹرینگ کے سامنے بھاڑادیا۔

”جاوہ اب دفع ہو جاؤ!“ عمران نے کہا۔ ”ورنہ ہو سکتا ہے کہ مجھے تم پر پھر پیدا نہ لگے۔ اپنے بلڈاگ تک میرا بیگام ضرور پہنچا دیا! نہیں تو پھر جانتے ہو مجھے جہاں بھی اندر ہیرے اجائے مل گئے تمہارا آمیٹ بن کر رکھ دوں گا۔“

O

ہدہد کو عمران نے بالکل اپنے رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کی تھی۔ وہ جو تھوڑا سا یوقوف تھا۔ لیکن عمران کے اشارے پر بالکل مشین کی طرح کام کرتا تھا۔ کابل اور سوت ہونے کے باوجود بھی کام کے وقت اس میں کافی پھر تیلا پن آ جاتا تھا۔

مگر اس کام سے وہ بری طرح بیزار تھا جو آج کل اسے سونپا گیا تھا وہ اس کام کو بھی کسی حد تک برداشت کر سکتا تھا! مگر کم از کم اے بی سی ہوٹل میں قیام کرنے کے لئے تیار نہیں تھا! لیکن عمران سے خوف بھی معلوم ہوتا تھا اور وہ بے چارہ انگی تک اس بات سے واقف نہیں تھا کہ اسے حقیقتاً کیا کرنا ہے۔ ویسے ملکے اسے مجھل کا شکار کرنے کی تحریک تو دینا نہیں تھا۔

کل وہ ہوٹل میں داخل ہوا تھا اور آج اسے عمران کی ہدایت کے مطابق شکار کے لئے صبح سے شام تک سمندر کے کنارے بیٹھنا تھا۔

لیکن وہ اے بی سی کی فضائی اور ماحول سے سخت بیزار تھا! اے وہاں ہر وقت بڑے آدمی اور بری عورتیں نظر آتی تھیں۔

اس وقت وہ ناشتے کی میز پر بیٹھا جلدی جلدی حلقوں میں چائے انڈیں زہا تھا! وہ جلد سے جلد بیٹھاں سے نکل جانا چاہتا تھا!.... بات یہ تھی کہ اسے کاؤنٹر کے قریب وہی سورت نظر آگئی تھی جس نے بچھی رات اسے بہت پریشان کیا تھا! رات وہ نشے میں تھی اور ہدہ کے سر ہو گئی تھی کہ وہ اسے فلم دیوداں کا گانا ”بالم بوس مورے من میں!“ نشائے ہدہ کی بوکھلاہٹ دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس تفریخ میں دلچسپی لینے لگے تھے۔

عمران چونک کر مڑا۔ اس کے تین یا چار فٹ کے فاصلے پر ایک وجہہ جوان کھڑا تھا اور سرٹک پر ایک خالی کار موجود تھی!

”کیا بتاؤں جناب!“ عمران اس طرح بولا چیز کھانسیوں کے دورے کے نتیجے میں اس کی سانسیں الچھ رہی ہوں! وہ چند لمحے ہانپتا رہا پھر بولا۔ ”ایک گھنٹے سے اندر گھسی ہوئی ہے... مجھے بھی ایک ضروری فون کرنا ہے... کئی بار دستک دے چکا ہوں! ہر بار یہی کہہ دیتی ہے ایک منت ہٹھریے! ایک منت کی ایسی کی تیسی ایک گھنٹے ہو گیا۔“

”اوہ ہٹھریے! میں دیکھتا ہوں!“ نووارد آگے بڑھتا ہوا بولا۔ اس نے پینڈل گھما کر دروازہ کھولا لیکن پھر اسے مژنا نصیب نہیں ہوا۔ عمران کا ہاتھ اس کی گردان دبوچ چکا تھا!.... اس نے اسے بو تھے کے اندر دھکا دے دیا اور خود بھی طوفان کی طرح اس پر جا پڑا۔

بو تھے کا دروازہ خود کار تھا اس لئے اسے بند کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی وہ ان دونوں کے داخل ہوتے ہی خود بخوبی بند ہو گیا تھا۔

تھپروں، گونسوں اور لا توں کا طوفان۔

ہاتھ کے ساتھ ہی ساتھ عمران کی زبان بھی چل رہی تھی۔ ”میں روشنی، تمہاری ٹھکانی کر رہی مری جان! اپنے بلڈاگ سے کہہ دینا کہ میرے بقیہ نوٹ مجھے واپس کر دے ورنہ ایک دن اسے بھی کسی چوہے داں میں بند کر کے ماروں گا.... اور وہ سال روشنی.... وہ بھی مجھے جل دے گی۔ کل رات سے غائب ہے اور یہاں تک رات میں نہ تھمارے ایک سا تھی کی کہ توڑ دی ہے!“

عمران اس پر اچاک اس طرح نوٹ پر اتھا کہ اسے کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ مل سکا پھر ایسی صورت میں چپ چاپ پتھر رہنے کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا۔ تھوڑی دیر میں اس نے ہاتھ پیر ڈال دیے۔

عمران نے اسے کالر سے پکڑ کر اٹھایا لیکن اس کے پیر زمین پر سکلتے ہی نہیں تھے! ”دیکھو بیٹا! اپنے بلڈاگ سے کہہ دینا کہ آج رات کو میرے بقیہ نوٹ وابس مل جانے چاہئیں... وہ جعلی ہیں! میں ابھی انہیں بازار میں نہیں لانا چاہتا تھا! مگر اس کتے کی وجہ سے میرا کھیل بگڑ گیا ہے! آخر وہ دوسروں کے معاملات میں ناگز اڑانے والا ہوتا کون ہے! اس سے کہو! آج رات مجھے نوٹ واپس ملنے چاہئیں۔ میں روشنی کے فلیٹ میں ہوں! وہ مجھ سے خائف ہو کر کہیں چھپ گئی ہے.... آج رات کو.... بھولنا نہیں.... میں روشنی کے فلیٹ ہی میں ملوں گا اور یہ بھی کہہ دینا اس چیزیار سے کہ اے بی سی ہوٹل میں ایک پولیس آفیس مچھلیوں کے شکار

”ورست ہے! لیکن میں انہیں اس قابل نہیں سمجھتا کہ ان کی تصویر کسی ایسے ماہنامے میں شائع ہو جو امریکہ، انگلینڈ، فرانس، جرمنی اور ہالینڈ بھیجیے میاںک میں جاتا ہو!“
ہد ہد گدھے کی طرح پھول گیا اور اس نے اپنے تین پوز دیے! لیکن اس شوق سے متعلق انہار خیال کرتے وقت وہ بری طرح ہٹکانے لگا! ظاہر ہے کہ اسے مچھلوں کے متعلق صرف اتنا ہی معلوم تھا کہ ہر مچھلی لذیذ نہیں ہوتی اور خواہ وہ کسی قسم سے تعلق رکھتی ہو اس میں کافی ضرور ہوں گے۔

”میں زبانی... نہ نہیں.... بب... بب... بتا سکتا!“ اس نے آخر کار ٹنگ آ کر کہا۔ ”لکھ کر... دوے... سکتا ہوں۔“

”ہوتا ہے... ہوتا ہے۔“ نووار درہلا کر بولا۔ ”بعض لوگ لکھ سکتے ہیں میان نہیں سکتے۔ اچھا کوئی بات نہیں!... مجھے اس کے بارے میں جتنا بھی علم ہے خود ہی لکھ لوں گا! ویسے آپ مجھے اپنا نام اور پتہ لکھوادیجھے۔“

ہد ہد نے اطمینان کا سائز لیا۔... ظاہر ہے کہ اس نے نام اور پتہ غلط ہی لکھ دیا ہو گا۔ نووار درخت ہو گیا!... لیکن اس نووار کی گھات میں بھی کوئی تھا! جیسے ہی وہ رستے ہے کوپار کر کے بندرگاہ کی طرف جانے والی سڑک پر پہنچا! ایک آدمی تو دے کی اوٹ سے نکل کر اس کا تعاقب کرنے لگا اور یہ آدمی عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

O

روشی اپنے اقامتی ہوٹل میں بچھلی رات سے عمران کا انتظار کر رہی تھی! وہ اسے ہوٹل میں ٹھہر اکر جلدی ہی واپس آنے کا وعدہ کرنے کے رخصت ہو گیا تھا۔ روشنی اس کے لئے بے حد منکر تھی! لیکن اتنی ہمت بھی جیسیں رکھتی تھی کہ اس کی تلاش میں نکل کھڑی ہوتی۔

اسے پولیس کا بھی خوف تھا اور وہ بھی انک آدمی تو تھا ہی اس کی تلاش میں... سارا دن گذر گیا! لیکن عمران نہیں آیا! اس وقت شام کے چار بجے رہے تھے اور روشنی قطعی ناممید ہو پکی تھی اسے یقین تھا کہ عمران کسی نہ کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔

یا تو وہ پولیس کے ہتھے چڑھ گیا! یا پھر اس بھی انک آدمی نے... وہ اس خیال ہی سے کانپ انھی... اس کے تصور میں عمران کی لاش تھی۔
وہ پلک پر کروٹیں بدلتی تھی! اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے! اچاک کسی نے

پتہ نہیں کس طرح ہد ہد نے اس سے چیچا چھڑایا تھا۔
اب اس وقت پھر اسے دیکھ کر اس کے ہاتھ پر پھول گئے تھے۔
لیکن عورت جو اس وقت نش میں نہیں تھی۔ کافی سنجیدہ نظر آری تھی! ہد ہد نے جلدی جلدی ناشتہ ختم کیا اور کرنے سے شکار کا سامان لے کر گھاٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔
ہد ہد یہاں آنے کے مقصد سے تو واقع نہیں تھا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران کو اس علاقے سے کیوں دچپی ہو سکتی ہے! مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ خود اسے کیا کرتا ہے... البتہ وہ اپنی آنکھیں ضرور کھلی رکھنا چاہتا تھا۔

اس حصے میں سندر پر سکون تھا اور ادھر لانچوں اور کشیوں کی بھی آمد و رفت نہیں رہتی تھی۔ اسے اپنے علاوہ دو تین آدمی اور بھی نظر آئے جو پانی میں ڈوریں ڈالے بیٹھے اونگہ رہے تھے۔ وہ ایک بجے تک جھک مارتا رہا۔ لیکن ایک مچھلی بھی اس کے کانے میں نہ گئی۔ لیکن وہ شاید اس سے بے خبر تھا کہ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک آدمی کھڑا خود اسی کا شکار کرنے کی تاک میں ہے۔

وہ آدمی چند لمحے کھڑا سگریٹ کے کش لیتا رہا۔ پھر آہستہ ہد ہد کی طرف بڑھا۔ ”آج کل شکار مشکل ہی سے ملتا ہے!“ اس نے ہد ہد سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ہد ہد چونک کرائے گور نے لگایا۔ ایک دبل اپلا تپلا اور دراز قد آدمی تھا۔ عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہتی ہو گی۔ اس کے شانے سے ایک کمرہ لٹک رہا تھا۔

”مجھی ہاں!“ ہد ہد اپنے چہرے پر خوش اخلاقی کے آثار بیدا کرتا ہوا بولا۔ ”آپ اس شوق کو کیسا سمجھتے ہیں۔“ نووار نے پوچھا!

”مم... معاف فرمائیے گا! مم... میں سمجھا نہیں۔“ ”اوہ! میرے اس سوال کو کسی اور روشنی میں نہ لجئے گا! میرا تعلق دراصل ایک با تصویر یہاں سے ہے، اور میرا کام یہ ہے کہ میں مختلف قسم کی ہائیز کے متعلق معلومات اور تصاویر فراہم کروں۔“

”یہ میری بالی نہیں بلکہ... پپ پیش ہے!“ ہد ہد مسکرا کر بولا۔ ”میں نہیں یقین کر سکتا جناب!“ نووار بھی ہنسنے لگا۔ ”ہمارے یہاں کے پیشہ در سندر میں جال ڈالتے ہیں اور ان کا لباس اتنا شاندار نہیں ہوتا... اور وہ تکنوں کے ہیئت نہیں لگاتے۔“

ہد ہد بھی خواہ مخواہ ہنسنے لگا اور نووار نے کہا۔ ”میں آپ کا شکر گزار ہوں گا! اگر آپ مجھے شکار کھیلتے ہوئے دو تین پوز دے دیں۔“

”یہاں اکیلا... مم... میں... ہی... توت تو نہیں ہوں۔“

دروازے پر دستک دی اور روشنی اچھل پڑی۔۔۔ لیکن پھر اس نے سوچا ممکن ہے ویر ہو کیون کہ
یہ چائے کا وقت تھا!

”آ جاؤ!“ روشنی نے بے دلی سے کہا۔
دروازہ کھلا! عمران سامنے کھڑا مسکرا ہاتھا۔

”تم!“ روشنی بے تھاشہ اچھل کر اسکی طرف لپکی۔ ”تم کہاں تھے؟ میں تمہیں مارڈالوں گی۔“
”ہاں میں!“ عمران اس طرح بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا جیسے اسے چیز روشنی کی طرف سے قاتلانہ
حملے کا خداش ہو۔

روشنی ہنسنے لگی۔۔۔ مگر اسے جھبھوڑ کر بولی۔ ”تم بڑے سور ہو بتاؤ کہاں تھے؟“
”چچی فرزانہ کامکان تلاش کر رہا تھا۔“ عمران سمجھی گی سے بولا۔

”کیوں؟ یہ کون ہیں؟“
”میں نہیں جانتا!“ عمران ٹھٹھتی سافس لے کر بولا۔ ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک ایسے
آدمی سے واقف ہیں جس کا بیالا کان آدھا کٹا ہوا ہے!“

”کرنے لگے بے تکلی بکواس! تم مجھے اس طرح چھوڑ کر کہاں چلتے گئے تھے۔“
”کیا تم مرنا چاہتی ہو؟“

”ہاں میں سرنا چاہتی ہوں۔“ روشنی جھلگانی۔
”اچھا تو ادو کے عشقی ناول پڑھنا شروع کر دو! تم بہت جلد بور ہو کر مر جاؤ گی۔“

”عمران! میں تمہیں گولی مار دوں گی۔“
”چلو بیٹھ جاؤ!“ عمران اسے ایک آرام کرسی پر دھکیلتا ہوا بولا۔ ”ہم دونوں کی زندگی کا
انحصار صرف اس نامعلوم آدمی کی موت پر ہے۔“

روشنی اسے خاموشی سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ ”تم آخر ہو کیا بلا۔۔۔ مجھے بتاؤ میں پاگل ہے
جااؤ گی۔“

”میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا کل رات فون پر تم نے پولیس کو اطلاع دی تھی؟“
”کس بات کی اطلاع؟“ روشنی چوک پڑی۔

”یہی کہ گیراج نمبر تیرہ میں ایک لاش ہے۔“
”ہرگز نہیں! بھلا میں کیوں اطلاع دینے لگی۔“

”پتہ نہیں۔ پھر وہ کون عورت ہے۔ تم نے شام کا کوئی اخبار دیکھا۔“
”نہیں! میں نے نہیں دیکھا۔ مجھے پوری بات بتاؤ! بھجن میں نہ ڈالو۔“

”پولیس نے گیراج کا تالا توڑ کر لاش دریافت کر لی ہے۔ ذرا تیور زندہ ہی نکلا۔ صرف
بیوہش ہو گیا تھا۔ اخبار کی خبر ہے کہ پچھلی رات کسی نامعلوم عورت نے جو لبجھ سے ایگلو انہیں
معلوم ہوتی تھی فون پر اس کی اطلاع پولیس کو دی تھی۔“
”میں قسم کھانے کو تیار ہوں!“

”مجھے یقین ہے کہ تم ایسی حرکت نہیں کر سکتیں۔ کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ تم میری
اجازت کے بغیر اس ہوٹل سے باہر قدم نہ نکالنا خواہ مجھ سے ایک ہفتہ کے بعد ہی ملاقات کیوں
نہ ہو۔“

”میں وعدہ نہیں کر سکتی!“
”کیوں؟“

”میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گی۔ تم مجھے تھا نہیں چھوڑ سکتے۔“

”یعنی تم چاہتی ہو کہ ہم دونوں کی گرد نہیں ساتھ ہی کشیں!“

”نہ جانے کیوں! مجھے تمہاری موجودگی میں کسی سے بھی خوف نہیں محسوس ہوتا۔“

”اچھا صرف آج رات اور یہاں ٹھہر جاؤ!“

”آخر کیوں؟۔۔۔ تم کیا کرتے پھر رہے ہو؟ مجھے بتاؤ!“

”نہیں روشنی تم بہت اچھی ہو! تم آج رات یہیں قیام کرو گی! اچھا یہ بتاؤ کبھی تمہیں اے بی
ہی ہوٹل میں کوئی ایسا آدمی نظر آیا ہے جس کا بیالا کان آدھا کٹا ہوا ہو۔“

روشنی پلکیں جھپکانے لگی! اشاید وہ کچھ یاد کرنے کے لئے ذہن پر زور دے رہی تھی!

”کیوں! تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟“ اس نے آہستہ سے پوچھا۔ ”نہیں! میں نے وہاں ایسا کوئی
آدمی نہیں دیکھا! لیکن میں ایسے ایک آدمی کو جانی ضرور ہوں۔“

”اے بی بی سے تعلق ہے اس کا!“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں! وہ اس حیثیت کا آدمی نہیں ہے کہ اس کا گذر اے بی سی جیسی میشی جگہوں میں
ہو سکے۔ وہ ماہی گیروں کی ایک کشتی پر ملازم ہے۔“

”تمہیں یقین ہے کہ اس کا بیالا کان کٹا ہوا ہے؟“

”ہاں! لیکن تم...!“

”شش ٹھہر! مجھے بتاؤ کہ وہ اس وقت کہاں ملے گا!“

”میں بھلا کیسے بتا سکتی ہوں! مجھے اس کا گھر نہیں معلوم!“

”تو اس کشتی ہی کا پچھہ نشان بتاؤ جس پر کام کرتا ہے۔“

"ہر شفیلہ فیریز!"

"ہر شفیلہ فیریز!" عمران نے ایک طویل سانس لے کر آہتہ سے دہرایا۔ پھر اٹھتا ہوا بولا۔

"اچھا نہ تا۔۔۔ کل صح ملاقات ہوگی۔"

"ٹھہر،! مجھے بتا ذکر کم کس چکر میں ہو!"

"میں اپنے بقیہ نوٹ وابس لیتا چاہتا ہوں!"

"کچھ بھی ہو!" روشنی اسے گھورتی ہوئی بولی "اب تم مجھے اتنے احتش نہیں معلوم ہوتے جتنے اس شام اے بی سی میں معلوم ہوتے تھے۔"

"پھر احق کہا۔۔۔ تم خود احق....!"

عمران اسے گھونسہ دکھاتا ہوا کبرے سے نکل گیا۔

O

روشنی کا فلیٹ آج رات بہت زیادہ روشن نظر آ رہا تھا! عمران نے چند مزید بلبوں کا اضافہ کیا تھا اور وہ فلیٹ میں تھا تھا۔

اگر اس کے عجھے کے کسی آدی کو اس کی ان حرکات کا علم ہو جاتا تو وہ اسے قطعی دیوان اور خبیثی تصور کر لیتا۔

آج دن بھر وہ غلطیوں پر غلطیاں کرتا رہا تھا! جنمیں سے ایک کاہاتھ آ جانا اور پھر اسے صرف معمولی سی مرمت کرنے کے واپس کر دینا اصولاً ایک بہت بڑی غلطی تھی! ہونا تو یہ چاہت تھا کہ عمران اسے باقاعدہ طور پر گرفتار کر کے اسے اس کے دوسرا ساتھیوں کی نشان دہی پر مجور کر دیتا۔ پھر اس نے اسے ہدہ کے وجود سے آگاہ کر دیا بلکہ اپنے متعلق بھی بتا دیا کہ روشنی کے فلیٹ ہی میں رات بسر کرے گا۔

اور اب اس میں اس طرح چراغاں کے بیٹھا تھا جیسے کسی خاص تقریب کے انتظامات میں مشغول ہو!

کلاک نے بارہ بجائے اور اس نے دروازوں کی طرف دیکھا جو کھلے ہوئے تھے لیکن اسے کلاک کی لک لک کے علاوہ اور کوئی آواز نہ سنائی دی۔

دروازے تو کیا آج اس نے کھر کیاں لک کھلی رکھی تھیں حالانکہ آج سردی شباب پر تھی۔ اچانک اسے راہداری میں قدموں کی آواز سنائی دی جو رفتہ رفتہ نزدیک ہوتی جا رہی تھی۔

پھر کسی نے گنگنا کر کہا۔ "روشنی ڈارنگ۔"

دوسرے ہی لمحے میں ایک نو عمر آدمی دروازے میں کھڑا الحقوں کی طرح پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"فرمائیے!" عمران بڑے دلاؤ بین ادا میں مسکرا لیا۔

"اوہ.... معاف کیجئے گا! اس نے شرمائے ہوئے لمحے میں کہا" یہاں پہلے روشنی رہتی تھی!

"اب بھی رہتی ہے! تشریف لائیے!" عمران بولا۔

نوجوان کمرے میں چلا گیا۔

"روشنی کہاں ہے؟"

"وہ آج کل اپنی خالہ کے یہاں مرغیوں کی دیکھ بھال کا طریقہ سیکھ رہی ہے!"

"آپ کون ہیں"

"میں ایک شریف آدمی ہوں!"

"روشنی!" نوجوان نے روشنی کو آواز دی!

"میں کہہ رہا ہوں تاکہ وہ اس وقت یہاں نہیں ہے!" عمران بولا۔

"لوحہ نہ ہو جائی شریف ہے! نوجوان نہیں کر بولا!" میری آواز سن کر چھپ گئی ہے! خیر میں

ڈھونڈ لیتا ہوں!

نوجوان بڑی بے تکلفی سے روشنی کی خواب گاہ میں داخل ہو گیا! عمران اس کے پیچے پیچے چل رہا تھا! نوجوان نے دو تین منٹ کے اندر ہی اندر پورے فلیٹ کی تلاشی لے ڈالی۔۔۔ پھر

دوسری طرف کی تاریک راہداری میں نارچ کی روشنی ڈالنے لگا۔

"بن کر وہی میرے لعل!" عمران اس کے کانڈھے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"ابھی تمہارے منہ سے دودھ کی بو آتی ہے۔"

"کیا مطلب!" نوجوان جھلا کر مڑا۔

"مطلب بھی بتاؤں گا.... آؤ میرے ساتھ!" عمران نے کہا اور پھر اسے بیٹھنے کے کمرے

میں واپس لایا۔۔۔ نوجوان اسے قہر آلود نظروں سے گھوڑا رہا تھا۔

"تشریف رکھیے جتاب!" عمران نے غیر متوقع طور پر خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔

"ابھی تم نے کیا کہا تھا!" نوجوان نے جھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ آپ تلاشی لے چکے اور اب آپ کو اٹھیاں ہو گیا کہ میرے ساتھ

دوسرے آدمی نہیں ہیں.... اب تشریف لیجائیے اور اپنے بلڈاگ سے کہہ دیجئے کہ میرے

نوٹ بچھے واپس کر دے۔۔۔ میں بہت برا آدمی ہوں! اپنے ساتھ بھیڑ بھاڑ نہیں رکھتا! تمہاں کام کرتا

ہمال... بڑے گلاں میں چہ انگل خالص و ہسکی لے کر اس کی چکیاں لینے لگی۔ پھر اس نے روماں سے ہونٹ خشک کرتے ہوئے کہا۔ ”محجے نیند نہیں آرہی تھی! ٹھیک ایک بیجے کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں سمجھی شاید تم ہو! میں نے انھ کر دروازہ کھول دیا! لیکن وہ تم نہیں تھے ایک دوسرا آدمی تھا اس نے مجھے یہ دونوں پیکٹ دیئے اور ایک لفاف... جس پر میرا نام لکھا ہوا تھا... اور پھر اس نے مجھے پوچھنے کی نمہلت ہتی نہیں دی! چپ چاپ واپس چلا گیا۔“

روشی نے میٹھی بیگ سے وہ لفاف بھی نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا!

عمران نے لفاف سے خط نکال کر میز پر پھیلاتے ہوئے ایک طویل سانس لی، تحریر تھا۔ ”روشی! تمہارے دوست کے بقیہ دونوں پیکٹ روائے کر رہا ہوں لیکن تم انہیں کھول کر دیکھو گی نہیں! ہوش کے باہر ایک نیلے رنگ کی کار موجود ہے! چپ چاپ اس میں بیٹھ جاؤ۔ وہ تمہیں تمہارے فلیٹ تک پہنچا دے گی! تم دونوں خواہ کہیں چھپو میری نظرؤں سے نہیں چھپ سکتے! مجھے تم دونوں کے کوئی پر خاں نہیں ہے ورنہ تم اب تک زندہ نہ ہوتے! تمہارا دوست معقولی سا مجرم ہے۔ جعلی نوٹوں کا دھندا کرتا ہے اور بس! اس سے کہو کہ چپ چاپ اس شہر سے چلا جائے! ورنہ تم تو مجھے عرصہ سے جانتی ہو! میں اور کچھ نہیں چاہتا! یہاں سے اسی وقت جلی جاؤ!

عمران نے خط ختم کر کے روشنی سے کہا ”اور تم نیلی کار میں بیٹھ گئیں۔“

”کیا کرتی! میں نے سوچا کہ جب اس نے میری جائے رہائش کا پتہ لگایا تو مجھے کسی قسم کا نقصان پہنچانے میں اسے کیا عار ہو سکتا ہے؟“

ٹھیک ہے تم نے عقل مندی سے کام لیا۔

”مگر...!“ روشنی عمران کو گھوڑتی ہوئی بولی۔ ”کیا اس نے تمہارے متعلق کچھ لکھا ہے؟“

”جھک مارتا ہے! اب میں اس سے اپنی توہین کا بدلوں گا!“

”دیکھو طوٹے... میں نے تمہارے بارے میں بہت کچھ سوچا ہے اور ہاں... تم نے یہ جماعت کس خوشی میں رکھا ہے؟“

”میں بہت زیادہ روشنی چاہتا ہوں! مگر تم نے بھی میرے بارے میں غلط ہی سوچا ہو گا اچھا اب تم مجھے یہاں کبھی نہیں دیکھو گی!“

”تو واقعی اس شہر سے جا رہے ہو!“

”میں کسی کے حکم کا پابند نہیں ہوں اور پھر بھلا اس مختصر سے ڈر کو بھاگوں گا!“

ہوں! میں اس وقت اس فلیٹ میں تھا ہوں! لیکن میرا دعویٰ ہے کہ تمہارا بلڈاگ میرا بمال بھی بیکا نہیں کر سکتا! یہ دیکھو! میں نے سارے دروازے کھول رکھے ہیں... اور سارے بلب رہائشیں!... لیکن... ہااا... کچھ نہیں۔“

”میں نہیں سمجھا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!“ ”جاوے یار بھیجانے چاٹو... اسے میرا پیغام پہنچا دو جس نے تمہیں بھیجا ہے! جلواب کھسکو بھر ورنہ میرا ہاتھ تم پر بھی اٹھ جائے گا۔ آج ہی میں تمہارے ایک ساتھی کی اچھی خاسی مر مت کر چکا ہوں۔“

”میں تمہیں دیکھ لوں گا!“ نوجوان اٹھتا ہوا بولا... اور آندھی کی طرح کمرے سے نکل گیا۔ لیکن عمران اس طرح کھڑا تھا جیسے اسے ابھی کسی اور کا انتظار ہو۔ اس نے جیب سے چوک کا پیکٹ نکالا! اور ایک منتخب کر کے اسے آہستہ آہستہ سکھنے لگا۔ سینکڑ منشوں اور منٹ گھننوں میں تبدیل ہوتے چلے گئے۔ لیکن قریب یادوں کی قسم کی بھر آواز نہ سنائی دی۔

اور پھر عمران خود کو کچھ حق سمجھنے لگا! اسے توقع تھی کہ وہ نامعلوم آدمی ضرور آئے گا لیکن اب دونوں ہے تھے اور کائنات پر سنائے کی علم رانی تھی۔

اب نے سوچا کہ اب اس حماقت کا خاتمہ کر دے! ممکن ہے کہ وہ نوجوان روشنی ہی کا نوز

گاہک رہا ہو!... عمران دروازے اور کھڑکیاں بند کرنے کے لئے اٹھا۔ ابھی وہ دروازے کے قریب بھی نہیں پہنچا تھا کہ راہداری میں قدموں کی آوازیں گونجے گیں۔ کوئی بہت تیزی سے اسی طرح آرہا تھا۔ عمران بڑی پھر تھی سے تین چار قدم چھپے ہٹ آیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ روشنی دروازے میں کھڑی بڑی طرح ہائپ رہی لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں تھے۔

”تم نے میرا کہنا نہیں مانا۔“ عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

”بس تم اسی طرح بکواس کیا کرو!“ روشنی ایک صوفے پر گرتی ہوئی بولی پھر اپناوٹی بیگ کھل کر دو پیکٹ نکالے اور انہیں عمران کی طرف اپھالتے ہوئے کہا! ”اپنے بقیہ دو پیکٹ بھی سنبھالو!“

عمران نے پیکٹوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر حیرت سے روشنی کی طرف دیکھنے لگا۔

”کچھ دیر قتل میرا ہلاٹ فیل ہوتے ہوئے بچا ہے!“ روشنی نے کہا۔

”کیوں! تمہیں یہ پیکٹ کہاں سے ملے!“

”یاتا ہوں... ذرا دم لیتے دو!“ روشنی نے کہا اور اٹھ کر الماری سے وہسکی کی بوڑ

”خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو؟“

”ایک معمولی سا مجرم۔ کیا تمہیں اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔“

”نہیں مجھے اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔ ایک معمولی سا مجرم اس کے مقابلے میں نہیں تھہر سکتا!.... یہاں کے اچھے اچھے دل گردے والے اس کے تصور سے ہی کانپتے ہیں۔“
”میرے پیشے سے واقف ہی ہو! ہر قسم کے آدمیوں سے ساتھ پڑتا ہے!“

”میں ایک شریف آدمی ہوں! میں اور ڈیڈی بچپن ہی سے مجھے اس کا یقین دلاتا رہے ہیں!“ عمران نے مغموم لمحے میں کہا۔ ”ویسے میں کبھی کبھی حقیقی حماقتوں کو بیٹھتا ہوں ابھی آج...!“

عمران نے اپنا ٹیلیفون بو تھے والا کار نامہ دہرا لیا!.... اور روشنی بے تباشہ ہنسنے لگی! اس سے کہا۔ ”تم جھوٹے ہو! تم نے میری آواز کی نقل کیے اتنا رہی ہوگی۔“

”اس طرح... اس میں مشکل ہی کیا ہے؟“ عمران نے ہو بھو روشنی کے لمحے اور آواز کی نقل اتنا رہی۔

روشنی چند لمحے اسے حرمت سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ ”مگر اس حرکت کا مقصد کیا تھا؟“

”تقریح!.... اور کیا کہوں! مگر تجیہ دیکھو! کہ اس نے خود ہی پیکٹ واپس کر دیئے!“

”تمہاری عقل خبط ہو گئی ہے!“ روشنی نے کہا۔ ”مجھے اس میں بھی کوئی چال معلوم ہوتی ہے؟“

”ہو سکتا ہے.... ہر حال میں جانتا ہوں کہ اس کے آدمی ہر وقت پیچھے لگ رہتے ہیں اور اسے تمہارا پتہ کیسے معلوم ہوتا؟“

”یہی میں بھی سوچ رہی تھی!“

”یہ اسی وقت کی بات ہے جب میں آج شام تم سے ملا تھا! میرے ہی ذریعہ وہ تم تک پہنچا ہوگا!“

”مگر عمران!.... وہ آؤ!.... جو ان پیکٹوں کو لا لایا تھا.... جانتے ہو وہ کون تھا...?“

حرمت ہے... وہ وہی کان کٹا ہی گیر تھا جس کے بارے میں تم پوچھ رہے تھے!“

عمران سنجھل کر بیٹھ گیا!

”کیا وہ تمہیں پہچانتا ہے۔“ اس نے پوچھا۔

”یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی! نہیں مجھے پہلے بھی اس سے بات پیٹت بھی کرنے کا انہیں ہوا۔“

”وقت یہاں سے چلا جاؤں گا!“

روشنی چپ چاپ اٹھی اور اپنی خواب گاہ میں چلی گئی۔

عمران دروازے اور کھڑکیاں بند کرنے کے بعد تھوڑی دیر تک چیزوں سے شغل کرتا رہا! پھر نوٹوں کے پیکٹ کھوں دیئے... اسے موقع تھی کہ ان پیکٹوں میں کچھ نہ کچھ ضرور ہو گا کیوں کہ روشنی کو اس کے خط میں پیکٹوں کو نہ کھولنے کی بدایت کی گئی تھی۔

اس کا خیال صحیح نکلا۔ ایک پیکٹ میں نوٹوں کے درمیان ایک تہہ کیا ہوا کاغذ کا نکلا نظر آیا! یہ بھی ایک خط تھا لیکن اس میں عمران کو مخاطب کیا گیا تھا۔

دوسٹ.... بڑے جیالے معلوم ہوتے ہو! ساتھ ہی شاطر بھی! مگر جعل نوٹوں کا دھندا چھچھورا پہنچا ہے! اگر ترقی کی خواہیں ہو تو کل رات کو گیارہ بجے اسی ویرانے میں ملو جہاں میں نے تم پر پہلا حملہ کیا تھا!.... اے بی سی ہوٹ والے شکاری کے متعلق اطلاع فراہم کرنے کا شکریہ! اس نے صرف مچھلیوں کے شکار کے لئے دہاں قیام کیا ہے! لیکن مچھلیوں کے شکار کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا! اتوکل رات کو تم ضرور مل رہے ہو... میں انتظار کروں گا۔“

عمران نے خط کو پر زے پر زے کر کے آتشدان میں ڈال دیا! اس کے ہونوں پر ایک شیطانی مکراہتر رقص کر رہی تھی... وہ اٹھا اور دبے پاؤں روشنی کے فلیٹ سے نکل گیا!

O

”دوسری رات جب آسمان تاریکیاں بکھیر رہا تھا عمران اس ویرانے میں بچنچ گیا جہاں اسے بلا یا

تھا!.... تمنی یا چار فرلانگ کے فاصلے پر اسے بی سی ہوٹ کی روشن کھڑکیاں نظر آ رہی تھیں!

عمران انہیں ٹیکوں کے درمیان کھڑا تھا جہاں اس پر کچھ دنوں پیشتر حملہ کیا گیا تھا۔

اسے زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرتا پڑا۔

”تم آگئے“ اسے اپنی پشت پر تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی!

عمران چوک کر ہوا!.... تھوڑے ہی فاصلے پر اسے ایک تاریک سایہ نظر آیا۔

”ہاں میں آگیا۔“ عمران نے اسی انداز میں سرگوشی کی ”اور میں تم سے ذرہ برابر بھی خائف نہیں ہوں!“

”مجھے ایسے ہی آدمی کی ضرورت تھی!“ سائے نے جواب دیا! ”چھ ماہ کے اندر ہی اندر لکھ پت

نہادوں گا!“

”میں لکھ پتی نہیں بننا چاہتا!.... میں صرف اس لئے آیا ہوں کہ...“

"ختم کرو! میں کچھ نہیں سنوں گا! جوانی کا خون گرم ہوتا ہے.... تم ابھی بچے ہو۔ بڑھا پر میں پیسوں کی قدر معلوم ہوتی ہے!"
 "تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" عمران نے پوچھا۔
 "میرے ساتھ چلو۔"

"چلو۔ مگر کبھی مجھے شادی کرنے پر مجبور نہ کرتا! میں اس کے علاوہ ہر قسم کی غلطی کر سکتا ہوں!"
 سایہ ہنس پڑا۔ بھر اس نے کہا۔ "آج روشنی دن بھر تمہیں ملاش کرتی رہی ہے!"
 "وہ مجھے حق تھی کوئی احمد شہزادہ سمجھتی ہے۔"
 "آواز وقت کم ہے!" سائے نے عمران کی طرف ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔
 "کیا گود میں آؤں؟" عمران نے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا!۔۔۔ لیکن دوسرا نی ٹھنے اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی کھوبڑی سے بے شمار ستارے نکل کر فضائی مشتری ہو گئے ہوں۔ کسی نے پشت سے اس کے سر پر کوئی ٹھوس اور وزنی چیز دے ماری تھی۔ وہ لاکھڑا تاہو اس تاریک سائے کی طرف بڑھا! لیکن اس تک پہنچنے سے قبل ہی ڈھیر ہو گیا۔

O

بیہو شی کے بعد ہوش کیسے آتا ہے؟ کم از کم یہ کسی بیہو ش ہونے والے کی سمجھ میں آنے کا چیز نہیں ہے!۔۔۔ بہر حال عمران کو نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ کس طرح ہوش میں آیا! اسین آنکھ بکلنے پر شعور کی سیداری میں دری نہیں گلی۔
 وہ ایک کشادہ اور بچ سجائے کمرے میں تھا! لیکن تھا نہیں۔۔۔ اس کے علاوہ کمرے میں پانچ آدمی اور بھی تھے۔ ان کے جسموں پر سیاہ رنگ کے لمبے لمبے چیز تھے.... اور چہرے سیاہ نقاہوں میں پھپھے ہوئے تھے! ان میں سے ایک آدمی کتاب کی ورق گردانی کر رہا تھا۔

"ہاں بھی! کیا دیکھا! ان میں سے ایک نے اس سے پوچھا۔
 آواز سے عمران نے اسے بھیجا لیا! یہ وہی تھا جس سے کچھ دیر قبل ٹیکوں کے درمیان اس نے گفتگو کی تھی۔
 "جی ہاں آپ کا خیال درست ہے" دوسرا نے آدمی نے کتاب پر نظر جاتے ہوئے کہا۔ "علم عمران ایم ایس سی، ذی ایس سی لنڈن.... آفیسر آن اپیشن ڈیوٹیز.... فرام سنٹرل انٹلی جنی پیورو۔"

"کیوں دوست کیا خیال ہے؟" گمان آدمی عمران کی طرف مڑ کر بولا۔
 "ایم ایس سی، ذی ایس۔ سی نہیں بلکہ ایم ایس سی، پی ایچ ذی!" عمران نے سمجھ دی گئی سے کہا۔
 "شپ اپ! گمان آدمی نے گرج کر کہا۔
 "واقعی میں بڑا یہ تو قوف آدمی ہوں! روشنی نہیں کہتی تھی!" عمران اس طرح بڑا بیا جیسے خود سے مخاطب ہوا!

"تم ہمارے متعلق کیا جانتے ہو؟" گمان آدمی نے پوچھا۔
 "ہمیں کہ تم سب پر وہ نہیں خاتمن ہو اور مجھے خواہ مخواہ ڈر ارہی ہو۔"
 "تم یہاں سے زندہ نہیں جاسکتے؟" گمان آدمی کی آواز میں غراہٹ تھی۔
 "فلکر نہ کرو! مر نے کے بعد جلا جاؤں گا۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔
 گمان آدمی کی خوفناک آنکھیں چند لمحے نقاب سے عمران کو گھوڑی تریں پھر اس نے کہا
 "جہیں بتانا ہی پڑے گا کہ تمہارے کتنے آدمی کہاں کام کر رہے ہیں!"
 "کیا تم لوگ حق تھے سمجھیدے ہو؟" عمران اپنے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا کر کے بولا۔
 کسی نے کوئی جواب نہ دیا.... اس وقت ان کی خاموشی بھی بڑی ڈرائی لگ رہی تھی۔
 عمران پھر بولا۔ "تمہیں یقیناً غلط ٹھی ہوئی ہے!"

"کوئاں!..... ہمارے فائیل بہت احتیاط سے مر جائے گا! گمان آدمی نے کہا۔
 "تب پھر میں ہی غلط ہو گیا ہوں۔" عمران نے مایوسی سے سر ہلا کر کہا۔ "کمال ہے... میں یعنی... وہ کیا بات ہے گویا اپنے لئے کہیں بھی مجھے نہیں ہے یا رو یہ ظلم ہے کہ تم لوگ مجھے سر اغرسانی سے مغلک کر رہے ہو۔"
 "ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے! گمان آدمی غصیلے لمحے میں بولا۔ "تمہیں صبح تک کی مہلت دی جاتی ہے اپنے آدمیوں کے پتے اور نشان بیادو اور نہ...!"
 "میرا خیال ہے! ایک نقاب پوش نے اس کی بات کاٹنے ہوئے کہا۔ "جلتے لو ہے والی تدبیر یکسی رہے گی۔"

"وقت نہیں ہے؟" گمان آدمی غریباً! "صحح دیکھیں گے!"
 وہ سب کمرے سے نکل گئے اور دروازہ باہر سے مغلک کر دیا گیا! عمران نے ایک طویل انگڑا کی لدا اور سر کا دھ حصہ ٹوٹ کر جہاں چوٹ لگی تھی برے سے منہ بنانے لگا۔
 اسے تو قع نہیں تھی کہ اس کے ساتھ اس قسم کا بر تاؤ کیا جائے گا وہ تو یہی سمجھے ہوئے تھا کہ اس نے بھر بیوں کو اپنے جاں میں چھانس لیا!

عمران نے اس سے اندازہ لگایا کہ وہ عورت عمارت میں تھا ہے! اور نہ وہ اس کی مرمت کے لئے کسی مرد کو ضرور بلاتی۔

عورت تھوڑی دیر تک اسے نہ اچھا کہتی رہی! پھر خاموش ہو گئی۔ عمران اس کے قدموں کی آواز سن رہا تھا! اس نے اندازہ لگایا کہ قریب ہی کسی کمرے میں گئی ہے۔

عمران سوچ رہا تھا کہ اگر ایسے حالات میں بھی وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہا تو آئندہ تسلیں اسے بھی احتیاط کرنے کے نام سے یاد کریں گی!

وہ ایک بار پھر کمرے کا جائزہ لینے لگا!... اچانک اس کی نظر رہی کہ ایک لمحے پر پڑی تھی۔ اس نے جھپٹ کرنے اسکے اخالیا!... رہی کی موتانی آدھ انچ سے زیادہ نہیں تھی! اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بانی میں بھجو کر خلک کی گئی ہو! عمران چند لمحے اسے دیکھا رہا!... اور پھر اس کے ہونوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ رقص کرنے لگی!—!

O

عمران کے منہ سے گالیاں سن کر اس عورت کا مودہ بہت زیادہ غریب ہو گیا تھا! وہ کافی حسین تھی اور عمر بھی نہیں باسیں سے زیادہ نہ رہی ہو گی! ممکن ہے اس کے ساتھی اس کی ناز برداریاں بھی کرتے رہے ہوں! پھر حال وہ اسی نہیں معلوم ہوتی تھی کہ کسی کی تلخ کامی برداشت کر سکتی۔

اور یہ حقیقت تھی کہ وہ اس وقت اس عمارت میں تھا تھی.... عمران کو محبوس کرنے والوں کو شاید یقین واثق تھا کہ وہ یہاں سے نکل نہ سکے گا! اور نہ وہ ایسی غلطی نہ کرتے! وہ عورت غصے میں ہاپتی ہوئی مسہری پر گری! اسے شاید اپنے ساتھیوں پر بھی عصہ آرہا تھا! وہ س جانا چاہتی تھی۔ مگر نیند کا کوسوں پتہ نہیں تھا۔ میں منٹ گذر گئے وہ کروٹیں بدلتی رہی۔

اچانک اس نے ایک چیخ سنی، جو قیدی کے کمرے سے بلند ہوئی تھی اور پھر کچھ اس قسم کی آوازیں آنے لگیں جیسے کوئی کسی کا گلا گھوٹ رہا ہو۔

وہ بے تباشہ اچھل کر کھڑی ہو گئی اور غیر ارادی طور پر قیدی کے کمرے کی طرف دوڑنے لگی۔ لیکن اب سننا تھا۔

”کیا ہے! کیوں شور مچا رکھا ہے!“ اس نے کمرے کے سامنے پہنچ کر کہا۔ لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا! ایک دروازے کی جھری پر اس کی نظر پڑی اور اس نے اندازہ کر لیا کہ اندر کا بلب روشن ہے!

اس نے بے وجہ ان لوگوں کو ہدہ کا پتہ نہیں بتایا تھا اس کے ذہن میں ایک اسکیم تھی اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا تھا! اس نے اس آدمی کا تعاقب کر کے جس نے مندر کے کنارے ہدہ کے فتوٹے لئے تھے کم از کم مجرموں کے ایک اڈے کا پتہ تو لگا ہی لیا تھا.... اور دیسیں اس نے اس آدمی کو بھی دیکھا تھا جس کا بیالیاں کان آدھا غائب تھا۔

عمران تھوڑی دیر تک بے حس و حرکت آرام کریں میں پڑا رہا!... اس کا ذہن بڑی تیزی سے حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔

آدھا گھنٹہ گذر گیا!... شاید پوری عمارت پر ستائے کی حکمرانی تھی! کہیں سے بھی اسی قسم کی آواز نہیں آرہی تھی۔

عمران اٹھ کر کھڑکیوں اور دروازوں کا جائزہ لینے لگا! لیکن چند ہی لمحوں میں اس پر واضح ہو گیا کہ وہ باہر نہیں نکل سکتا! یہ سارے دروازے ایسے تھے جو باہر سے مقابل کے جا سکتے تھے اس کے ذہن میں ایک دوسرا اور انتہائی اہم سوال بھی تھا عمارت اس وقت خالی ہے یا کچھ اور لوگ بھی موجود ہیں! دونوں ہی صورتوں میں حالات غیر یقینی تھے.... عمارت میں اس کا تھا رہا تھا ناممکنات میں سے تھا!... لیکن اگر اس کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی تھے تو عمارت پر قبرستان کی خاموشی کیوں طاری تھی؟... کیا وہ سورہ ہے ہیں؟ عمران نے سوچا کہ یہ بھی ناممکن ہے۔ انہوں نے اپنی دانست میں ایک خطرناک دشمن کو کپڑا لیا ہے! لہذا اس کی طرف سے غافل ہو کر سورہ نہا قرین قیاس نہیں!

عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ صبح اسے ناشتے کی میز پر خوش آمدید کہنے کے لئے مہماں نہیں بنیا جائے گا۔ یہاں ایسی آدمیت ہو گئی کہ شکریہ ادا کرنے کا موقعہ نہ مل سکے گا۔

وہ اٹھ کر ٹھیلنے لگا!... پھر اچانک اس نے دروازہ پیٹ کر چینخا شروع کر دیا۔

باہر قدموں کی آہٹ ہوئی اور کسی عورت نے سر میں آواز میں ذات کر کہا۔ ”کیوں شور نہ رہے ہو!“

”میں باہر جانا چاہتا ہوں!“ عمران نے بڑی سمجھیگی سے جواب دیا۔ ”بکواس مت کرو۔“

”شش اپ!“ عمران بہت زور سے گرجا۔ ”میں تھجھ جیسی کتیا کی بیجی سے بات نہیں کر جاہتا۔... کسی مرد کو بھیج دے!“

”تم کتے کے پلے خاموشی سے بیٹھ رہو! اور نہ گولی مار دی جائے گی۔“ اس بار عمران نے اسے بڑی گندی گندی گالیاں دیں جواب میں وہ بھی برس پڑی!

دوسرا سے ہی لمحے اس کی ایک آنکھ جھری سے جاگی! لیکن پھر وہ اس طرح جھٹکے کے ساتھ پیچھے ہٹ گئی جیسے ایکٹر شاک لگا ہو۔ اس کمرے کے اندر جو کچھ بھی دیکھا وہ اس کے روگنگے کھڑے کر دینے کے لئے کافی تھا! جھٹت سے ایک لاش نک رہی تھی! اس کے سیز زمین سے تقریباً تین فٹ اونچائی پر جھول رہے تھے اور گردن میں رکی کا پھندنا... چہرہ دوسری طرف تھا! صاف ظاہر ہوتا تھا کہ قیدی نے ایک کھڑے ہو کر پھندنا اپنی گردن میں ڈالا اور پھر لات مار کر کری کری ایک طرف گردادی! سیالہ الشر اور سیالہ پتوں میں وہ لاش بڑی ڈراونی معلوم ہو رہی تھی! دو ایک بار پھر جھری سے اندر جھانکنے لگی... اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کیونکہ اس نے قیدی کی دلیرانہ حرکتوں کے متعلق اپنے ساتھیوں سے بہت کچھ سناتھا!

خواب و خیال میں بھی اسے موقع نہیں تھی کہ ایسا بے جگر آدمی اس طرح خود کشی کر لے گا— حالانکہ وہ کچھ دیر پہلے اس کی توہین کر چکا تھا لیکن پھر بھی وہ اس کے انجام پر متاسف ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

وہ کوئی کمزور دل عورت نہیں تھی! کمزور دل کی عورت ایسے خطرناک مجرموں کے ساتھ رہی کیسے نہیں تھی!

وہ چند لمحے کھڑی کچھ سوچتی رہی پھر دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گئی.... لاش کی پشت دروازے کی طرف تھی عورت آگے بڑھی تاکہ اسکا چہرہ دیکھ سکے!

لیکن قبل اس کے کہ وہ اس کے قریب پہنچتی لاش رکی کے پھندے سے نکل کر ہم سے فرش پر آ رہی۔ عورت گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی! لیکن عمران نے اسے باہر نکلنے کا موقع نہیں دیا! دوسرا سے لمحے اس کی صراحی دار گردن عمران کی گرفت میں تھی!

”وہ یہاں کب وابس آئیں گے؟“ عمران نے گرفت مضبوط کرتے ہوئے پوچھا۔ عورت تھوک نکل کر رہ گئی! اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی ہوئی تھیں اور وہ نری طرح کانپ رہی تھی۔

”بیاؤ ورنہ گلا گھونٹ دوں گا!“ عمران کے چہرے پر سفاکی نظر آنے لگی۔

”سازھے... سازھے تھن بیعے!“

”جھوٹ بک رہی ہو! خدا سے ڈر ورنہ زبان سڑ جائے گی!“ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا اور اس کی گردن چھوڑ دی!

عورت اسی جگہ کھڑی ہانپتی رہی۔

”تم نے کچھ دیر پہلے مجھے برا بھلا کہا تھا۔ اب کہو! تو تمہارے کان اور ناک کاٹ لوں!“

عورت کچھ نہ یوں... عمران بکتا رہا۔ ”تم صورت سے شریف معلوم ہوتی ہو! ورنہ میں ابھی تمہیں گلا گھونٹ کر مار ڈالتا! کیا تم ان میں سے کسی کی یوں ہو؟“

عورت نے نغمی میں سر ہلا دیا اور عمران گر جدار آواز میں بولا۔ ”پھر تم کیا بلا ہو! زبان سے بولا ورنہ اس رکی میں تمہاری لاش لکھتی نظر آئے گی۔“

”میں ان کے کسی جرم میں شریک نہیں ہوں!“ عورت نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”تم آخر ہو کوئی؟“

”میں جو کچھ بھی ہوں! یہی ہوں اور زندگی سے نگز آگئی ہوں! انہوں نے مجھے کہیں کا نہیں رکھا۔ لیکن میں اب ہر حال میں ان کے پنجے سے نکلا چاہتی ہوں!“

”شباقش...! اچھا میں تمہیں بچاؤں گا!... لیکن جو کچھ میں کہوں گا اس پر عمل کرو۔“

”میں تیار ہوں!“

”باہر نکلنے کا دروازہ تو مقفل ہو گا؟“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ مقفل نہیں ہے!“

”تو پھر ان کی آمد پر دروازہ کون کھولے گا؟ کیا تم جاگتی رہو گی؟“

”نہیں وہ خود کھولوں گے اور اس کی ترکیب ان کے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم!“

”کیا یہ عمارت ہر شفیلہ فرشیز والوں کی ہے؟“ عمران نے پوچھا اور عورت نے اثبات میں سر ہلا دیا!

”یہ عمارت جیسی اسٹریٹ میں ہے نا!“ عمران نے پوچھا اور اس کا جواب بھی اثبات ہی میں ملا اور عمران مطمئن ہو گیا کہ یہ وہی عمارت ہے جس کا سراغ اسے فوٹو گرافر کا تعاقب کرنے پر ملا تھا!

وہ چند لمحے کچھ سوچتا ہا پھر بولا۔ ”تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتیں اپنے کمرے میں جاؤ۔“

وہ چپ چاپ وہاں سے نکل کر اپنے کمرے میں چل گئی۔ عمران اس کے پیچھے تھا! جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ عمران نے دروازہ باہر سے بند کر دیا۔

”چپ چاپ پڑی رہنا ورنہ گردن صاف! مجھے عورتوں پر بھی رحم نہیں آتا۔“ عمران غرا کر بولا۔

اندر سے کوئی جواب نہیں ملا! عمران آگے بڑھا۔

وہ بڑی تیزی سے عمارت کا جائزہ لیتا پھر رہا تھا... باہر کے سارے دروازے آزمائے لیکن انہیں کھونے میں کامیاب نہ ہو سکا!... ایک کمرے میں اسے اسلئے جات کا ذخیرہ نظر آیا۔ دروازہ مقفل نہیں تھا! شاید یہاں سے جاتے وقت انہوں نے کچھ اسلئے جاتا تھا اور کمرے کو مقفل کرنا بھول گئے تھے... عمران نے ایک نایی گن اٹھا کر اسے لوڑ کیا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ تای

خون کے لاتھواد بچوٹے چھوٹے دھبے دروازے کے باہر برآمدے میں بھی تھے۔ وہ سب انہیں دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے گے۔

اب دھبوں کارخانے سلچ کے کمرے کی طرف ہو گیا تھا! ان میں سے ایک نجیب سے نارچ نکالی کیوں کہ یہ راہداری تاریک تھی!... انہیں سلچ خانے کا دروازہ بھی کھلا ہوا ملا... خون کے دھبوں کی قطار دروازے میں مزکر اسلچ خانے میں چلی گئی تھی۔ وہ سب تھا شہ اندر چلے گئے... اور کسی کے منہ سے نکلا۔

”ارے بیٹھ... یہ کیا؟“

پھر وہ مرنے بھی نہیں پائے تھے کہ دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔! انہیں میں عمران کا تھقہہ گونج رہا تھا۔

لیکن عمران کو اس کی خبر نہیں تھی کہ یہی اندر ہرا جس سے اس نے فائدہ اٹھایا ہے خود اسی کے لئے مبکٹ ثابت ہو سکتا ہے۔

”وہ نہیں جانتا تھا کہ ان کا سر غنہ باہر ہی رہ گیا ہے!“

اس نے لکار کر کہا۔ ”کیوں دستو! اب کیا خیال ہے!“

وہ سب اندر سے دروازے پیشے اور سورج مچانے لگے!

عمران نے پھر تھقہہ لگایا! لیکن یہ تھقہہ اچانک اس طرح رک گیا جیسے کسی سائکل کے پیروں میں پورے بریک لگ گئے ہوں!

کسی نے پشت سے اس پر حملہ کر دیا تھا! نایگن اس کے ہاتھ سے نکل کر انہیں دور جاگریا۔

حملہ آور ان کا سر غنہ تھا جو اسلچ خانے میں بند کر دیئے گئے تھے!... بہ دھون کے دھبوں کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تو وہ قیدی والے کمرے کے سامنے ہی رک کر کچھ سوچنے لگا تھا! وہ سب اسلچ خانے تک پہنچ گئے اور وہ وہیں کھڑا تشویش آمیز نظر وہی سے چاروں طرف دیکھتا رہا۔

اور اب.... شاید تقدیر عمران پر تھقہہ لگا رہی تھی! حملہ بڑا شدید تھا!— عمران کو بالکل بھی محوس ہوا جیسے کوئی سینکڑوں من وزنی چٹان اس پر اگری ہو!

خود اس کا جنم بھی کافی جاندار تھا۔ لیکن اس محلے نے اس کے دانت کھٹے کر دیئے! نقاب پوش اس سے لپٹ پڑا تھا!

عمران نے اس کی گرفت سے نکلا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا!

گن اس کے ہاتھ میں تھی!

لیکن اگر کوئی دوسرا اسے اس حال میں دیکھتا تو قطعی محبط الحواس سمجھتا! ہوتا یہ چاہئے تھا کہ عمران فون پر پولیس سے رابطہ قائم کر کے عمارت کا حاصلہ کر لیتا! یہاں فون موجود تھا! عمران چاہتا تو اسے استعمال کر سکتا تھا! مگر اس نے ایسا نہیں کیا!... وہ کسی شکاری کے کی طرح عمارت کا گوشہ گوشہ سو گھنٹا پھر رہا تھا! اسے مجرموں کی واپسی کی بھی پرواہ نہیں تھی!... وہ ان کے جرام سے واقع ہو چکا تھا اور اسے بی سی ہوٹل کے قریب والے ویرانے پر اس بھیانک آدمی کی حکمرانی کا مقصد بھی اس کے ذہن میں آگیا۔

تحوڑی دیر بعد وہ پھر اسی کمرے کے سامنے پہنچ گیا۔ جہاں اسے قید کیا گیا تھا! اس نے عورت کے کمرے کی طرف نظر ڈالی جس کا دروازہ بدستور بند تھا!... اندر روشنی ضرور تھی لیکن کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی!

پھر عمران نے اس بیٹھ کی طرف دیکھا جو اس کے باہمی ہاتھ پر لٹک رہی تھی! یہ اسے اسی عمارت کے ایک ڈربے میں ملی تھی! وہ کمرے میں داخل ہو گیا... نایگن میز پر رکھ دی اسی ابھی لٹک چھت میں لگے ہوئے کڑبے سے لٹک رہی تھی۔

چند لمحوں بعد عمران بیٹھ کوڈنگ کر رہا تھا!... پچھے خون فرش پر پھیل گیا اور پچھے اس نے بڑی احتیاط سے ایک گلاس میں اکٹھا کر لیا۔

O

ٹھیک تین بجے عمارت کا صدر دروازہ کھلا اور دس آدمی اندر داخل ہوئے! ان میں سے صرف ایک کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا اور بقیہ نو آدمی بے نقاب تھے! ان کے چہروں سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی!

لیکن قیدی کے کمرے کے سامنے روشنی دیکھ کر ان کے چہروں سے اضھال کے آثار غائب ہو گئے! اکھلے ہوئے دروازے سے روشنی باہر برآمدے میں ریگ آئی تھی۔

ان کا نقاب پوش سر غنہ بے تھا شہ بھاگتا ہوا کمرے میں جا گھسا اور پھر اس کی آنکھیں جھرتے ہے پھیل گئی تھیں! مگر وہ خالی تھا۔ چھت سے ایک خون آکو د رسی لٹکی ہوئی تھی... اور فرش پر بھی خون نظر آ رہا تھا... پھر خون کے چھوٹے چھوٹے دھبے اس جگہ سے دروازے تک پلے گئے... وہ دروازے کی طرف چھپنا... اس کے بقیہ نو ساتھی ساکت و صامت دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔

اس نے اسے کچھ اس طرح جکڑ کھا تھا کہ عمران کا دم گھٹنے لگا تھا اسکے خانے کے اندر ابھی تک شور جاری تھا۔

"خاموش رہو! ان کے سر غد نے انہیں ڈالنا... لیکن اس کی آواز اتنی پر سکون تھی جیسے اس نے کسی آرام کری پر کابلوں کی طرح پرے پڑے انہیں سرزنش کی ہو! دوسرا طرف اس نے عمران کو زمین سے الہاڑ دیا تھا اور بندوق اسے اوپر اٹھاتا چلا جا رہا تھا۔! عمران نے اس کی ناگلوں میں اپنی ناگلیں پھنسانی چائیں لیکن کامیاب نہ ہوا... وہ اسے اوپر اٹھاتا چلا جا رہا تھا۔

یہ حقیقت تھی کہ اس وقت عمران کے حواس جواب دے گئے تھے اور حملہ آور پر گویا کسی قسم کا جنون طاری ہو گیا تھا! اسے بھی شاید اس بات کا ہوش نہیں رہ گیا تھا کہ اب اس کی گردان بآسانی عمران کی گرفت میں آسکتی ہے! وہ تو اس چکر میں تھا کہ عمران کو اٹھا کر کسی دیوار پر دے مارے اور اس کی ہڈیاں سرمہ ہو جائیں۔

اس قسم کے خطرناک مجرم اگر کسی خاص موقعہ پر اس طرح اپنی عقل نہ گمو بیٹھیں تو قانون بے چارہ مجاہب خانے کی الماریوں کی زینت بن کر رہ جائے۔

اچاک عمران کے ہاتھ اس کی گردان سے نکلائے اور ڈوبتے ہوئے کوئی نیکے کا سہارا مل گیا! اس نے بری طرح اس کی گردان دبوچ لی.... اور پھر دونوں ایک ساتھ زمین پر آر ہے۔ عمران کے ہاتھوں سے اس کی گردان نکل چکی تھی! لیکن اس نے گرتے گرتے اپنی کہنی اس کی ناک پر جہادی اور بائیں ہاتھ سے اس زدہ کا گھونسہ اس کی پیشانی پر رسید کیا کہ نقاب پوش کے منہ سے ایک بے ساختہ قسم کی چیز نکل گی!

عمران اس موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا چاہتا تھا!... وہ اس پر لد پڑا اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔ نقاب پوش چت گرا تھا.... اور عمران اس کے میئے پر سوار تھا.... ساتھ ہی وہ اپنا سارا زور اس کے ہاتھ کو زمین سے لگائے رکھنے پر صرف کر رہا تھا!.... اور وہ اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو گیا تھا۔—مگر یہ پوزیشن بھی خطرے سے خالی نہیں تھی!—عمران اس کی وقت کا اندازہ تو کریں پکا تھا۔—لہذا چھپی طرح سمجھتا تھا کہ اگر اسے ذرا سماں بھی موقع مل گیا تو، اسے گیند کی طرح اچھال دے گا!—!

اس نے بوکھاہٹ میں اپنار نقاب پوش کے چہرے پر دے مارا.... چوت ناک پر پڑی اور نقاب پوش بلبلہ اٹھا۔... پھر تو عمران کے سرنے رکنے کا نام ہی نہ لیا.... نقاب پوش کی چینیں کر پہنچے اور ڈاؤنی تھیں۔—اس کے ساتھیوں نے پھر شور چلانا شروع کر دیا۔

لیکن خود اس کی آواز آہستہ دتی ہوئی ہلکی سکیوں میں تبدیل ہوتی تھی۔

O

دوسری سہ پھر کو شام کے اخبارات کی ایک کاپی بھی کسی ہاکر کے پاس نہیں بیجی؛ ایک اخبار وہشی کے سامنے بھی تھا!... اور اس کی آنکھیں محیر اہم انداز میں پہلی کر رہ گئی تھیں۔ علی عمران.... عمران.... وہ سوچ رہی تھی.... وہی احمق.... وہی دلیر.... محکمہ سراغر سماں کا آفیسر! بعد از قیاس.... اس نے ایک بہت بڑے مجرم کو اس کے ساتھیوں سمیت تھا گرفتار کیا تھا!.... مجرم بھی کیسا....؟ جس نے مہینوں مقامی پولیس کو ناکوں پنے پہنچائے تھے! جس کا ذاتی نیلیوں اسکچھن تھا.... شہر میں جس کی متعدد کوٹھیاں تھیں! ایک بہت بڑا اسکلکٹر تھا!.... جس کے متعدد گوداموں میں پولیس نے ناجائز طور پر در آمد کیا ہوا میش قیمت مال دریافت کیا تھا جو بظاہر ایک معمولی بھی گیر تھا اور ہر شفیلہ فرشیز کے ایک اسٹریپر ملازم تھا!.... یعنی یہ سیئر خود اسی کا تھا۔ لیکن اسٹریپر کا کپتان اسے اپنا ماتحت سمجھتا تھا.... ہر شفیلہ کی فرم کا مالک وہی تھا لیکن فرم کا نیجہ اس کے وجود تک سے ناواقف تھا! ظاہر ہے کہ ایک معمولی سے ملاج کو نیجہ کیا جاتا.... وہ اس وقت ان سب کامالک ہوتا چاہجہ اس کے چہرے پر سیاہ نقاب ہوتی تھی.... اس وقت ہر شفیلہ فرشیز کے تیوں اسٹریپر مچھلیوں کا شکار کرنے کی بجائے اسکلکٹ کا ذریعہ بن جاتے تھے۔ وہ ساحل سے پچاس ساٹھ میل کے فاصلے سے گذرنے والے غیر ملکی جہازوں سے اتراء ہو انا جائز مال بار کرتے اور پھر ساحل کی طرف لوٹ آتے.... بھری پولیس کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی کیونکہ مال نچلے حصوں میں ہوتا چاہجہ اور پری عرشوں پر مچھلیوں کے ڈھیر دکھائی دیتے!

یہ اخبار کی روپورٹ تھی لیکن حقیقت تو یہ تھی کہ بھری پولیس کا عملہ ہر شفیلہ والوں سے اللہ واسطے کی عقیدت رکھتا تھا! اس لئے ان کی کڑی گرانی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ خبر میں یہ بھی تھا کہ اے بی سی ہوٹل کے سامنے والے دیرانے پر اس بھیانک آدمی کی حکومت کیوں تھی؟

اس کی حقیقت یہ تھی کہ اسکل کیا ہو امال اسی راستے سے خفیہ گوداموں تک پہنچایا جاتا تھا! لہذا راستہ صاف رکھنے کے لئے اس بھیانک آدمی نے (جس کا بیان کان آدھا کٹا ہوا تھا) وہاں کشت و خون کا بازار گرم کر دیا تھا! جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پولیس کو وہاں خطرے کا بورڈ نصب کرنا پڑا۔ خبر میں یہ بات بھی واضح کر دی گئی تھی کہ اے بی سی ہوٹل والوں کا اس گروہ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

”میں تمہارا آداب نہیں کر دوں گی! تمہیں پاس نہیں سمجھوں گی۔“
 ”بُوٹے! کہو گی مجھے.... آس!“ عمران دیدے پھر اکر بولا۔
 روشنی بہنے لگی! مگر اس نہیں میں شرمندگی کی جگل بھی تھی!
 ”آخر تم نے سراغرسانی کا کون ساطریقہ اختیار کیا تھا یہ بات اب تک میری سمجھ میں نہ آسکی!“
 ”یہ سراغرسانی نہیں تھی.... جو شی..... آر.... روشنی! اسے عرف عام میں بندل بازی کہتے ہیں.... اور میں اسی طرح اپنا کام نکالتا ہوں! سراغرسانی کا فن ہے کہتے ہیں! وہ بہت اوپنجی چیز ہے! لیکن یہ کیس ایسا تھا جس میں فن سراغرسانی جگہ مارتارہ جاتا اور حقیقت یہ ہے کہ میں اس کیس میں بری طرح الوبہا ہوں؟“
 ”کیوں!“

”میں سمجھ رہا تھا کہ میں انہیں الوبارہا ہوں! لیکن جب میں ان کے پھندے میں پھنس گیا تو مجھے احساس ہوا کہ میں الوباں کا قبلہ و کعبہ ہوں! ٹھہرہ میں خود ہی بتائے دیتا ہوں!.... میں دراصل ان پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں بھی ان ہی کی طرح ایک بدمعاش ہوں اور جعلی نوٹوں کا کاروبار میرا مشغله ہے! مجھے توقع تھی کہ میں اس طرح ان میں گھسنے مل سکوں گا! میری توقع پوری ہو گئی! ان کے سر غنہ نے مجھے اسی دیرانے میں بلا یا جہاں پہلی بار مجھ پر حملہ ہوا تھا!“
 ”لیکن یہ تو بتاؤ کہ یہ طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی! جب کہ تم ان کے سر غنہ سے پہلے ہی واقف تھے! تم نے مجھ سے کان کئے آدمی کے متعلق پوچھ چکھ کی تھی یا نہیں۔“
 ”کی تھی!... لیکن اس وقت تک نہیں جانتا تھا کہ سر غنہ ہی ہے اور پھر سمجھنے سے کیا ہوتا ہے! اس کے خلاف ثبوت فراہم کئے بغیر میں اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا اور ثبوت کی فراہمی کے لئے اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا تھا جو میں نے اختیار کرنا چاہتا ہاں تو جب وہاں پہنچا تھا تو انہوں نے اندر ہیرے میں میرا پارسل پیرنگ کر دیا! سر کی وہ چوٹ ابھی تک دکھ رہی ہے! پھر وہ مجھے اپنے ٹھکانے پر لے گئے!.... اور ہاں مجھے معلوم ہوا کہ وہ میری شخصیت سے اچھی طرح واقف ہے۔“

پھر عمران نے اپنی خود کشی کے واقعات دہراتے ہوئے کہا! ”میں نے رسی کمر میں باندھی تھی اور اسے الشر کے اندر سے اس طرح گردن کے سیدھے میں لے گیا تھا کہ دور سے پھنڈہ گردن ہی میں معلوم ہو۔۔۔ ہاہا!... پھر وہ پھنس ہی گئی!“

”ہاں! اسی صرف عورتوں ہی کو یہ قوف بنانا جانتے ہو!“ روشنی منہ بنا کر بولی۔

”میں خود ہی یہ قوف ہوں روشنی! لیکن کرو!.... یہ تو اکثر ایک خاص قسم کا موسوٰ مجھ پر

روشنی بڑی دیر تک اخبار پر نظر جائے رہی! پھر اچانک کسی آہٹ پر چونک کر دروازے کی طرف مزی!— عمران سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔
 روشنی بوكلا کر کھڑی ہو گئی! اس کے چہرے پر ہوانیاں از رہی تھیں اور آنکھیں جھلک ہوئی تھیں!
 ”چچاں بھینیوں کا سودا ہو گیا ہے!“ عمران نے کہا۔
 روشنی کچھ نہ بولی! اس کی آنکھوں سے دو قطرے بیک کر اسکرت میں جذب ہو گئے.... اخبار پڑھنے سے قبل وہ ایک یہ قوف عورت کی طرح عمران کے متعلق بہت کچھ سوچتی رہی تھی!.... اور اس نے ان دونوں میں عمران کو تلاش کرنے کے سلسلے میں شہر کا کونا چھان مارا تھا!....
 ”تم رورہی ہو!.... کمال ہے بھئی!“ عمران اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔
 ”چاہیے! جائیے!“ روشنی ہاتھ بڑھا کر بولی۔ ”اب مجھ میں یہ قوف بننے کی سکت نہیں رہ گئی!“
 ”روشنی ایمانداری سے کہنا۔“ عمران یک بیک سخیہ ہو گیا۔ ”لیکیں تم سے زبردستی ملا تھا!“
 ”لیکن اب آپ یہاں کیوں آئے ہیں!“
 ”تمہارا شکریہ ادا کرنے اور ساتھ ہی ایک بات اور بھی ہے! تم نے ایک بار کہا تھا کہ تم اپنے موجودہ طرز حیات سے بیزار ہو! الہذا میں ایک مشورہ دینے آیا ہوں!“
 ”مشورہ!.... میں جانتی ہوں!“ روشنی خنک لبھ میں بولی۔ ”آپ ہمیں کہیں گے کہ اب باعزت طور پر زندگی بسر کرو! لیکن میں اس مشورے کا احسان اپنے سر پر نہیں لینا چاہتی! ذلیل آدمی بھی اکثر یہ ضرور سوچتا ہے کہ اسے باعزت طور پر زندگی بسر کرنا جائے!“
 ”میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں!“ عمران نے کہا۔ ”میرے سیکشن کو ایک عورت کی بھی ضرورت ہے۔ تجھوں معقول ملے گی۔“
 روشنی کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی!... وہ چند لمحے عمران کے چہرے پر نظر جائے رہی پھر بولی۔
 ”میں تیار ہوں!“
 ”ہاا!“ عمران نے احمقانہ انداز میں قہقهہ لگایا۔ ”اب میں اپنے ساتھ ایک ہزار بھینیں لے جا رہا ہوں!“

روشنی کے ہونٹوں پر پھیل کی مسکراہٹ پھیل گئی۔
 ”تم حق مجھ بہت اداں نظر آرہی ہو!“ عمران نے کہا۔
 ”نہیں!.... تو!.... نہیں!“ وہ زبردستی نہ پڑی۔
 کچھ دیر تک خاموش رہی پھر روشنی نے کہا۔ ”ایک بات ہے!“
 ”ایک نہیں دس باتیں!.... کچھ کہو بھی تو!....“

طاری ہوتا ہے جب میں دوسروں کو یہ تو ف نہیں نظر آتا!“
پھر اس نے لیٹ کے خون والا طفیلہ دہرا یا اور روشنی بے تحاشہ ہنئے گی
”لیکن....“ عمران بر اسامنہ بنا کر بولا۔ ”یہاں بھی میں لو بن گیا تھا! اس کے سارے
ساتھیوں کو تو میں نے اس طرح بند کر دیا تھا! لیکن وہ خود باہر ہی رہ گیا تھا... اور پھر حقیقت تو
یہ ہے روشنی کہ میں عمران ہوں یا نہیں.... وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔
”کیا مطلب؟“

میں عمران کا بھوت ہوں اور اگر میں بھوت نہیں ہوں تو اس پر یقین آنے میں عرصہ لگے گا
کہ واقعی زندہ ہوں! اف فو! وہ کم بخت پڑے نہیں کہتے ہارس پاؤر کا ہے! ہارس نہیں بلکہ اٹھیفٹ
پادر کہنا چاہئے! مجھے تو قطعی امید نہیں تھی کہ اس کے ہاتھوں زندہ بچوں گا! یہ کہو کہ میرے
اوسمان خط انہیں ہوئے ورنہ مجھے فٹ بال کی طرح اچھال دیتا۔“

”عمران خاموش ہو کر چیو نگم چبانے لگا!

”اب مجھے یقین آگیا کہ تم واقعی یہ تو ف ہو!“

”ہوں.... نا.... ہلاا!“ عمران نے قہقہہ لگایا۔

”قطعی! دنیا کا کوئی عقائد آدمی تھا ان سے پہنچ کی کوشش نہ کرتا! تمہارے پاس بہت وقت
تھا! کمرے سے نکلنے کے بعد تم پولیس کی مدد حاصل کر سکتے تھے!“

”ہاں ہے تو یہی بات!.... لیکن اس صورت میں ہمیں ان کی پر چھائیاں بھی نصیب نہ
ہوں! وہ کوئی معمولی گروہ نہیں تھا روشنی.... تم خود سوچو... پولیس کی بھیڑ بھاڑ.... خدا کی
پناہ.... سارا کھیل چوپٹ ہو جاتا۔ اف فو... خیر.... لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس سلسلے
میں ڈیڈی مجھ سے ضرور جواب طلب کریں گے اور پھر شامد مجھے استھنی دیتا پڑے۔“

”تو پھر مجھے کیوں ساتھ لے جارہے ہو!“ روشنی نے کہا۔

”پرواہ کرو! جاسوی ناویں چھاپنے کا دھندا کر لیں گے! تم انہیں ملیے پر سجا کر پھیری لگایا
کرتا.... اور میں انہیں کو لکھا کر دوں گا کہ ہم ایک کتاب کے آرڈر پر بھی آپ کو پیاس نی
صدی کیش دیں گے اور کتاب کا سرورق ایک ماہ پہلے ہی آپ کی خدمت میں رو انہ کر دیا کریں
گے!.... آپ کا دل چاہے تو آپ صرف سرورق ایک روپیہ میں فروخت کر کے کتاب کی
روپیہ فروش کے لگلے لگا سکتے ہیں! اونگرہ وغیرہ... ہپا!“

ختم شد

عمران سیریز نمبر 5

جہنم کی رقصاصہ

(مکمل ناول)

عمران سر جھکائے ہوئے اٹھا اور کمرے سے نکل گیا۔

۳

تن گھنٹے کے اندر ہی اندر پورے ٹھکنے کو معلوم ہو گیا کہ عمران نے استغفار دیا ہے.....
خبر پر سب سے زیادہ خوشی کیپن فیاض کو ہوئی!..... وہ عمران کا دوست ضرور تھا۔ لیکن اسی
تک جہاں خود اس کے مقاد کو بھی نہ لگتی ہو..... عمران کے باقاعدہ ملازمت میں آجائے
بعد سے اس کا وقار خطرے میں پڑ گیا تھا۔

ملازمت میں آجائے سے قبل عمران نے بعض کیسوں کے سلسلے میں اس کی جو مددی تم
اس کی بنا پر اس کی ساکھ بن گئی تھی! لیکن اس کے ملازمت میں آتے ہی عملی طور پر فیاض
حیثیت صفر کے برابر بھی نہیں رہ گئی تھی۔

”عمران ڈیز!“ فیاض اس سے کہہ رہا تھا! ”مجھے افسوس ہے کہ تمہارا ساتھ چھوٹ رہا ہے۔
”کسی دشمن نے اڑائی ہو گی!“ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ پھر فیاض کا شانہ تھکتا ہوا
بولا۔ ”نہیں دوست! میں قبر میں بھی تمہارا ساتھ نہیں پھوڑوں گا! فی الحال اپنے بنگلے کے
کمرے میرے لئے خالی کراؤ!“

”کیا مطلب!“
”والد کہتے ہیں کہ میں اب ان کی کوئی نہیں میں قدم بھی رکھ سکتا! حالانکہ مجھے یقین ہے
کہ میں رکھ سکتا ہوں!“

”اہ— اب میں سمجھا!.... غالباً اس کی وجہ وہ عورت ہے!“ فیاض ہنسنے لگا!
”ہمیں وہ عورت!“ عمران آنکھیں پھٹا کر بولا۔ ”تم میرے باپ کو بدنام کرنے کی کوشش
کر رہے ہو.... شٹ اپ یو قول!“

”میرا مطلب یہ تھا.....!“
”نہیں! بالکل شٹ اپ! بھی سن پائیں تو تم سے بھی استغفار لکھوائیں! خبردار ہو شیار۔
تم میری بات کا جواب دو! اکرے خالی کر رہے ہو.... یا نہیں!“

”یار بات دراصل یہ ہے کہ میری بیوی.... کیا وہ عورت بھی تمہارے ساتھ ہی رہے گی؟“
”اس کا نام روشنی ہے!“
”خیر کچھ ہو! ہاں تو میری بیوی کچھ اور سمجھے گی!“

”کیا سمجھے گی؟“

”بھی کہ وہ تمہاری داشتہ ہے!“

”ہمیں لا حول ولا قوہ.... میں تمہاری بیوی کی بہت عزت کرتا ہوں!“

”میں اس عورت کے بارے میں کہہ رہا تھا!“ فیاض جھینپا بھی اور جھلا بھی گیا!

”اوہ تو ایسے بولو نا میں سمجھا شاید تمہاری بیوی سمجھے اپناداشتہ سمجھے گی!“

”یعنی کہ میرا مطلب یہ ہے.... میں شاید ابھی کچھ غلط بول گیا ہوں.... اچھا خیر.... اگر

تم بنگلے میں جگہ نہیں دینا چاہتے تو وہ فلیٹ ہی مجھے دے دو، جسے تم پگڑی پر اٹھانے والے ہو۔“

”کیا فلیٹ!“ فیاض چونک کراستے گھورنے لگا!

”چھوڑو یار! اب کیا سمجھے یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تم نے چار پانچ فلیٹوں پر ناجائز طور پر قبضہ کر رکھا ہے....!“

”ذرا آہستہ بولو! گدھے کہیں کے!“ فیاض چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

”فارسن ہاؤز والے فلیٹ کی کنجی میرے حوالے کرو! سمجھے!“

”خدا تمہیں غارت کرے!“ فیاض اسے گھونسہ دکھاتا ہوا دانت پیس کر بولا۔

۳

تن چاروں بعد شہر کے ایک سب سے زیادہ تعداد میں شائع ہونے والے خبر میں لوگوں
کی نظروں سے ایک بجیب و غریب اشتہار گزر ل جس کی سرفی یہ تھی!.... طلاق حاصل کرنے
کے لئے ہم سے رجوع کیجئے۔
اشتہار کا مضمون تھا۔

”اگر آپ اپنے شوہر سے تھک آگئی ہیں۔ تو طلاق کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں..... لیکن
عدالت سے طلاق حاصل کرنے کے لئے شوہر کے خلاف ہموس قسم کے ثبوت پیش کرنے
پڑتے ہیں! ہم مناسب معاوضے پر آپ کے لئے ایسے ثبوت مہیا کر سکتے ہیں جو طلاق کے لئے
کافی ہوں! صرف ایک بار ہم سے رجوع کر کے بیسٹ کے لئے پچھی خوشی حاصل کیجئے! ہمارے
ادارے کی مخصوص کارکن ایک اینگلور میز خاتون ہیں۔“

”اشتہار روشنی اینڈ کو۔ فار من بلڈنگ فلیٹ نمبر ۳...!“

کیپن فیاض نے یہ اشتہار پڑھا اور اس کا منہ حرمت سے کھل گیا! فار من بلڈنگ کا چوتھا فلیٹ

”ہم منزِ فیاض تو نہیں ہے!“
 ”مولک!“ روشنی نے حیرت کا اظہار کیا۔
 ”اوہ... بہاں... اچھا... ڈکٹشن!“ عمران نے پھر اسے لکھنے کا اشارہ کیا۔
 ”پلیز...!“ فیاض ہاتھ انداز کر بولا! ”ڈکٹشن پھر ہوتا ہے گا!“
 ”کیا بات ہے سوپر فیاض!“ عمران نے حیرت سے کہا۔ ”کیا تم اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتے ہو؟“
 ”تمہاری فرم کے اشتہار میں میرا الحمد کافی ڈپچی لے رہا ہے!“
 ”ویری گذرا!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”تب تو میں اسی سال اکم لیکس ادا کرنے کے قابل ہو جاؤں گا!“
 ”بکواس مت کرو!“
 ”سوپر فیاض! میں تمہارا مشکور ہوں گا اگر تم اپنے مجھے کے شادی شدہ افراد کی فہرست مجھے عنایت کرو!“
 ”مگر... ہپ... ڈیٹی کا نام اس میں نہ ہونا چاہئے۔“
 ”آخر سر حیرت کا مطلب کیا ہے!“
 ”کسی حیرت!“
 ”بہی اشتہار!...“
 ”اشتہار... بہاں اشتہار کیا...؟“
 ”یہ کیا الغویت ہے... اور تم نے یہاں فارورڈنگ اور کلیرنگ کا بورڈ لگا کھا۔“
 ”یہ شادی اور طلاق کا انگریزی ترجمہ ہے!“
 ”لیکن تم یہ گندابزنس نہیں کر سکتے!“
 ”روشنی... تم دوسرا کمرے میں جاؤ!“ عمران نے روشنی سے کہا۔
 روشنی وہاں سے اٹھ گئی!...
 ”عورت تو توزوردار ہے!“ فیاض اپنی ایک آنکھ دبا کر بولا۔
 ”بہی جملہ تمہاری بیوی تمہارے خلاف عدالت میں ثبوت کے طور پر پیش کر کے طلاق حاصل کر سکتی ہے!“
 ”بکواس مت کرو! تم بڑی مصیبتوں میں پھنس جاؤ گے!“ فیاض نے کہا۔
 ”کیوں مائی ڈییر!... سوپر فیاض؟“
 ”بلیں یونہی! اسے کوئی بھی پسند نہیں کرے گا!“

وہی تھا جس کی کنجی عمران اس سے لے گیا تھا!... روشنی اینڈ کو! فیاض اپنی یادداشت پر زور دینے لگا! روشنی... یہ اسی عورت کا نام ہے جسے عمران شاداب گھر سے لایا ہے۔
 فیاض اپنی ٹھوڑی کھجانے لگا!... یہ ایک بالکل ہی نئی حرکت تھی... اس سے شہر میں انتشار کی لہر دوڑ سکتی تھی! لیکن اسے غیر قانونی نہیں کہا جا سکتا تھا!... یقیناً روشنی اینڈ کمپنی اس کے مجھے کے لئے ایک مستقل درودر بننے والی تھی!...
 فیاض نے ہاتھ چیر پھیلا کر ایک طویل انگریزی لی اور سگریٹ سلکا کر دوبارہ اشتہار پڑھنے لگا۔ اس نے روشنی کے متعلق صرف سنا تھا... اسے دیکھا نہیں تھا!
 وہ تھوڑی دیر بیٹھا سگریٹ پیتا رہا... پھر اٹھ کر آفس سے باہر آیا موڑ سائکل سنبھالی اور فارمن بلڈنگ کی طرف روان ہو گیا!
 فارمن بلڈنگ ایک تین منزلہ عمارت تھی اور اس کے قیلووں میں زیادہ تر تجارتی فرموں کے دفاتر تھے۔
 کیپن فیاض چوتھے فلیٹ کے سامنے رک گیا! جس پر ”روشنی اینڈ کو“— کا بورڈ لگا ہوا تھا... فیاض نے بورڈ کی پوری تحریر پڑھی۔
 ”روشنی اینڈ کو... فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ اینڈ...“
 فیاض نے براسامنہ بنا کر اپنے شانوں کو جتنی دی اور جتنہ بنا کر اندر داخل ہو گیا۔ کمرے میں روشنی اور عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا فیاض کو دیکھ کر عمران نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ اوہ روشنی کو کچھ لکھوارہ تھا!... ”میں ڈاکٹر واشنن...“ اس نے ڈکٹشن جاری رکھا اور روشنی کی پہلی بڑی تیزی سے کاغذ پر چلتی رہی!
 آدمی کو زندگی میں بعض ایسے واقعات بھی پیش آتے ہیں جو زندگی کے آخری لمحات میں بھی ضرور یاد آتے ہیں!
 ”میں ڈاکٹر واشنن... مرتے وقت... ایک بار یہ ضرور سوچوں گا... سوچوں... سوچوں... سوچوں!“
 عمران ”سوچوں—سوچوں“ کی گردان کرتا ہوا کچھ سوچنے لگا!... روشنی کی پہلی رک گئی... وہ پہلی رکھ کر فیاض کی طرف مڑی!
 ”فرمائیے؟“ اس نے فیاض نے کہا۔
 ”فرمائیں گے!“ عمران نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ ”ذراد لکھنا جائز میں ہماری کسی مولکا کا

”حرکت غیر قانونی تو نہیں...!“
 ”غیر قانونی...!“ فیاض کچھ سوچنے لگا! پھر جلا کر بولا۔ ”دیکھو عمران تم مجھے کے لئے درد
 سر بننے والے ہوا!“

”باس... اتنی سی بات!...!“
 عمران کچھ اور کہنے والا تھا کہ اوہ ہی عمر کی وجہہ عورت کمرے میں داخل ہوئی! اس نے دروازہ
 پر ہی رک کر کمرے کا جائزہ لیا... اور پھر کسی پچھا بھٹ کے بغیر بولی!
 ”میں آپ کا اشتہار دیکھ کر آئی ہوں!“

”اوہ... اچھا... مس روشنی اندر تشریف رکھتی ہیں!“ عمران نے کھڑے ہو کر دوسرے
 کمرے کی طرف اشارہ کیا...!

عورت بلا توقف کمرے میں چلی گئی!
 فیاض جو عورت کو حیرت نے دیکھ رہا تھا۔ میز پر کہیاں نیک کر آگے جھلتا ہوا آہستہ سے بولا۔
 ”یہ تم کیا کر رہے ہو عمران!“

”بڑنس مائی ڈیزیر... سو پر فیاض!“ عمران نے لاپرواں سے جواب دیا۔
 ”اس عورت کو پہچانتے ہو!“ فیاض نے پوچھا!

”میں شہر کی ساری بوزہی عورتوں کو پہچانتا ہوں!“
 ”کون ہے؟“

”ایک بوزہی عورت۔“ عمران نے بڑی خود اعتمادی کے ساتھ جواب دیا۔
 ”بکومت یہ لیڈی تویر ہے!“

”تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے!“
 فیاض تھوڑی دیر نیک کچھ سوچتا ہا پھر بولا۔ ”آخر یہاں کیوں آئی ہے!
 ”نوسرا!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”ہرگز نہیں فیاض صاحب! آپ کو ایسی بات سوچنے کا کوئی

حق نہیں!... یہ میرا اور میرے موکلوں کا معاملہ ہے!
 ”سر تویر کی شخصیت سے شامد تم واقف نہیں ہو! اگر مصیبت میں چھنے تو رحمان صاحب

بھی تمہیں نہ پچا سکیں گے!“

”میں اپنے آفس میں صرف بڑنس کی باتیں کرتا ہوں!“ عمران بر اسامنہ بنا کر بولا۔ ”اگر تم
 میرے موکل بننا چاہتے ہو تو شوق سے یہاں بیٹھو ورنہ... بائے! کیا سمجھے۔ ابھی میں نے کوئی
 چیز ای نہیں رکھا ہے اس لئے مجھے خود ہی تکلیف کرنی پڑے گی!“

فیاض اسے غصیل آنکھوں سے گھورنے لگا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔
 ”سنوا یہ رہائشی فلیٹ ہے اور رہائشی کے لئے اس کا الاٹمنٹ ہوا تھا! تم اس میں کسی قسم کا
 دفتر نہیں قائم کر سکتے۔ سمجھے!“

”یاد کیوں خواہ خواہ گرم ہوتے ہو! جب یوں کو طلاق دینا ہو تو سیدھے تینیں چلے آتا تھا سے
 کوئی فیض نہیں لی جائے گی!“

”اچھا میں تمہیں دیکھوں گا!... یاد رکھو اگر ایک بھتے کے اندر اندر تم نے یہاں سے دفتر کا
 بورڈ نہ ہٹوایا تو خود بھگتو گے!“

”بھگت لوں گا! اب تم جاؤ... یہ بڑنس کا وقت ہے اور میری پارٹنر تم سے کبھی بے تکلف
 نہیں ہو گی اس لئے روزانہ ادھر کے چکر کاٹنا، اگر ذاکر نئے میں نہ لکھے تو بہتر ہے!“

عمران نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی اور پھر گلزارا کر بولا۔ ”لا حول ولا قوۃ! چرا اسی تو ابھی
 رکھا ہی نہیں ہے۔ پھر میں گھنٹی کیوں بجارتا ہوں! یاد فیاض ذرا اپک کر دو آنے کے بھنے ہوئے
 پہنچنے تو لانا... لفج کا وقت آ رہا ہے... اور دو پیسے کی ہری مر جیں! پوڑیہ مفت مل جائے گا! اس
 میرانام لے لیا میں جاتا تو ایک ٹھاٹر بھی پار کر لاتا... خیر کوشش کرنا...!“

”تمہیں پچھلانا پڑے گا۔“

”میں نے ابھی شادی تو نہیں کی!“

”اچھا!“ فیاض بھنا کر کھڑا ہو گیا! چند لمحے عمران کو گھورتا رہا پھر کمرے سے نکل کیا!

عمران کے ہونٹوں پر شرات آمیز مسکراہٹ تھی!

تھوڑی دیر بعد روشنی اور لیڈی تویر بہر آ گئیں۔

روشنی اس سے کہہ رہی تھی۔ ”آپ مطمئن رہیں۔ آپ کو حالات سے باخبر رکھا جائے گا!
 اور یہاں ساری باشیں راز رہیں گی۔!“

”شکریہ! لیڈی تویر نے کہا اور پر وقار انداز میں چلتی ہوئی باہر چل گئی!

روشنی چند لمحے کھڑی مسکراتی رہی۔ پھر اس نے سوسو کے میں نوث بلاوڑ کے گرپان سے
 نکال کر عمران کے آگے ڈال دیئے!

”ہائیں۔ ہائیں!“ عمران نے الوؤں کی طرح آنکھیں پھاڑ دیں!

”میں ہمیشہ کا سودا کرتی ہوں!“ روشنی اکٹھ کر بولی!

”یعنی!... بیٹھو... بیٹھو... کیا پیو گی۔!“

”یہ کون تھا جو ابھی آیا تھا۔!“

”وہ اس کے متعلق معلومات کیوں فراہم کرنا چاہتی ہے؟“
 ”یہ اس نے نہیں بتایا!“
 ”کچھ کام ہے پارٹر!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”خیر میں دیکھوں گا!“
 ”لیا دیکھو گے!“
 ”یہ ایک.... خیر ہاں دیکھو.... یہ عورت یہاں کی مشہور اور ذی حیثیت شخصیتوں میں سے ہے....!“
 ”لیڈی تو یہ....!“
 ”لیڈی....!“ روشنی نے حرمت سے کہا۔
 ”ہاں لیڈی! تمہیں حرمت کیوں ہے!“
 ”اس نے مجھے اپنام مسزرفت بتایا تھا!“
 ”یہی میں کہہ رہا تھا کہ کچھ گھلپا ضرور ہے!.... خیر۔۔۔ وہ اپنی اصلاحیت بھی چھپانا چاہتی ہے اور ایک ایسے آدمی کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتی ہے جو اس کے طبقہ کا نہیں ہو سکتا!“
 ”کیوں تم نے طبقہ کا اندازہ کیے کر لیا!“
 ”اس کا پچھہ!“ عمران سر ہلا کر رہ گیا!
 ”پوری بات بتاؤ!“ روشنی جھنجھلا گئی!
 ”وہ ایک ایسی بستی ہے، جہاں عام طور پر بزرگ دوستی ہیں.... اور جو تم یہ نمبر ذکر رہی ہو یہ کسی غالیشان عمارت کا نمبر نہیں ہے۔ بلکہ ایک معمولی سی کوٹھری کا نمبر ہے جس میں بمشکل تمام ایک بڑا پنگ سائکے گا!“
 ”اوہ! تب تو....!“
 ”تم مجھ سے بھی زیادہ حق ہو روشنی.... مگر خیر! پرواہنہ کرو۔۔۔ تم اس پیشے میں بالکل نئی ہو!“
 ”نہیں عمران ڈیزیر.... اگر اس میں خطرہ ہو تو.... ہم اس کے روپے واپس کر دیں!“
 ”گھاس کھا گئی ہو شاید! روپے واپس کرو گی! بھوکی مرنے کا ارادہ ہے کیا!“
 ”بینک میں میرے پانچ ہزار روپے ہیں!“ روشنی بولی۔
 ”انہیں میرے کفن دفن کے لئے پڑا رہنے دو!“ عمران نے مختصری سانس لی!
 ”تم نے استغفار کیوں دیا! واقعی تم الو ہو!“
 ”کیا تم پھر اپنی بچپنی زندگی کی طرف واپس جانا چاہتی ہو!“
 ”ہرگز نہیں! یہ خیال کیسے پیدا ہوا۔“ روشنی اسے گھورنے لگی۔

”مگر نہ کرو! ایسے درجنوں آتے جاتے رہیں گے.... ہاں وہ کیا چاہتی ہے؟“
 ”تم کیا سمجھتے ہو.... کیا وہ اپنے شوہر سے طلاق چاہتی ہو گی۔۔۔!“
 ”میں تو یہ بھی سمجھ سکتا ہوں کہ.... خیر.... تم اپنی بات بتاؤ!“
 ”وہ ایک آدمی کے متعلق معلومات فراہم کرنا چاہتی ہے.... دو ہزار پیشگی دیئے ہیں اور بتیں تمن ہزار مکمل معلومات حاصل کر لینے کے بعد؟“
 ”آہا.... پانچ ہزار.... روشنی! تم نے غلطی کی!.... مجھ سے مشورہ لئے بغیر تمہیں روپے ہرگز نہیں لینے تھے.... کیا تم نے اسے رسید دی ہے؟“
 ”نہیں کچھ نہیں! اس نے رسید طلب ہی نہیں کی!“
 ”تفصیل.... روشنی! تفصیل!“
 ”میرا خیال ہے کہ معاملہ بالکل سیدھا سادہ ہے....“ روشنی پیغمبرتی ہوئی بولی: ”وہ اسی شہر کے ایک آدمی کی مصروفیات کے متعلق معلوم کرنا چاہتی ہے.... اور.... وہ ان معلومات کو طلاق کے لئے استعمال نہیں کرے گی!“
 ”وہ آدمی کون ہے!....“
 ”تفصیل میں نے لکھی ہے!“ اس نے کاغذ کا ایک ٹکڑا عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا!
 عمران نے کاغذ لے کر تحریر پر نظریں جاذبیں۔
 ”ہاں۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک طویل انگرائی لی.... اور آنکھیں بند کر کے اس طریقے کی طرف ہاتھ بڑھایا جیسے فون کاریسیور اٹھانے کا ارادہ ہو! لیکن پھر چوک کر روشنی کی طرف دیکھنے لگا!“
 ”فون تو لیتا ہی پڑے گا! اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا!“
 ”فون گیا جہنم میں.... میں یہاں تباہ سوتی ہوں مجھے خوف معلوم ہوتا ہے! تم رات کو کہاں رہتے ہو.... پہلے اس کا جواب دو!“
 ”روشنی! یہ مت پوچھو.... ہم صرف پارٹر ہیں! ہاں....“ عمران نے سوسو کے دس نوٹ اگل کنے اور انہیں روشنی کی طرف کھکھاتا ہوا بولا۔ ”اپنا حصہ رکھو!.... ہو سکتا ہے کہ بقیہ تمن ہزار ملنے کی نوبت ہی نہ آئے....!“
 ”کیوں؟“
 ”تم نے مجھ سے مشورہ کئے بغیر کیس لے لیا! خیر.... ابھی نئی ہو! پھر دیکھیں گے!“
 ”کیوں کیس میں کیا خرابی ہے!“

”کچھ نہیں! اچھا میں چلا!“ عمران اٹھتا ہوا بولا۔
”کہاں چلے؟“

”اس کے لئے معلومات فراہم کروں گا اور ہاں اگر یہاں کوئی پولیس والا آکر ہماری فرم کے متعلق پوچھ گھج کرے تو اسے میرا کارڈ دے کر کہنا کہ فرم کا ذاکر کیٹھ ہی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ وہ چپ چاپ واپس چلا جائے گا۔“

۳

عمران شاہی باغ کے علاقے میں پہنچ کر ایک جگہ رک گیا، وہ یہاں تک اپنی ٹو سینٹر پر آیا تھا۔... گاڑی سڑک کے کنارے کھڑی کر کے وہ آگے بڑھ گیا! مزدوروں کی وہ بستی یہاں سے زیادہ دو رنگیں تھیں جیسا کہ اس کے پہنچنا تھا! اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا اور وہ جلنے سے کوئی ڈاکٹر معلوم ہوتا تھا! وہ کروں کی ایک قطار کے سرے پر رک گیا۔ جس آدمی کے متعلق اسے معلومات فراہم کرنی تھیں وہ اسی قطار کے ایک کمرے میں رہتا تھا۔

عمران نے کھلے ہوئے کروں کے دروازوں پر دستک دینی شروع کی لیکن قریب ہر جگہ سے اسے بیکی جواب ملا کہ بیکے لگ پچے ہیں اس نے دو ایک آدمیوں کے بازوں بھی کھلوا کر دیکھے۔ پھر آخر کار وہ اس کمرے کے سامنے پہنچا جس میں وہ آدمی رہتا تھا! وہ اندر سے بند تھا! عمران نے دستک دی لیکن جواب ندارد!..... وہ برادر دستک دیتا رہا۔!

”چلے جاؤ۔۔۔ خدا کے لئے!“ تھوڑی دیر بعد اندر سے آواز آئی۔ ”کیوں پریشان کرتے ہو مجھ۔ میں کسی سے نہیں ملتا چاہتا!“
”میں ذاکر ہوں!“ عمران نے کہا۔ ”کیا آپ یہکہ نہیں لگوائیں گے؟ یہ بہت ضروری ہے اب ایک کے لئے لازی۔۔۔!“

”میں اس کی ضرورت نہیں محسوس کرتا۔۔۔ آپ جائے ہیں!“
”اگر آپ کو اس شہر میں رہنا ہے تو آپ بیکے کے بغیر نہیں رہ سکتے اکیا آپ نہیں جانتے کہ اس موسم میں ہمیشہ طاعون پھیلے کا خدش رہتا ہے۔!
اندر سے پھر کوئی جواب نہیں ملا۔

باہر کئی آدمی اکٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک بولا۔ ”وہ باہر نہیں آئے گا صاحب!“
”کیوں؟“ عمران نے حرمت کا ظہار کیا۔

”وہ کسی سے نہیں ملتا۔۔۔ بڑے بڑے لوگ کاروں پر بیٹھ کر آیا کرتے ہیں ایکن وہ نہیں نکلا ساجوب دے دیتا ہے!“

”یہ بات ہے۔۔۔ اچھا۔۔۔ مجھے اس کے متعلق ذرا تفصیل سے بتائیے! میں دیکھوں گا کہ وہ کیسے یہکہ نہیں لگوتا۔۔۔“

عمران اس کمرے کے سامنے سے ہٹ آیا وہ لوگ جو اپنے پڑوی کے متعلق ذاکر کو کچھ بتا چاہتے تھے بدستور اس کے ساتھ لگے رہے، ایک جگہ عمران رک کر بولا۔ ”اس کا نام کیا ہے؟“

”نام تو شاید کسی کو بھی نہ معلوم ہو!“
”وہ کہتا کیا ہے؟“

”یہ بھی نہیں بتایا جا سکتا۔۔۔ ایک ماہ قبل یہ کمرہ کرائے کے لئے خالی تھا وہ آیا یہاں مقیم ہوں دو تین دن تک تو اس کی شکل دکھائی دی، اس کے بعد سے وہ کمرے میں بند رہنے لگا!۔۔۔“
کوئی نہیں جانتا کہ اس کا ذریعہ معاش کیا ہے؟“

”آپ میں سے کسی نے کبھی اسے دیکھا بھی ہے؟“
”قریب قریب بھی نے دیکھا ہوگا! مگر انہیں ایام میں جب اسے یہاں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزار تھا! شروع میں وہ پڑو سیبوں سے بھی ملا کر تاحد لیکن پھر اچانک اس نے خود کو اس کمرے میں مقید کر لیا!“

”بظاہر کیسا آدمی معلوم ہوتا ہے۔“ عمران نے پوچھا!
”بظاہر“ مخاطب کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔ ”بظاہر وہ اختیالی شریف معلوم ہوتا ہے!“

حیثیت۔

”حیثیت وہی! جو اس بستی کے دوسرے آدمیوں کی ہے!“
”لیکن ابھی کوئی صاحب کہہ رہے تھے کہ اس سے ملنے کے لئے بہت بڑے بڑے لوگ آتے ہیں!“

”اکی پر تو حیرت ہے! اس کی حیثیت ایسی نہیں ہے کہ وہ کار رکھنے والوں سے اس حد تک گرام کر لے کے!۔۔۔ لیکن....!“

”لیکن کیا؟“ عمران مخاطب کو گھورنے لگا!
”کچھ نہیں! یہکہ کہ وہ ان لوگوں سے بھی ملتا نہیں پسند کرتا! وہ ذرا کیکھے اور ایک کار اوہری آرھی ہے۔۔۔ آپ دیکھئے گا تماشہ! وہ لوگ کتنے ملجنے انداز میں اس سے باہر نکلنے کو کہتے ہیں۔“
”چنانچہ سامنے سے ایک کار آرہی تھی! حالانکہ یہ گلی ایسی نہیں تھی کہ یہاں کوئی اپنی کار

لانے کی بہت کرتا۔ مگر وہ کار کسی نہ کسی طرح گلی میں گھس ہی پڑی تھی۔ اسٹریمگ کے پیچے ایک خوش پوش اور پرد قار آدمی بیخانظر آ رہا تھا! کار ٹھیک اس کمرے کے سامنے رک گئی! وہ آدمی کار سے اتر کر دروازے پر دستک دینے لگا! فاصلہ زیادہ ہونے کی بارے عمران کمرے کے اندر سے آنے والی آواز نہ سن سکا۔ لیکن وہ دستک دینے والے کو بہ آسانی دیکھ سکتا تھا! اس کی آواز بھی سن سکتا تھا! حقیقت اس کا انداز ملتی تھا!

عمران خاموشی سے اسے دیکھتا ہا! پھر اس نے اسے دروازے کے پاس سے بہت دیکھا! وہ اپنی کار کی طرف واپس جا رہا تھا!.....

”میں اس کے بھی یہکہ لگائیں گا!“ عمران بڑا بڑا اور پاس کھڑے ہوئے لوگ منہ بند کر کے بہنے لگے!....

عمران انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا! وہ گلیوں میں گھستا ہوا پھر سڑک پر آگیا!.... اور ٹھیک اس گلی کے سرے پر جا کھڑا ہوا جس سے اس آدمی کی کار برآمد ہونے کی توقع تھی!

جیسے ہی کار گلی سے نکلی عمران راستہ روک کر کھڑا ہو گیا!

”لیا بات ہے!“ کار والے نے تمیز دہ لبچے میں پوچھا!

”کیا آپ طاعون کا یہکہ لے چکے ہیں؟“

”نہیں!.... کیوں؟“

”تب تو میں یہکہ لگائے بغیر آپ کو یہاں سے نہ جانے دوں گا!“ اس بھتی میں دو ایک کیس ”چکے ہیں!“

”آپ کون ہیں؟“ کار والے سے گھورتا ہوا بولا!

”میزیکل آفسر آن آؤٹ ذورڈ یونیورسٹی!“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ ”ہمیں سب کو یہ یہکہ لگانے کا حکم ملا ہے۔ انکار کرنے والے پولیس کے حوالے بھی کئے جاسکتے ہیں!“

کار والہ بہنے لگا!....

”جانے دیجئے!“ اس نے اسٹریمگ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا!

”میں زبردست لگاؤں گا اگر آپ تعریض کریں گے تو میں آپ کی کار میں ہی میں بیٹھ کر کو تو اسی تک چلوں گا!“

”چلو!“ اس نے لاپرواہی سے کہا پھر اپنے جیب میں ہاتھ ذاتی ہوا بولا۔ ”تم میرا کار لے کر بھی کو تو اسی جا سکتے ہو! میں وہاں براہ راست طلب کر لیا جاؤں گا!“

عمران نے اس کا تعارفی کارڈ لے کر پڑھا۔ جس پر ”سر تویر“ لکھا ہوا تھا!

”سر تویر!“ عمران آہستہ سے بڑا بڑا!

”جباب... آپ میرے خلاف ایک شکایت نامہ تحریر کر کے اس کارڈ کے ساتھ جسے پاہیں بچھ سکتے ہیں! اب اجازت دیجئے!“

کار فرائے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی!.... عمران باسیں ہاتھ سے اپنی پیشانی رکھ رہا تھا!.... تو یہ سر تویر ہے۔ اس کی بیوی نے اس پر اسرار آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے دو ہزار لفڑی دینے تھے.... اور مزید تین ہزار کا وعدہ تھا... معاملہ الجھ گیا۔۔۔ عمران کافی دیر تک وہیں کھڑا خیالات میں کھویا رہا۔۔۔

5

تحوڑی دیر بعد وہ ایک پلک ٹیلیفون بوتھ میں سر تویر کے فون نمبر ڈائل کر رہا تھا!....

”ہیلو!... کون ہے... کیا لیڈی صاحبہ تشریف رکھتی ہیں... اوہ... اچھا آپ ذرا انہیں مطلع کر دیں.... شکریہ!....“

عمران چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ ”ہیلو!.... لیڈی تویر!.... اوکھیتے میں روشنی ایڈ کمپنی کا ایک نمائندہ ہوں!.... کیا آپ آدھے گھنٹے بعد ٹپ ناٹ کلب میں مل سکیں گے.... یہ بہت ضروری ہے!.... جی ہاں!.... بہت ضروری!.... آپ کو ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہوں.... جی ہاں.... جی ہاں.... وہی معاملہ ہے میں گی.... شکریہ!“

عمران ریسیور کیس میں لگا کر بوتھ سے نکل آیا!

اب اس کی ٹو سیز پپ ناٹ کلب کی طرف جا رہی تھی! سورج غروب ہو چکا تھا اور آہستہ آہستہ انہیں پھیلتا جا رہا تھا!

ناٹ کلب میں عمران کو زیادہ دیر تک لیڈی تویر کا انتظار نہیں کرنا پڑا!.... دونوں ایک ایسے کوٹھے میں جا بیٹھے جہاں وہ آسانی سے ہر قسم کی لفڑکوں کے ساتھ تھے!

”لیا بات ہے!“ لیڈی تویر بولی۔ ”میرا خیال ہے کہ میں پہلے بھی کہیں آپ کو دیکھ چکی ہوں!“

”میرے آفس میں ہی دیکھا ہو گا!.... میں روشنی کی فرم کا جو نیزیار شر ہوں!“

”اوہو!.... اچھا!.... ہاں میں نے وہیں دیکھا تھا!“ لیڈی تویر نے سر ہلا کر کہا۔ ”اہم اطلاع کیا ہے!“

”مسٹر تویر بھی اس آدمی میں دلچسپی لے رہے ہیں!“ عمران نے بے سانتہ کہا اور لیڈی

تویر کے چہرے پر نظر جمادی
”نہیں! لیڈی بری طرح چوک پڑی!
”جی ہاں؟...“

لیڈی تویر کا چہرہ یک بیک تاریک ہو گیا! وہ بار بار اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی!
”تم کس طرح کہہ سکتے ہو؟“
”میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے اس آدمی کے دروازے پر دستک دیتے دیکھا ہے!“
”کیا وہ سر تویر سے ملا چکا!“
”نہیں! وہ کسی سے نہیں ملتا!... اس کا کرہہ ہر وقت بند رہتا ہے میرا خیال ہے کہ ابھی تسلی
ان دونوں کی ملاقات نہیں ہوئی! پڑوسیوں کا کہنا ہے کہ اس کے دروازے پر کاریں آتی ہیں۔
خوش پوش آدمی اس سے ملتا چاہتے ہیں! لیکن وہ کسی سے بھی نہیں ملتا!“
لیڈی تویر کچھ دیر تک خاموش رہی پھر آہستہ سے بولی۔ ”اگر سر تویر بھی اس میں پہنچی
لے رہے ہیں تو اسے یہاں سے چلا جانا چاہئے!“

”لیکن آپ بنے میرے دفتر میں اپنا نام اور پتہ غلط کیوں لکھوایا ہے؟“ عمران نے پوچھا۔
”اوه.... میں نے غلطی کی تھی.... میری مدد کرو! میری نیت میں فتور کوئی نہیں تھا: انھیں
رازداری کے خیال سے میں نے ایسا کیا تھا اور نہ تمہارے فون پر یہاں دوڑی نہ آتی! اساف کہ
دیتی کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں کسی روشنی ایڈ کپنی سے واقف نہیں!“
”لیکن وہ ہے کون؟“

”یہ نہیں بتا سکتی!... پہلے میں یہ چاہتی تھی کہ اس کے یہاں آنے کا مقصد معلوم نہ ہو۔
مگر اب یہ چاہتی ہوں کہ وہ اس شہر ہی سے چلا جائے... کیا تم میری مدد کر سکو گے؟... بولاو...
معادضہ دس ہزار... اور تمہیں یہ بھی معلوم کرنا ہو گا کہ سر تویر کی رسائی اس تک کیسے بولی؟
”دیکھئے محترم... معاملہ بڑا نیڑھا ہے....“

”کیوں نیڑھا کیوں ہے؟“ لیڈی تویر اسے گھورنے لگی وہ اپنی حالت پر قابو پا چکی تھی!
”آپ اس آدمی میں دلچسپی کیوں لے رہی ہیں جب کہ وہ آپ کے طبقے کا بھی نہیں؟“
”دس ہزار کی پیش کش تمہاری شکل دیکھنے کے لئے نہیں ہے!“ لیڈی تویر نے ناخن شکوار
لہجے میں کہا۔
”میں کبھی اس غلط فہمی میں نہیں مبتلا ہوا۔“ عمران مسکرا کر بولا!
”دس ہزار صرف اسی لئے ہیں کہ تم کسی بات کی وجہ پوچھنے کی بجائے کام کرو گے!“

”بہت خوب! اب میں سمجھ گیا! لیکن لیڈی تویر... اگر وہ یہاں سے جانے پر رضا مند نہ
ہو تو... اس صورت میں مجھے کیا کرنا ہو گا!“
”تاب صورت بھی میں ہی بتاؤ!... دس ہزار...“
”شہر یے!... ایک دوسری بات بھی سمجھ میں آرہی ہے!“ عمران نے آہستہ سے کہا۔ چند
لحظ خاموش رہا پھر بولا۔ ”اگر وہ جانے پر رضا مند نہ ہو تو دوسری صورت بھی ہو سکتی ہے!
”کیا؟“ لیڈی تویر آگے کی طرف جک آئی!
”اے قتل کر دیا جائے؟“
لیڈی تویر گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی اس کی آنکھیں جبرت اور خوف سے چھیل گئیں تھیں!
”نن... نہیں... ہرگز نہیں!“ وہ ہکلائی!
”پھر سوچ لیجئے! بعض اوقات رازداری کے لئے سب چھ کرنا پڑتا ہے!
”کیا مطلب؟“ لیڈی تویر بے ساختہ چونک پڑی!
”سر تویر اس میں دلچسپی لے رہے ہیں!“ عمران آہستہ سے بڑا بولایا
”صف صاف کھوڑ کے! مجھے پریشان نہ کرو!“
”خیر ہٹا یے! یہ غیر ضروری بات ہے!... مجھے تو صرف اتنا کرنا ہے کہ اسے یہاں سے
کھکھا دوں!... اگر نہ جائے تو... بولئے!... ختم کر دیا جائے نا سے!
”نہیں... ہرگز نہیں!“
”کسی کو کافنوں کا نہ ہو گی.... اور دس میں صرف پانچ کا اضافہ... پدرہ ہزار میں
معاملہ فٹ۔“
”کیا تم اوگ یہ بھی کرتے ہو؟“
”لوگ نہیں صرف روشنی!“
”کیا وہ انگلوبر میز لڑکی؟“
”جی ہاں! میں یہ سمجھنے جسے ایک بار دیکھ لیا وہ ہمیشہ کے لئے قتل ہو گیا!“
”کیا کواس ہے!“
”آہا!... نہیں تو آپ نہیں سمجھیں! قتل سے میری مراد یہ تھی کہ روشنی اسے اپنے عشق کے
جال میں پھنسا کر یہاں سے ہٹا لے جائے گی!“
”خام خیالی ہے اول تو وہ بوڑھا ہے۔ دو میں پختہ کردار کا مالک!... یہ طریقہ قطعی فضول
ثابت ہو گا!“

"غائب اس کی آپ ہی کی سی عمر ہو گی!" عمران نے پوچھا اور غور سے اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا! لیڈی تویر نے فوراً ہی جواب نہیں دیا! وہ کافی چالاک عورت تھی! اس نے لاپرواہی سے کہا۔ "یہ قطعی غیر ضروری سوال ہے!"

"اچھا باب میں کچھ نہیں پوچھوں گا صرف اتنا بتا دیجئے کہ آپ اسے کب سے جانتی ہیں!"

"یہ بھی غیر ضروری ہے۔۔۔"

"خیر مگر مجھے حیرت ہے کہ سر تویر کی رسائی اس نک کیسے ہوئی!.... اگر وہ.... اسے جانے میں تو پھر آپ کی ملگ دو فضول ثابت ہو گی!"

"تم مجھ سے کیا لگلوانا چاہتے ہو؟" لیڈی تویر غیر متوقع طور پر مسکرا پڑی!

"یہی کہ یہاں آنے پر اس نے آپ سے ملنے کی کوشش کی تھی یا نہیں؟"

"تم غلط سمجھے ہو!...." لیڈی تویر نے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس سے مجھے بلیک میلنگ کا خطرہ ہو! اس سے کسی طرح ملو اور اس بات پر آمادہ کرو کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔ تم اسے بتا سکتے ہو کہ یہ لیڈی تویر کی خواہش ہے!"

"اور اگر سر تویر نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ یہیں رہ جائے تو؟" عمران نے پوچھا!

"سر تویر! لیڈی تویر کے چہرے پر الجھن کے آندر نظر آنے لگے!" میں سمجھ سکتی کہ سر تویر اسے کس طرح جانتے ہیں اور اس میں کیوں دلچسپی لے رہے ہیں؟"

"اچھا اگر سر تویر کو معلوم ہو جائے کہ آپ بھی اس میں دلچسپی لے رہی ہیں تو ان پر اس کا کیا رو عمل ہو گا؟"

لیڈی تویر چند منٹ عمران کو غور سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "لڑکے تم بہت چالاک ہو! اگر اس چکر میں نہ پڑو! ویسے اتنا ضرور کہوں گی کہ سر تویر کی ملاقات اس سے نہ ہونے پائے تو ہمہ ہے.... بس اب جاؤ!.... اس دوران میں اگر کوئی خاص ضرورت پیش آئے تو مجھے فون کر کرے ہو۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس کام کو بہتر طور پر کر سکو گے!"

"صرف ایک بات اور!" عمران جلدی سے بولا!

"نہیں اب کچھ نہیں! لیڈی تویر اپنا پس الٹھاتی ہوئی بڑا بڑا!

"پہلے آپ صرف اس آدمی کے متعلق....!"

"شتاپ!" لیڈی تویر مسکرا کر آگے بڑھ گئی! عمران اسے جاتے دیکھتا رہا۔

رات بہت تاریک تھی!.... مطلع شام ہی سے اب رہا تھا اور اب تو پورا آسمان بادلوں سے ڈھک گیا تھا! عمران لیڈی تویر کے متعلق سوچتا ہوا اپنی ٹو سیٹر ڈرائیور کر رہا تھا! کچھ ہی دیر قبل اس سے جو باتیں ہوئی تھیں کافی الجھا دے دار تھیں۔ وہ وہ سہر اور خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کام صرف اتنا تھا کہ اس گمان آدمی کو شہر سے کہیں اور بھیج دیا جائے اور وہ آدمی لیڈی تویر کے طبقے سے متعلق نہیں رکھتا تھا!

اس ملسلے میں صرف ایک ہی بات سوچی جا سکتی تھی وہ یہ کہ ہو سکتا ہے کبھی لیڈی تویر سے اس کے ناجائز تعلقات رہے ہوں.... اور اب اسے اس سے بلیک میلنگ کا خطرہ ہو!

مگر.... یہ خیال بھی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا! کیوں کہ لیڈی تویر زیادہ پریشان نہیں معلوم ہوتی تھی! حتیٰ کہ سر تویر کے حوالے سے بھی اس نے جو تھوڑی بہت بے چینی ظاہر کی تھی وہ عمران کو مصنوعی ہی معلوم ہوئی تھی! یعنی وہ خواہ مخواہ یہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ سر تویر کو اس آدمی سے واقف نہ ہوتا چاہے!

کیس دلچسپ ہا!.... عمران نے پھر ٹو سیٹر کا رخ شاہی باغ ہی کی طرف موڑ دیا وہ ایک بار پھر اس پر اسرار آدمی کے کمرے کا دروازہ ٹھکلوانے کی کوشش کرنا چاہتا تھا!....

کار ایک محفوظا جگہ چھوڑ کر وہ مزدوروں کی بستی کی طرف پیدل چل پڑا۔ یہ بھی اس وقت بالکل تاریک پڑی تھی.... گلیوں میں کہیں کہیں لیپ کی روشنی کے دھمے نظر آ جاتے!.... یہ روشنی بھی ان مزدوروں کے کروں کی تھی جنہیں شاید لوگوں میں رات کی شفت پر کام کرنے جاتا تھا!....

عمران گلیوں سے گزرتا رہا۔ لیکن کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہ دی! بھی بھار ایک آدھ کتا مصلحہ سی آوازیں نکالتا اور پھر خاموش ہو جاتا!

وہ اسی گلی میں پہنچ گیا، جہاں اسے جانا تھا!.... پھر وہ اس کمرے کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ لیکن اسے ٹھہک جانا پڑا۔ کیوں کہ کسی نے کمرے کا دروازہ اندر سے کھولا تھا!

وہ ایک طرف ہٹ گیا.... کسی نے کمرے سے نکل کر دروازہ بند کیا! اس نے اپنے دانے پا تھے میں کوئی وزنی اسی چیز لٹکا کر کھی تھی پھر عمران نے اسے گلی کے دوسرا سرے کی طرف جاتے دیکھا! عمران بھی آہستہ آہستہ چلنے لگا! لیکن وہ ایک دیوار سے لپٹا ہوا آگے بڑھ رہا تھا! اس نے محروس کر لیا تھا کہ متعاقب چاروں طرف دیکھتا ہوا بہت احتیاط سے قدم بڑھا رہا ہے!

سرک پہنچ کر اس آدمی نے اپنی رفتار تیز کر دی! لیکن یہاں وہ چوروں کی طرف اور
ادھر نہیں دیکھ رہا تھا!... اس کا رخ تانگہ اشینڈ کی طرف تھا!
عمران بھی چلتا رہا... اور پھر جب وہ ایک تانگے پر بیٹھ گیا تو عمران نے اپنی کار کی طرز
دوڑنا شروع کر دیا جوہاں سے کافی فاصلے پر تھی... اور تانگہ مخالف سمت میں جا رہا تھا!
کار تک پہنچتے پہنچتے تانگہ نظرلوں سے او جھل ہو گیا! عمران کو بڑی سایہ کی طرح اس سے
ہمٹ نہیں ہاری!

کار اسارت کر کے وہ بھی ادھر ہی روائے ہو گیا جوہر تانگہ گیا تھا! اسے یقین تھا کہ اگر تانگہ
کسی نواحی بستی میں نہ مز گیا تو وہ اسے ضرور جائے گا۔
سرک سنسان پڑی تھی۔ آگے چل کر کار کی اگلی روشنی میں ایک تانگہ دکھائی دیا!... لیکن
یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ وہی تانگہ رہا ہو جس کی اسے تلاش تھی... اس نے کار کی رفتار بہت
کم کر دی!

ساتھ ہی اس نے محسوس کیا کہ تانگہ کی رفتار پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے... اور پھر ایک بُرد
دفتہ تانگہ رک گیا!... سرک پر آگے چڑھائی تھی... اور تانگہ کار سے زیادہ اوچی جگہ پر تھا
اچانک وہ کار کی روشنی میں آگیا اور عمران نے پیچھے بیٹھنے ہوئے آدمی کی مخلل اچھی طرح بُرد
لی!... لیکن لباس سے وہ کوئی مزدور یا کم حیثیت کا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا! جسم پر ایک بُرد
کوٹ تھا اور سر پر فلت ہیت... ڈاڑھی سے معمر معلوم ہوتا تھا کیوں کہ وہ بالکل سفید تھی!
اس نے جلدی سے فلت ہیت کا گوشہ چہرے پر جھکایا اور کوٹ کے کارکھرے کر لئے...
شاید گھوڑے کے ساز میں کوئی خرابی آگئی تھی۔ جسے تانگہ والا نیچے کھڑا درست کر رہا تھا!

عمران نے رفتار اور کم کر کے خواہ مخواہ ہارن دینا شروع کر دیا! حالانکہ وہ کترناک بھی نکل کر
تھا!— مقصود دراصل یہ تھا کہ وہ کوچوان اور سورا کوڈھو کے میں رکھ کر تانگے کے قریب پہنچ جائے۔
”اوے تانگے والا... خرگوش کی او لاو!“ عمران تانگے کے قریب پہنچ کر گر جا!

”صاحب بہت جگہ ہے!“ تانگے والے نے کہا!
”کدھر جگہ ہے...!“ عمران کار سے اتر کر پیچا! ”بڑھاو... سرک کے نیچے اتار دو!“
وہ تانگے کی پچھلی سیٹ کے قریب پہنچ پکا تھا!

”یہ تو زبردستی کی بات ہے جتاب!“ تانگے والا بھی جھلا گیا!
عمران پچھلی سیٹ پر ہاتھ رکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ ”سر کار مجھے لیڈی تویر نے بھجا ہے!
بڑھا کھانس کر رہا گیا۔

”میں آپ ہی سے عرض کر رہا ہوں!“ عمران نے کہا۔
لیکن دوسرے ہی لمحے میں کوئی مختندی سی چیز اس کی پیشانی سے آگئی!
”پیچھے ہٹ جاؤ!“ بوڑھا آہستہ سے پر سکون آواز میں بولا!
”موریانا سلانشو کو کیتوں کی موت مرنا پڑے گا۔ یہ بوڑھے غزالی کا فیصلہ ہے!“
”لیکن میں نے کیا قصور کیا ہے۔ چچا غزالی!“ عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہا۔
”تمہارا کوئی قصور نہیں ہے... اسی لئے تو ٹریکر اپنی جگہ پر ہے... ورنہ تمہاری کھوپڑی
میں ایک رنگیں ساسو راخ ہو جاتا!“
”اور میں اسے دیکھ کر خوش نہ ہو سکتا!“ عمران نے ایک طویل سائنی... انتہے میں تانگے
والے نے آگے بڑھنا چاہا۔ لیکن بوڑھے نے اسے روک دیا!
”موریانا سے کہہ دو... کہ غزالی پچھے نہیں ہے!“
”میں کسی موریانا کو نہیں جانتا چچا غزالی! مجھے تو لیڈی تویر نے بھجا ہے! اگر انہی کا نام موریانا
ہے... تو مجھے مونا باڈر میلوے اسٹشن تک بیدل جانا پڑے گا...!“
”لیڈی تویر...!“ بوڑھا آہستہ سے بڑا بیلا!... ”لیڈی تویر...!“
ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ یاد کرنے کے لئے اپنے ذہن پر زور دے رہا ہوا!
”سر تویر کی یوں تو نہیں!“ اس نے پوچھا!
”آپ کچھ گئے تا اونچے میں نہ کہتا تھا...!“
”لیکن اس نے کیوں بھجا ہے!“
”بس کچھ جائیے!“ عمران ہنسنے لگا!
”کیا کچھ جاؤں!“
”وہی نا! بولیڈی تویر آپ سے چاہتی ہیں۔!“
”میں کیا بتا سکتا ہوں کہ وہ کیا چاہتی ہے!“ بوڑھا بولا۔
”وہ چاہتی ہیں کہ آپ اس شہر سے چلے جائیے!“
”آہا۔ میں سمجھا!“ بوڑھے نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”لیکن اسے گلر مند نہ ہونا
چاہئے! اس سے کہہ دینا کہ غزالی اپنے ایک ذاتی کام سے یہاں آ کیا تھا۔ جس دن ہو گیا... یہاں
سے چلا جائے گا وہ یہاں رہنے کے لئے نہیں آیا!“
”مگر... آپ سر تویر سے ملتے کیوں نہیں!“ عمران نے پوچھا!
”میں نہیں جانتا تھا کہ وہ یہیں رہتا ہے! لیڈی تویر سے کہہ دینا! غزالی دل کا برانہیں

”نہیں آؤں گی!“ روشنی نے دوسرے کمرے سے لکارا۔ ”تم جہنم میں جاؤ!“

”مجھے راستہ نہیں معلوم روشنی ذیت... ورنہ بھی کا چلا گیا ہوتا... تم میری بات تو سنو!“

”نہیں سنوں گی! مجھ سے مت بولو!“

عمران کو اٹھ کر اسی کمرے میں جاتا پڑا جہاں روشنی تھی!... وہ مسہری پروانہ ہی پڑی ہوئی نظر آئی....!

”آخر بات کیا ہے؟“ اس نے بڑی مخصوصیت سے کہا۔

”چلے جاؤ یہاں سے! شرم نہیں آتی... عورتوں سے اس قسم کا مذاق کرتے ہو! بالکل جنگلی ہو!“

”اب موقع پر کوئی اور نہ ملے تو میں کیا کروں!“ عمران نے معموم لمحہ میں کہا۔ ”ویسے میں حتی الامکان بھی کوشش کرتا ہوں کہ عورتوں سے یہ کیا... کسی قسم کا بھی مذاق نہ کروں!“

”یہاں سے چلے جاؤ!“ روشنی اور زیادہ جھلانگی!

”تم کہتی ہو تو چلا جاؤں گا! ویسے میں تم سے یہ پوچھنے آیا تھا کہ بھیڑ کے بچے کو میمنا کتے ہیں یا بھینس کے بچے کو... اور آدمی کے بچے کو صرف پچھے کیوں کہتے ہیں۔ آدمی کیوں نہیں کہتے؟“ روشنی اٹھ میٹھی!... چند لمحے عمران کو گھوڑتی رہی پھر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی! بیرنی دروازہ بند تھا۔

”کون ہے؟“ عمران نے بلند آواز میں پوچھا!

”میں ہوں فیاض!“

”تم آگئے بیٹنا!“ عمران آہستہ سے بڑا تاہواد دوسرے کمرے میں چلا گیا!

دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحہ کے لئے رکا!... پھر ایک طرف ہٹ کر دروازہ کھول دیا۔

جیسے ہی فیاض اندر داخل ہوا عمران کی داہنی ٹانگ اس کے پیروں میں الجھ گئی... اور فیاض بے خبری میں فرش پر ڈھیر ہو گیا!—

لیکن وہ دوسرے ہی لمحہ میں الٹ کر عمران پر آپڑا!... یہ اور بات ہے کہ اس حرکت سے بھی تکلیف اسی کو ہوئی ہو کیوں کہ اس کا گھونسہ عمران کی بجائے دیوار پر پڑا تھا! عمران ایک طرف ہٹ کر لکارا۔ ”آپ کے لئے چائے لاو...!“

”چائے کے بچا یہ کیا حرکت تھی؟“ فیاض نے جھپٹ کر اس کا گریبان پڑا لیا!

”ہا میں... ہا میں...!“ عمران آہستہ سے بولا۔ ”وہ دیکھ رہی ہو گی!“

فیاض نے اضطراری طور پر اس کا گریبان جھوڑ دیا اور یو کھلا کر دوسرے کمرے کی طرف کچھ دیکھنے لگا!

ہے... اچھا بہ تم جا سکتے ہو...!“

بوڑھے نے ریو اور کی تالی اس کی پیشانی سے بٹالی۔

”مگر پچا! سر تو یور تو بر ابر آپ کے کمرے کا دروازہ پیٹھے رہے ہیں!“

”سر تو یور!“ بوڑھے کے لمحہ میں خیرت تھی!

”ہاں پچا غزالی...!“

”میں نہیں سمجھ سکتا!“ بوڑھا بڑا کر رہ گیا...!

”سر تو یور آپ سے کیا چاہتے ہیں!“

”بس جاؤ...! جو کچھ میں نے کہا ہے لیڈی تو یور کو کہہ دینا!... تانگہ بڑا ہو!“

گھوڑے کی ناپیں سنائے میں گو بنجے لگیں... اور عمران نے چلا کر پوچھا۔ ”پچا غزالی تمہارے پاس ریو اور کالا لنس تو ہو گا ہی!“

”ہاں بیٹھجے... تم مطمین رہو!“ بوڑھے کی آواز آئی... تانگہ کافی دور نکل گیا تھا!

۷

دوسری صبح کے اخبارات الفرید پارک میں کسی ادھیر عمر آدمی کی لاش برآمد ہونے کی کہانی سنارہ تھے۔ پلیس کاظمیہ اور دیگر تفصیلات نمایاں طور پر شائع ہوئی تھیں۔ عمران اپنے طلاق آفس میں اداں بیٹھا تھا!... روشنی دوسرے کمرے سے نکل کر غالباً چائے کا پیٹھ لینے کے لئے باہر جانے لگی... عمران نے بڑی پھرتی سے اپنی داہنی ٹانگ آگے بڑھا دی! روشنی بے خوبی اس لئے پیٹھ کے بل دھرم سے فرش پر جا گئی! اساتھ ہی اس کے منہ سے عمران کے لئے کھنکنا شاستہ قسم کے جملہ نکل گئے!

مگر عمران نے کچھ اس طرح گردن ہلا کر ”ٹھیک ہے“ کہا جیسے اس نے روشنی کے الفاظ نہیں نہ ہوں! وہ آگے کی طرف بھکارا ہوا ہونٹ سکوڑے اسے دیکھ رہا تھا... روشنی کے فرش سے

اٹھتے ہی وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

”تم بالکل جنگلی ہو!“ روشنی پر پنج کر چینی۔

”سب ٹھیک ہے جاؤ!“ عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

”نہیں جاؤں گی!“ روشنی نے روہانی آواز میں کہا اور پھر کمرے میں واپس چل گئی۔

عمران نے بڑے معموم انداز میں اپنے سر کو خفیف نی جبٹ دی اور سامنے پھیلے ہوئے ادھہ کی طرف دیکھنے لگا!

کچھ دیر بعد اس نے روشنی کو آواز دی!

دیکھنے لگا! اردو شی رجی دروازے میں کھڑی دو نوں کو جیرت سے دیکھ رہی تھی!
”اوہو... روشنی!“ عمران جلدی سے بولا۔ ”ان سے لمبے... یہ فیضن کیا شے... ار لا جول
کیپن فیاض ہیں! میرے گھرے دوست! ہا... اور یہ میری پارٹنر روشنی... سینٹر پارٹنر سمجھو!
کیوں کہ روشنی اینڈ کو...! ہپ!“

فیاض نے جلدی میں دو چار رسمی جملے کہے اور کرسی میں گر کر ہانپئے لگا وہ اب بھی عمران کو قی
آلود نظر ہوں سے گھوڑ رہا تھا!

”روشنی!“ عمران بلند آواز میں بڑایا۔ ”اب تو چائے کا انتظام کرنا ہی پڑے گا! یہ بہت بڑے
آدمی ہیں۔ سی بی آئی کے پر بنڈٹ...!“

”اوہو!“ روشنی مسکرا کر بولی۔ ”آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔“
”محکے بھی!“ فیاض جواباً مسکرا یا۔

عمران نے اردو میں کہا۔ ”فیاض صاحب خیال رہے کہ میں طلاق دلوانے کا وحنا
کرتا ہوں۔ ذرا اپنی مسکراہٹ مھیک کرو... ہونتوں کے گوشے کلپکار ہے میں اور یہ جنسی
لگاؤٹ کی علامت ہے... یقین مانو میں تمہاری ہیوی سے ایک پیسہ فیس نہیں لوں گا! تم یہیں
بھی تودلواؤ... ایک خدمت کروں گا کہ طبیعت خوش ہو جائے تمہاری!“

فیاض کچھ نہ بولا! عمران کے خاموش ہوتے ہی روشنی نے پوچھا! ”کیوں کیپن... سی بی آئی
میں عمران کا کیا عہدہ تھا!“

”میرا ماتحت تھا!“ فیاض نے اکٹر کر کہا۔ ”ارے خدا غارت کرے...!“ عمران بڑایا۔ ”اچھا میں تم سے سمجھ اوں گا!“

روشنی ہنسنی ہوئی دوسرا کمرے میں چلی گئی!
”ہاں اب بتاؤ!“ فیاض آستین چڑھانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ ”کسی دن میں تمہاری شیخی
نکال دوں گا!“

”شیخی نہیں پٹھانی کہو! میں پٹھان ہوں! سمجھے۔“

”تم کوئی بھی ہو! لیکن یہ کیا حرکت تھی... آخر کب تک تمہارا بچپنا برداشت کیا جائے گا؟“
”تم کیپن فیاض... تم اسے بچپنا کہہ رہے ہو! محکے جیرت ہے! اگر تم شر لاک ہو مزے
زمانے میں ہوتے تو تمہیں گولی مار دی جاتی اور بالکل شر لاک ہو مزدی کی طرح جانتا ہوں تم اس
وقت یہاں کیوں آئے ہو!“

”کیوں آیا ہوں؟“ فیاض نے پوچھا!

”میں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ کس طرح آئے ہو!“
”کس طرح آیا ہوں!“

”سر کے مل چلتے ہوئے! اب پوچھو ڈاکٹر داؤن کہ یہ بات میں نے اتنے وثوق کے ساتھ
ہیوں کی ہے! جواب یہ ہے پیارے داؤن کہ مجھے تمہارے بالوں میں کچھ نئھے منھے تنکے نظر
آرے ہیں! ہاہا... دیکھا ہے تاہمی بات...!“

”بور مت کرو۔“ فیاض نے بر اسمانہ بٹالی۔ ”میں ایک ضروری کام سے تمہارے پاس آیا ہوں!“
”میں آج کا اخبار پورا پڑھ چکا ہوں!“ عمران سنجیدگی سے بولا حتیٰ کہ وہ اشتہارات بھی پڑھ
ڈالے ہیں جنہیں شادی شدہ آدمیوں کے علاوہ اور کوئی شریف آدمی نہیں پڑھتا!“
”تو تم سمجھ گئے!“ فیاض سکریا۔

”میں بالکل سمجھ گیا... نہ صرف سمجھ گیا بلکہ کام بھی شروع کر دیا ہے!
”کیا مطلب!“

”مطلب میں ضرور بتانا مگر اسی صورت میں اگر گھونسہ دیوار پر پڑنے کی بجائے میرے
جزے پر پڑا ہوتا...! خیر... ہو گا مجھے کیا... جو بوجے گا سو کاٹے گا... اور اراد چلا ہے بخارا
والی شش تھی! فیاض صاحب! ہب... ارے... روشنی... چائے!“
”نہیں میں چائے نہیں پیوں گا!“

”حالانکہ تم پچھلی رات سے اب تک جا گئے ہے ہو اور ابھی تم نے ناشت بھی نہیں کیا!
روشنی کلکٹ بڑے اچھے بتاتی ہے! حالانکہ ابھی وہ بھی اسی فرش پر اونڈھے منہ گرچکلی ہے!“
”وہ بھی!“ فیاض نے جیرت سے دہرا یا۔ ”عمران تم آدمی ہو یا جانور...“

”وہ بھی اس وقت سے متواتر ہی ایک سوال دہرا رہی ہے!“ عمران نے لاپرواہی سے کہا
”میں خود کو ہر طرح سے مطمئن کرنے کی کوشش کروں گا خواہ وہ ایک ایگلوبر میز لڑکی ہو! خواہ
کیپن فیاض اور اب مجھے یقین آگیا ہے کہ اس لاش کے متعلق تم لوگوں کا نظریہ قطعی غلط ہے۔“
”لیا مطلب!“ فیاض سنبل کر بیٹھ گیا۔

”تمہارا یہی نظریہ ہے کہ مر نے والا کسی چیز سے شوکر کھا کر گرا... اس کی پیشانی میں
چوتھ آئی... اور کوئی زہر یا مادہ اتنی تیزی سے زخم کے راستے خون میں سراحت کر گیا کہ
گرنے والے کو اتنے کا بھی موقع نہ ملا... میں یہ نہیں کہتا کہ موت کے متعلق ڈاکٹروں کی
راسٹ غلط ہے! اس طرح کسی کا مر جانا بعید از قیاس نہیں! لیکن یہ خیال کہ وہ شوکر کھا کر گرا...
اور اس کی پیشانی زخمی ہو گئی! اگر نہیں تھہر دیا اس کی لاش اسی ایسی جگہ ملی ہے جہاں کی زمین

بھوارتہ ہو!... یا گرنے کی صورت میں اس کا سر کسی ایسی چیز سے جا نکل ریا ہو جو زمین کی سطح
اوپنی ہو!

”نبی!.... لاش الفرید پارک کی ایک روشن پرٹی تھی! اور وہاں دور، دور تک کوئی ایسی چیز
نہیں تھی جو زمین کی سطح سے اوپنی ہو.... اور ظاہر ہے کہ روشنیں بھی نامحوار نہیں ہوتیں!“

”تب مری جان یہ بتاؤ کہ تمہاری پیشانی کیوں نہیں زخمی ہوئی.... اور روشنی بھی بے دل
پیشانی لے گھوم رہی ہے۔ تم دونوں ہی بے خبری میں کافی دور بے گرے تھے!.... بتاؤ!“
فیاض پلکیں جھپکانے لگا!—!

”میرا دعویٰ ہے اگر اس وقت تم دونوں کے نزدیک کوئی دیوار یا کرسی یاد رکھت کاتا ہو تو آ
یقیناً تمہاری پیشانیاں زخمی ہو جاتیں!“

”بات تو ٹھیک ہے! مگر کیوں؟“

”فطرت! اپنی حفاظت آپ کرنے کی جلت! جب ہم منہ کے بل گرتے ہیں تو غیر ارادی
طور پر ہماری بھتیلیاں یا کھداں زمین سے نک جاتی ہیں! اس طرح فطرت خود ہی تم سے ہمار
جسم کے بہترین اور سب سے زیادہ کار آمد لیکن کمزور حصوں کی حفاظت کرتی ہے!“

”یار بات تو ٹھیک کہہ رہے ہو!“ فیاض رہا کر بولا!

”روشنی چائے!—“ عمران نے پھر ہاک لگائی اور پھر آہستہ سے بولا۔ ”یار ایک آدھ کیس
لاوا! اس شہر کی عورتیں بڑی بے حس معلوم ہوتی ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ کم از کم ایک ہاک
روزانہ اشتہار دینا یار ہوں کیا خیال ہے!“

”عمران تم اسے یہ تو قوف بنانا جو تمہیں حق سمجھتا ہو!“

”اسے بھلا میں کیا یہ تو قوف بنا سکوں گا!“

”میں اس لئے آیا تھا کہ تم لاش دیکھ لیتے!“

”کیا وہ اب بھی جائے واردات پر ہے!“

”نہیں! مردہ خانے میں ہے! ابھی پوسٹ مارٹم نہیں ہوا!“

”جب وہ موقع واردات سے ہٹائی گئی ہے تو دیکھنے سے کیا فائدہ ہو گا!“

”تم چلو تو!— ناشتہ کہیں اور کریں گے!“

”وہ تو ٹھیک ہے! مگر کھائیں گے کہاں سے! بھلا تمہارے اس کیس میں مجھ کیا مل جائے!“

”بس انھوں... یور مت کرو!... اس وقت تم پر غصہ تو بہت آرہا تھا... مگر خیر اس سر
کے سلسلے میں ایک کام کی بات معلوم ہوئی! مگر تم نے اس بے چاری کو بھی گرا لایا تھا!“

”کیا کرتا... مجبوری تھی.... تجربہ تو کرتا ہی تھا!“

”بڑے سور ہو!“

”آج... چھا!“ عمران اٹھتا ہوا بولا۔ ”میں چلوں گا... مگر یہ نہ بھول جانا کہ میں نے ابھی
ہاشم نہیں کیا... اور ہاں پہلے ہم الفرید گارڈن چلیں گے؟“

عمران جانتا تھا کہ روشنی اس وقت ناشتہ ہرگز تیار نہیں کرے گی! اس لئے فیاض سے
ثر مندگی اٹھانے سے یہی بہتر ہے کہ یہاں سے کہیں مل جائے!

باہر آکر انہوں نے ایک چھوٹے سے ریستوران میں ناشتہ کیا اور الفرید گارڈن کی طرف
روانہ ہو گئے!....

”ہاں۔ کل وہ لیدی تو سویر کیوں آئی تھی؟“ فیاض نے پوچھا!

”کہنے کے لئے اگر سر تو سویر ہماری فرم کی خدمت حاصل کرنا چاہے تو اس فوراً مطلع کر دیا
جائے۔ غالباً لیدی تو سویر طلاق نہیں لینا چاہتی!“

”بکواس ہے! تم بتانا نہیں چاہتے!“

”بھلا میں تمہیں اپنے بزرگی کی بتا سکتا ہوں!“
وہ الفرید گارڈن پہنچ گئے... اور پھر فیاض اسے اس جگہ لے گیا جہاں لاش پائی تھی۔

”یہی جگہ ہے ٹھیک نہیں پر لاش ملی تھی!“

”اوندھی پڑی تھی!“ عمران نے پوچھا!

”ہاں!....“

”لیکن اتنی جلدی یہ کیسے معلوم کر لیا گیا کہ وہ کوئی زہر یا مادہ تھا جو پیشانی کے زخم کے
ذریعہ جسم میں سرا ایت کر گیا!“

”پھر اور کیا کہا جا سکتا ہے! اس کے علاوہ جسم پر اور کوئی نشان نہیں! اگلا گھونٹ کر بھی نہیں
ملا اگیا!“

”تم نے یہاں سے سرخ بجیریاں تو ضرور سمیٹی ہوں گی!“

”کیوں!.... نہیں تو!....!“

”یار تم ملکہ سراغرسانی کے پر نہنڈت ہو!.... یا!....!“

”میں گدھا ہوں اور تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے! میں نے اسے ضروری نہیں
کھما تھا کہ یہاں سے بجیریاں سمیٹی جائیں۔ کیونکہ مجھے بھی اس پر یقین نہیں ہے کہ وہ بیٹھنے اور
اکی جگہ نہ مرا ہو گا! آخر وہ کتنا سریع الاثر زہر تھا کہ مر نے والا گرنے کے بعد اٹھنے کی کوشش

جیا ہے!... زہر ہی ہو سکتا ہے.... پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ہی بتائے گی کہ زہر جسم میں کیون کر اغل ہوا.... لہدار پورٹ ملنے تک اگر ہم اس معاملے کو ملتی ہی رکھیں تو زیادہ بہتر ہے!

”ویسے کیا اس کے جسم پر لباس موجود ہے!....“

”نہیں.... لباس.... لیبارٹری میں ہے!“
”لیبارٹری میں کیوں!“

”شبہ ہے کہ کپڑوں پر سے لانڈری کے نشانات مٹانے کی کوشش کی گئی ہے!“
”آہا!...“ عمران کچھ سوچنے لگا! پھر آہستہ سے بولا۔ ”کیا اس کی جیب سے کچھ کاغذات وغیرہ بھی برآمد ہوتے ہیں!“

”کمال کرتے ہو! جن لوگوں نے نشانات مٹانے ہیں انہوں نے کاغذات وغیرہ کیوں چھوڑے ہوں گے!“

”نشانات اہو... ہو سکتا ہے کہ نشانات خود مردے والے ہی نے اپنی زندگی میں مٹائے ہوں!“
”اچھا بس ختم کرو!“ فیاض نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ”ورنہ ابھی یہ بھی کہو گے کہ مرنے والا پرانس آف ڈنمارک تھا!“

وہ دونوں مردہ خانے سے باہر آگئے!

”اچھا میں چلا!“ عمران نے کہا۔ ”پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے مجھے مطلع کرنا!“
”اگر ضرورت بھی گئی،“ فیاض بولا! اس کے لمحے میں بھی کبیدگی موجود تھی۔
”مجھ سے الجھو گے تو سر پکڑ کر رونا پڑے گا!... جانتے ہو کہ میری فرم کس قسم کا کاروبار کرتی ہے!“

اس نے میں وہاں مردے خانے کا اپنچارج آپنچا!... اس نے فیاض سے گفتگو شروع کر دی!
اور عمران وہاں سے ہٹ کر اس جگہ آیا جہاں فیاض کی موڑ سائیکل کھڑی ہوئی تھی۔
اس نے نہایت اطمینان سے اسے اسارت کیا فیاض نے دیکھا اور صرف منہ پھیلا کر رہ گیا!... مردہ خانے کے اپنچارج کے سامنے وہ بے تحاشہ دوڑ بھی تو نہیں سکتا تھا!... وہ بے بیس سے عمران کی اس حرکت کو دیکھتا ہا مورٹ سائیکل فرانٹ بھرتی ہوئی کپاؤٹ سے نکل گئی!

A

”خوزی دیر بعد عمران لیڈی تویر کے ڈرائیکٹر کی انتظار کر رہا تھا!“
”تم یہاں کیوں چلے آئے!“ لیڈی تویر نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا!

”نبیں کر سکا! لاش کو میں نے یہاں پر ادا کیا تھا!... اس کی پوزیشن تو صاف یعنی ظاہر تر رہی تھی کہ وہ گرنے کے بعد میں بھی نہ سکا ہو گا!“

”ویری گذ!... پھر تم مجھے کیوں لائے ہو!“

”میں جانتا ہوں کہ لاش یہاں پھنسکی گئی ہو گی!... موت کہیں اور واقع ہوئی ہو گئی!“

”اب بہت زیادہ عقل مند بننے کی کوشش مت کرو!“ عمران مسکرا کر بولا۔ ”اس کی منہ یہاں بھی واقع ہو سکتی ہے اور وہ اسی جگہ گر کر مر بھی سکتا ہے۔“

”بات کا بتئزیز میں بھی بنا سکتا ہوں!“

”اچھا میں بات بناتا ہوں تم بتگلہ بنانے کی کوشش کرو!... فیاض صاحب!... یہ الفہری گارڈن ہے... اور آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ یہاں سانپ بکثرت ہیں!... فرش بھی اسے سانپ نے کاٹا ہوا!... بھی پوسٹ مارٹم بھی نہیں ہوا... زہر والی بات عقلی نہ، بھی ثابت ہو سکتی ہے!... وہ تو کہو کہ میں نے اس وقت ناشہ بھی تمہارے پیسوں سے کیا ہے، وہ بتاتا... مجھے خواہ گواہ یہاں تک دوڑایا ہے تو اب لاش بھی دکھادو!“

”بہر حال تم مجھ سے متفق نہیں ہو!“

”لاش کا پوسٹ مارٹم ہو جانے والا کے بعد دیکھا جائے گا!“

پھر اس سلسلے میں مزید گفتگو نہیں ہوئی اور وہ سر کاری مردہ خانے کی طرف روانہ ہوئے!
لاش غالباً پوسٹ مارٹم کے لئے جانے والی تھی کیوں کہ مردے، ہوئے، والی کا ذری کپاؤٹ میں موجود تھی فیاض نے عمران کو دھکا دے کر آگے بڑھایا!

اور پھر مردہ خانے میں پہنچ کر فیاض نے جیسے ہی لاش کے چہرے پر سے کہا۔ ”اپنیا یہ امن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں... وہ بڑی تیزی سے لاش پر جھک پڑا...“ تھوڑی تھی دیر میں اسے یقین ہو گیا کہ وہ لاش اس بوڑھے کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ جس کا پچھلی رات“ تعاقب کر چکا تھا!

”یہ پیشانی کا زخم دیکھو!“ فیاض نے کہا!

”دیکھ رہا ہوں!...“ عمران سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ ”مجھے تو اس میں کوئی ناص بات نہیں آتی!“

”ہوں! اچھا، خیر پرواہ نہیں!... اب تم بہت مغروہ ہو گئے ہو!“ فیاض نے باخوٹگار بچے میں کہا۔ ”تم سمجھتے ہو شاید دنیا میں تم ہی سب سے زیادہ عقل مند ہو!...“

”نبیں تو!... میرا خیال ہے کہ تم نہ تو عظیم ہو اور نہ مغروہ... چلو چھوڑو!... جسم نہیں!“

”آخری اطلاع دینے کے لئے!“ عمران اس کا چہرہ بخورد کیجے رہا تھا!
”میں نہیں سمجھی!“ لیڈی تویر کی آواز میں کپکاپہت تھی!
”غزالی چلا گیا!“

”اوہ.... اچھا!“ لیڈی تویر ایک طویل سانس لے کر بیٹھتی ہوئی بولی! ”اچھا.... تو تمہاری
بقیہ رقم پر سوں تک پہنچادی جائے گی!“
”لیکن اب میں رقم لے کر کیا کروں گا!“ عمران نے مغموم بیجھ میں کہا!
”کیوں؟“

”اس بے چارے کا پورا جسم نیلا پڑ گیا ہے اور شاید اس وقت ڈاکٹروں کے چاقوں کے
گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہوں!“
”میں کچھ نہیں سمجھی تم کیا کہہ رہے ہو!“
عمران نے اسے واقعات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ ”سر تویر بھی اس میں دلچسپی لے رہے
تھا! لیکن پولیس کو ابھی اس کا علم نہیں ہے اور یہ اب میرا رادہ ہے میں پولیس کو اس سے مطلع
کر دوں!“

لیڈی تویر تھوڑی دیر تک چپ چاپ ہانتی رہی پھر بدقت بولی۔ ”تواب تم مجھے بلیک میں
کرنا چاہتے ہو! تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تم میرے لئے اسے قتل بھی کر سکتے ہو!“
”اچھی بات ہے! جب پولیس آپ سے پوچھ گچ کرے تو آپ بتا دیجئے گا.... کہہ دیجئے
گا.... کہہ دیجئے گا کہ میں نے ہی اسے قتل کیا ہے! پھر پولیس مجھ سے پوچھے گی تو میں صاف
کہہ دوں گا کہ مجھے اس پر لیڈی تویر نے مجبور کیا تھا.... پھر لیڈی تویر کو بتاتا پڑے گا کہ انہوں
نے کیوں مجبور کیا تھا وہ کیوں چاہتی تھیں کہ غزالی یہاں سے چلا جائے اور اتنے سے کام کے
لئے انہوں نے اتنی بڑی رقم کیوں دی تھی!... پھر غزالی کے پڑوی سر تویر کو بھی پہچان لیں
گے جو گھنٹوں اس کے کمرے کا دروازہ کھلانے کی کوشش کیا کرتے تھے.... پھر کیا ہو گا۔ لیڈی
تویر.... اور پھر آپ کو وہ آدمی شناخت کرے گا جو اس دن میرے آفس میں موجود تھا، اور اس
نے آپ کو دہاں دیکھ کر حیرت بھی ظاہر کی تھی آپ جاتی ہیں وہ کون تھا! نہیں جانتی!....
اچھا تو سنئے وہ سی بی آئی کا پرنسپل کیپن فیاض تھا!.... اللہا آپ پولیس سے یہ بھی نہیں کہہ
سکتیں کہ آپ مجھ سے واقف نہیں ہیں!“

”تم کیا چاہتے ہو!“ لیڈی تویر نے بھراں ہوئی آواز میں کہا!
”حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں!.... غزالی کون تھا.... اور اس طرح کیوں مار ڈالا گیا!....“

”کن لوگوں سے خائف تھا.... اور وہ.... وہ....“
عمران اپنा� سر سہلانے لگا! اسے وہ نام یاد نہیں آ رہا تھا جس کا حوالہ بچھل رات و دران گنگو
میں غزالی نے دیا تھا!.... ایسا نام جو کسی عورت ہی کا ہو سکتا تھا.... اطالوی طرز کا نام....
”میں نہیں جانتی کہ وہ کن لوگوں سے خائف تھا!.... مگر.... شہر و.... تم بہت چالاک
ہو.... مجھے یقین ہے کہ غزالی زندہ ہے تم مجھ سے میرا راز اگلوانا چاہئے ہو!“
”کیا آپ نے آج کا اخبار نہیں دیکھا!“

”دیکھا ہے! مگر تم ایک دوسرے معاملے کو بھی اس سلسلے میں استعمال کر سکتے ہو!....
”ہاں ہو سکتا ہے!.... شاید میں نام بھی غلط بتا رہا ہوں!“
”نہیں نام صحیک ہے! تم اس سے مل چکے ہو گے!“
”اگر آپ لاش دیکھنا چاہتی ہوں تو میں پوسٹ مارٹنر کو ادوں!“
”ہاں میں دیکھوں گی!....“ لیڈی تویر نے ایسے بیجھ میں کہا جس سے یہ متریخ ہو رہا تھا کہ
اسے عمران کی بات پر یقین نہیں آیا!
”اچھی بات ہے!.... کیا آپ مجھے اپنا فون استعمال کرنے کی اجازت دیں گی؟“
”نہیں!....“

”اچھا تو میرے ساتھ چلے!“

”نہیں جاؤں گی!.... تم شوق سے میرے متعلق پولیس کو اطلاع دے سکتے ہو! تم مجھے بلیک
میں نہیں کر سکتے سمجھے! ہو سکتا ہے کہ آدمی جو تمہارے دفتر میں اس دن موجود تھا سی بی آئی کا
آفیسر رہا ہو! میں تمہاری اطلاع کے لئے بتابی ہوں کہ سی بی آئی کے ڈاکٹر یکٹر جزل رحمن
صاحب میرے گھرے دستوں میں سے ہیں! انہوں نے مجھے مگر سے نکال دیا ہے اس لئے مجبوراً مجھے
فارڈر ڈنگ اینڈ کلیر مگ یور یور قائم کرنا پڑا!“

”تب تو میں ضرور آپ کے خلاف کوئی نہ کوئی کارروائی کر ادوں گا! کیوں کہ رحمن صاحب
مرے گھرے دشمنوں میں سے ہیں! انہوں نے مجھے مگر سے نکال دیا ہے اس لئے مجبوراً مجھے
فارڈر ڈنگ اینڈ کلیر مگ یور یور قائم کرنا پڑا!“

”اچھا شاید تم غلط سمجھ رہو! میں ابھی تھہری موجودگی میں انہیں فون کرتی ہوں!“
”ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیجئے گا کہ بلیک میلر علی عمران ایم الیس سی، پی اچ ڈی ہے!“
”علی عمران!“ لیڈی تویر چوک کر اسے گھوڑنے لگی! ”علی عمران!.... تم بکواس کر رہے ہو!
یور ٹکن صاحب کے لڑکے کا نام ہے اور وہ بھی اسی ملکے میں....“
”بکھی تھا....!“ عمران نے جملہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ ”لیکن ڈاکٹر یکٹر جزل صاحب نے

اس کا پتہ کاٹ دیا! اب وہ شہر کی ساری عورتوں سے ان کے شوہروں کا پتہ کٹوا، ہے گا!

"کیا تم واقعی عمران ہو! یعنی رحمٰن صاحب کے لڑکے!"

"ختم بھی بیجھے لیدی تویر ہے... مجھ سے غزالی کی لفظوں کی بیجھے۔ آپ یہ بھی جانتی ہوں گے کہ... خبر جانے دیجئے!...."

"میں کچھ نہیں جانتی۔ تم جانتے ہو! یقین کرو تم میرا پچھے بھی نہیں کر سکتے!" لیدی تویر نے کہا اور انھوں کر ڈر انگر روم سے چل گئی!

9

عمران نے ایک پیک ٹیلی فون بوجھ سے فیاض کو فون کیا کہ وہ اس کے لئے کام شروع کر کر پڑا ہے! لہذا وہ اب اپنا پڑول پھونکنے کی بجائے اس کی موڑ سائکل رکیا۔ گا... فیاض نے فون ہی پر اسے بے نقط نہیں۔ لیکن عمران ہر گالی پر اسکی بہت افسوسی کرتا رہا۔!

اس کے بعد وہ مزدوروں کی اسی بستی کی طرف روانہ ہو گیا جہاں غزالی تھہرا ہوا تھا۔ اس نے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا۔ کمرے میں داخل ہوا لیکن وہاں صفائی نظر آئی۔ ایک تنکا بھی نہیں دکھائی دیا! پڑو سیبوں میں سے ایک نے جو اپنی رات کی ڈیوٹی ختم کر کے صبح چاہ پڑا۔ واپس آیا تھا بتایا کہ غزالی کے کمرے کے سامنے ایک بڑی سی وین کھڑی ہوئی تھی اور اس پر غزالی کا سامان رکھا جا رہا تھا!... یہ واقعہ سن کر ایک بار پھر عمران خالی کمرے میں واپس آگیا۔ اور چاروں طرف مجس نظروں سے دیکھنے لگا۔ اور پھر اچانک دروازے کی طرف مزکر تیزی سے جھپٹتا! دوسرے لمبے میں وہ جھک کر سگرٹوں کا ایک پیکٹ اخبار ہا تھا!... پیکٹ خالی تھا۔ اسے لٹ پلت کر دیکھنے لگا!

پھر اسے روشنی میں دیکھنے کے لئے دروازے کے سامنے آگیا! اس پر پہل سے باریک حروف میں جگہ جگہ کچھ تحریر تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے شغل کے طور پر کچھ لکھا ہو!... ہر جگہ یکساں تحریر۔ لیکن رسم الخط عمران کی سمجھ میں نہیں آکتا!... دیے اس کا خیال تھا کہ وہ روشنی رسم الخط بھی ہو سکتا ہے!... ہر جگہ حروف کی ترتیب یکساں تھی! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے بے خنالی میں جگہ جگہ کوئی ایک بڑی چیز لکھی ہوا!... عمران نے پیکٹ جیب میں ڈال لیا! کمرے میں اس کے علاوہ اسے کچھ نہیں ملا!... تھوڑی دیر بعد "یونیورسٹی کی طرف جا رہا تھا!... اسے قلع تھی کہ پروفیسر سعید جو مغربی زبانوں کا ماہر تھا اس!

ضد روشنی ڈال سکے گا!

پروفیسر سعید عمران کے دوستوں میں سے تھا! اس نے عمران کے خیال کی تائید کی۔ تحریر روی ہی رسم الخط میں تھی! وہ دراصل کسی "آرٹا مونوف" کے دستخط تھے۔ یونیورسٹی سے والپنی پر عمران سوچ رہا تھا کہ بعض لوگ بیکاری کے لحاظ میں یونی شغل کے طور پر عموماً اپنے ہی دستخط کیا کرتے ہیں۔ بس قلم یا پنسل ہاتھ میں ہونی چاہئے! جو چیز بھی سامنے پڑی گئی بس اس پر دستخط ہو رہے ہیں!

پھر وہ غزالی کے متعلق سوچنے لگا اور روی تو کیاروں سے تعلق رکھنے والی کسی دوسری ریاست کا بھی باشندہ نہیں معلوم ہوتا تھا خال کے اعتبار سے وہ اپنی ہی طرف کا باشندہ ہو سکتا تھا! اب عمران نے فیاض کے دفتر کی راہ لی۔ اور وہاں کچھ مزید گالیاں اس کی منتظر تھیں۔ اسے دیکھ کر فیاض آپ سے باہر ہو گیا!

"ان کو آتا ہے پیدا پر غصہ!" عمران نے کان پر ہاتھ رکھ کر ہائک لگائی!

"میں دھکے دے کر باہر نکلوادوں گا۔ بیجھے!"

"لوگ یہی سمجھیں گے تمہاری یہوی عنقریب طلاق لینے والی ہے ویسے اگر تم باہر سے آنے والوں میں سے کسی آرٹا مونوف کا پتہ لگا سکو تو دین دنیا میں بھلا ہو گا!"

"بس تم چپ چاپ بیہاں سے چلے جاؤ خیر یہت اسی میں ہے!"

"اچھا پڑوں کے دام ہی دے دو! کیوں کہ اب ڈسکنی میں تھوڑا ہی رہ گیا ہے!"

"کیا؟" فیاض جھنگھلا گیا۔ "اب موڑ سائکل کو ہاتھ بھی نہ لگانا!"

"ہاتھ صرف ہینڈل پر رہیں گے۔ اس کے علاوہ اگر کہیں اور لگاؤں تو کوئی لیٹا دیے میں آرٹا مونوف کے معاملے میں سمجھہ ہوں!... اس کا تعلق غزالی کی موت سے بھی ہو سکتا ہے!"

"کون غزالی۔ کیا بک رہے ہو!"

"وہی غزالی جس کی لاش تم نے مجھے دکھائی تھی!"

فیاض کری کی پشت سے نکل کر عمران کو گھور نے لگا! پھر نہ اسامنہ بنائ کر بولا۔ "خواہ خواہ مجھ پر اربعہ ڈالنے کی کوشش نہ کرو!"

"تم لیبارٹری سے آ رہے ہو... اور دیں سے تمہیں یہ نام معلوم ہوا ہے... مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ انگلشتری سرنے والے ہی کی ہو!... اس کے کوٹ کے اندر وہی جیب کا اسٹر پچھا ہوا تھا! ہو سکتا ہے اس نے انگلشتری کبھی جیب میں ڈالی ہو اور وہ سوراخ سے کوٹ کے اسٹر اور اپنے کے درمیان میں پہنچ گئی ہو! اگر وہ خود اس کی ہوتی تو جیب میں ڈالے رکھنے کی کیا تکمیل ہو سکتی

ہے!... ویسے میں لیبارٹری والوں سے سخت ترین الفاظ میں جواب طلب کروں گا کہ وہ اس قسم کی اطلاعات ان لوگوں کو کیوں دیتے ہیں جو مجھے سے تعلق نہیں رکھتے؟”
”ان سے یہ بھی پوچھنا کہ انہوں نے مجھے سرنے والے کے گھر کا پتہ بھی کیوں بتا دیا؟“
”خواہ مخواہ بات بنانے کی کوشش نہ کرو!“

”اگلوں تھیں کا کیا قصہ ہے پیارے فیاض“ عمران اسے چکار کر بولا۔
فیاض چد لمحے سے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ ”کیا یہ حقیقت ہے کہ تمہیں یہ نام لیبارٹری سے نہیں معلوم ہوا؟“

”یہ حقیقت ہے! اویسے اگر تم لیبارٹری انچارج سے جو تم پیزارہی کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں نہیں روکوں گا! کیوں کہ تم نے آج مجھے بہت گالیاں دی ہیں اور میں اس کے بدلتے میں یقیناً چاہوں گا کہ کوئی تمہارے ہاتھ پر توڑ کر رکھ دے!“

”پھر تمہیں یہ نام کیسے معلوم ہوا؟“

”بس ہو گیا! تم فی الحال اس کی پرواہ نہ کرہو اور یہ حقیقت ہے کہ میں اس کے ٹھکانے سے بھی واقف ہو گیا ہوں! اگر یقین نہ آئے تو میرے ساتھ چلو! لاش کی تصویریں غالباً تیار ہو کر تمہارے پاس آگئی ہوں گی؟“
”ہاں آگئی ہیں۔ کیوں؟“

”میں اس کے پڑو سیوں سے تصدیق کراؤں گا!“
”کیا تم سنجیدگی سے گفتگو کر رہے ہو؟“

”اوہ! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں مفت میں تمہارا نپولی پھونکتا پھراہوں! نہیں ذمہ رائیکی بات نہیں.... چلو اٹھو۔ لیکن لاش کے چہرے کا کلوzaپ ضرور ساتھ لے لیما! تاکہ تمہارا اطمینان ہو سکے!“

”آخر تم نے کس طرح پہنچا لگایا!“

”الہام ہوا تھا۔۔۔ تمہیں اس سے کیا غرض؟“

غزالی کے ان پڑو سیوں نے جو اسے دیکھ پکے تھے۔ اس کی تصویر دیکھ کر عمران کے بیان کی تصدیق کر دی۔۔۔ فیاض نے ان سے بہترے سوالات کئے لیکن وہ اس سے زیادہ نہ بتا سکے جو

کچھ انہوں نے عمران کو بتایا تھا!

”اچھا فیاض صاحب!“ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ ”اب تم آرٹامونوف کے متعلق معلومات فراہم کرو اور تم اپنی موڑ سائیکل بھی لے جائے گے!“
”آرٹامونوف کون ہے؟“

”میرا بھتیجا ہے! تم اس کی پرواہ مت کرو! زیادہ بور مت کرو نہیں تو میں سو نیزہر لینڈ چلا جاؤں گا!“

فیاض سے پچھا چھڑا کر وہ ان لوگوں کو تلاش کرنے لگا جنہوں نے پچھلے دن سر تویر کو غزالی کے دروازے پر دستک دیتے دیکھا تھا۔

ان میں سے ایک اسے جلد ہی مل گیا! عمران دراصل یہ معلوم کرتا چاہتا تھا کہ غزالی سے ملاقات کرنے کی کوشش کرنے والوں میں سر تویر کے ملاوہ اور کتنے مختلف آدمی تھے!.... چونکہ عمران بھی پچھلے دن یہاں موجود تھا۔ اس نے سر تویر کا حوالہ دے کر گفتگو آگے بڑھانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی اور اس نے بتایا کہ سر تویر کے علاوہ بھی دو آدمی یہاں آتے تھے۔ لیکن انہوں نے کبھی دروازے پر دستک نہیں دی! وہ بن وور ہی سے کمرے کی نگرانی کیا کرتے تھے! ان کے ٹھانے کے متعلق وہ صرف اتنا ہی بتا سکا کہ ان کے چہوں پر گھنی سیاہ داڑھیاں تھیں اور آنکھوں پر تاریک شیشوں کی یعنیں!....

”میک اپ!“ عمران آہستہ سے بربڑیا!

پھر سبھی سے نکل کر اس نے ایک ٹیکسی لی اور سر تویر کے دفتر کی طرف روانہ ہو گیا۔
وہ ملک کے بہت بڑے برآمد لندن گاں میں سے تھا.... اور اس کے دفاتر دنیا کے مختلف حصوں میں قائم تھے!

اس نکل پہنچنے کے لئے عمران کو خاصی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا.... سہر حال کسی نہ کسی طرح رسائی ہوئی گئی سر تویر نے پیچے سے اپر نکل اسے گھوڑ کر دیکھا!

”میں طاعون کا نیک لگانے کے لئے نہیں آیا!“ عمران انھوں کی طرح بول پڑا۔
”کیا بات ہے!“ سر تویر کی گوئی بھی آواز سے کمرے میں جھکداری پیدا ہوئی!

”غزالی کی لاش.... الفرید.... گارڈن.... کل رات!“ عمران اس طرح بولا۔ جیسے وہ سر تویر سے خوفزدہ ہو!

”کیا کو اس ہے؟“

عمران جیب سے غزالی کی تصویر نکال کر میز پر رکھتا ہوا بولا۔ ”اس کی لاش!“

"تو میں کیا کروں؟"

"محض آپ کی اطلاع کے لئے! وہ اپنے پڑو سیوں کے لئے بڑا پسر ار تھا اور وہ لوگ اس سے بھی زیادہ پر اسرار تھے جو اس کے لئے اس بستی کے چکر لگایا کرتے تھے!"

"ہوں!" سر تویر دونوں ہونٹ بھینچ کر کبھی کی پشت سے نک گیا! اس کی آنکھیں عمران کے چہرے پر تھیں!

"پھر! اس نے تھوڑی دیر بعد کہا:

"ان گدھوں نے مجھے بھی بیچ میں لپیٹ کر رکھ دیا ہے! ہوا یہ کہ آج میں پھر وہاں بیچنے گیا۔ مجھے حالات کا علم نہیں تھا۔ وہ گدھے شاید آپ کے متعلق پولیس کو بتا رہے تھے!... شہزادت کے طور پر انہوں نے مجھے پیش کر دیا!.... مگر بھلامیں انہیں کیسے بتا دیا کہ وہ آپ تھے بستی میں گھتے ہی اپک مزدور نے مجھے حالات سے باخبر کر دیا تھا!.... میں نے پولیس کو بتایا کہ ایک شریف آدمی کا رہ میں ضرور آئے تھے مگر انہیں پہچانتا نہیں البتہ دوسرا بار دیکھنے پر ضرور پہچان لوں گا-- اب میری عزت آپ کے ہاتھ میں ہے!"

"کیوں تمہاری عزت کیوں؟"

"میں دراصل سر کاری ڈاکٹر نہیں ہوں.... بس یہ سمجھئے کہ چار سو میں کر کے پیٹ پالتا ہوں! ہاں کسی زمانے میں ایک پرائیوریٹ ڈاکٹر کا کپاڈ فر پر درورہ چکا ہوں ڈسٹلڈ واٹر کے مفت انجکشن لگا کر لوگوں پر اپنی اہمیت جاتا ہوں! اس لئے کوئی خاص ضرورت پڑنے پر لوگ میرے ہی پاس دوڑے آتے ہیں.... میں اپنی کمائی کرتا ہوں.... جی ہاں.... مگر اب شاید میری پول کھل جائے گی!.... یہ بہت براہو اجنباب اب مجھے کوئی مشورہ دیجئے!

"مشورہ..... کسی وکیل سے لو.... وقت ہو چکا ہے.... اب تم جائے گے!.... مگر خبردا تھیں یہ تصویر کہاں سے ملی؟"

"اب میں کیا عرض کروں! آپ نے جانے کیا سوچیں گے!"

"بتاو! سر تویر گرجا!

"میں پولیس سے پچھا چھڑا کر واپس آرہا تھا کہ بیٹل والی گلی کے موڑ پر ایک آدمی ملا! اس کے پہرے پر کھنی سیاہ داڑھی تھی اور آنکھوں میں تاریک شیشوں والی عینک.... اس نے مجھے تصویر دے کر کہا کہ یہ غزالی کی تصویر ہے اور اس کی موت کے ذمہ دار سر تویر ہی ہو سکتے ہیں!"

"بیک میل کرنا چاہتے ہو مجھے! سر تویر دانت پیس کر بولا۔

"ارے توبہ توبہ! عمران اپنا منہ پیٹنے لگا! میں جا رہا ہوں! جتاب.... آندہ آپ میری

خیل نہ دیکھیں گے۔ میری چار سو میں صرف ڈاکٹری کے پیٹے تک محدود ہے اور میں زیادہ لبے باعثہ مارنے کی کوشش نہیں کرتا!"

"تمہیں تصویر کہاں سے ملی تھی؟" سر تویر نے پھر اپنا سوال دھرایا!

"میں نے حقیقت آپ کو بتا دی اور ہاں اس نے یہ بھی کہا تھا کہ سر تویر کو پھنسا دو! اس جملے سے سمجھ گیا تھا کہ آپ کا کوئی دشمن آپ کو خواہ خواہ پریشان کرنا چاہتا ہے!"

"تم کیا چاہتے ہو؟" سر تویر نے تھوڑی دیر بعد پوچھا!

"حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں!"

"کیوں؟ تمہیں اس سے کیا سروکار؟"

"میں دراصل جاسوئی کہانیاں بھی لکھتا ہوں! یہو سکتا ہے کہ میں اس سے کوئی عدمہ ساپلائر مرتبا کر کے تھوڑے سے پیسے ہی کمالوں!"

سر تویر چند لمحے عمران کو گھوڑا تارہا۔ پھر میز کی دراز کھول کر نوٹوں کی ایک گذی نکالی اور اسے عمران کی طرف پھینکتا ہوا بولا۔ "جاوہ اپنی زبان بند رکھنا! یہ دوہزار ہیں!"

"دو لاکھ پر بھی لعنت! عمران بگڑ گیا!" آپ ایک شریف آدمی کو بیک میل سمجھ رہے ہیں... ڈاکٹری والی چار سو میں کی اور بات ہے۔ اس میں کافی محنت، وقت اور پیسے بر باد ہوتا ہے... اور اس طرح اپنی کمائی حلال کر لیتا ہوں!.... سمجھے جتاب.... لا حول ولا قوة.... میں ایک باعزت ادیب ہوں! اگاہ تھا کہ کرشمی نے میرے درجنوں ناولوں کا انگریزی ترجمہ کیا ہے!"

"تم میرا وقت بر باد کر رہے ہو.... روپے اٹھاؤ.... اور طلتے بنو!"

"میں حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں! غزالی کون تھا.... اور آپ جیسا بڑا آدمی اس میں کیوں دچک لے رہا تھا! اور یہ تو میں جانتا ہوں کہ اس کی موت میں آپ کا ہاتھ نہیں ہے! اور نہ آپ خود کو منظر عام پر نہ آئے دیتے!"

"مجھے سے کھل کر بات کرو! تم کون ہو؟" سر تویر نے آگے جھکتے ہوئے آہتہ سے کہا۔

"میں نے ابھی تک بند ہو کر کوئی بات نہیں کی!"

"کسی بُنی آئی کے آدمی ہو!"

"نہیں میری شادی نہیں ہوئی۔ میں کسی بُنی آئی کو نہیں جانتا۔"

سر تویر نے نوٹوں کی گذنی اٹھا کر پھر میز کی دراز میں ڈال لی اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی پر

باٹھ مارتا ہوا بولا۔ "اب چپ چاپ چلے جاؤ.... ورنہ چپ اسی دھکے دے کر بکال دے گا!"

گھنٹی کی آواز کے ساتھ ہی چپ اسی بھی آگیا تھا!

”آخاہ... السلام و علیکم!“ عمران نے اٹھ کر نہ صرف چپر اسی کو سلام کیا بلکہ زبردستی مصافر بھی کرنے لگا اور چپر اسی پیچارہ بری طرح بوکھلا گیا!... چپر اسی ہی نہیں بلکہ سر تویر بھی اس غیر متوقع حرکت سے جھوٹھل میں آگیا تھا!

”چپر اسی!“ اس نے بہشکل تمام پھنسی پھنسی سی آواز طلق سے نکالی لیکن عمران جاچکا تھا۔

11

عمران نے پھر ایک پیلک ٹیلیفون بوتحہ سے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائل کئے... اور اس سے آرنا مونوف کے متعلق پوچھا!

”تم آخر کیا کرتے پھر رہے ہو!“ فیاض نے دوسری طرف سے کہا۔ ”مجھے بتاؤ... درج مجبوراً... مجھے...“

”صر کرنا پڑے گا!“ عمران نے جلدی سے جملہ پورا کر دیا!

”آرنا مونوف کے متعلق اس وقت تک نہیں بتاؤں گا جب تک کہ تم مجھے سارے حالات سے باخبر نہ کرو!“

”اچھا میری جان... مجھے نہ غزاںی سے کوئی دچکی ہے اور نہ آرنا مونوف سے... میں کمر جا رہا ہوں ویسے گھر بھی تمہارا ہی ہے۔ لیکن تمہارے فرشتے بھی وہاں سے مجھے نہیں نکال سکتے۔“

عمران ریسیور رکھ کر بوتحہ سے باہر آگیا! وہ جانتا تھا کہ فیاض ابھی خود ہی دوڑا آئے گا! اب اس سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں! اسے یقین تھا کہ وہ خود ہی آکر سب کچھ اگلے گا! اس بھاگ دوڑ میں چار بچ گئے تھے اور روشنی قلیٹ میں اس کی منتظر تھی! انہ صرف رہنگل لیڈی تویر بھی!

عمران لیڈی تویر کو دیکھ کر بولا۔ ”آپ یہاں سے فراچلی جائیے۔ اکیوں کہ کیپٹن فیاض یہاں آئے والا ہے!“

”صرف ایک بات سن لووا!“

”تنا جائیے جلدی سے!“

”غزاںی کی موت کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں!... یہ ضروری نہیں کہ اس کی موت میں میرا ہاتھ ہو.... اور میرا راز اتنا ہم نہیں ہو سکتا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔“

”میں آپ کاراڑ نہیں معلوم کرنا چاہتا.... آپ جاسکتی ہیں! لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ...“

تویر بڑی مصیبتوں میں پھنس جائیں گے... پولیس انہیں سو گھنے بچی ہے۔ ایک سرکاری ڈائریٹر نے انہیں غزاںی کا کمرہ حکملوانے کی کوشش کرتے دیکھا تھا... میں اب جائیے... اگر کیپٹن فیاض نے آپ کو یہاں دیکھ لیا تو... گھپلا ہو جائے گا۔ میں جائیے۔“

لیڈی تویر چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔ ”باقیہ تین ہزار لاکھی ہوں!“

”انہیں آپ واپس لے جائیے! اگر میں اسے یہاں سے ہٹانے میں کامیاب ہو گیا تو تا تو یہ روپے یقیناً میرے تھے!“

”اب بھی تمہارے ہی ہیں!“

”زبان بند رکھنے کے لئے کیوں؟“

”زبان تو ہر حال میں بند رکھنی ہی پڑے گی... اور ہاں میں نے تحقیق کر لی ہے... تم رہن صاحب ہی کے لڑکے ہو!...“

”رہن صاحب سر تویر کے گھرے دوستوں میں سے ہیں اور وہ کبھی ہم لوگوں کی رسولی گوارہ نہ کریں گے!“

”اچھا... اچھا... اب آپ جائیے! کیپٹن فیاض... ہاں... روپے میں نہیں اوس گا!“

لیڈی تویر اٹھ کر چلی گئی!

روشنی اردو نہیں جانتی تھی۔ اس نے ان کی گفتگو اس کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی!... لیڈی تویر کے جانے کے بعد روشنی نے میر کی دراز سے نوٹوں کی تین گذیاں نکال کر عمران کے سامنے ڈال دیں!

”ہائیں-- یہ کیا!“

”لیڈی تویر نے دیئے تھے!“

”تم نے کیوں لئے؟“

”زبردستی دے گئی ہے۔ میں کیا کرتی۔ اس نے کہا تھا کہ تم اس کے دوست کے لڑکے ہو!“

بات اس سے زیادہ نہیں بڑھنے پائی کیوں کہ فیاض سچ بچ بھی گیا!... اس نے نوٹوں کی طرف تیکھی نظر دی سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”بڑے مالدار ہو رہے ہو!“

”کب نہیں تھا! آؤ بیٹھو دوست بہت دنوں بعد ملاقات ہوئی! کیا آج کل بہت مصروف ہو!“

”حرفون میں اڑانے کی کوشش نہ کرو!“

”میں اس جملے کا مطلب نہیں سمجھا!“ عمران نے آنکھیں چھاڑ کر کہا!

”آرنا مونوف...!“

"آہا سمجھا!... " عمران نے اس کی بات کاٹ دی! "میری قابلیت کا امتحان لینا چاہتے ہو آرنا مونوف خاندان کا تذکرہ میکسیم گوگول نے اپنے ناول میں کیا تھا! " میکسیم گور کی!... ! " فیاض نے بر اسمانہ بنا کر کہا!

"ہمیں گوگول میں شرط لگانے کے لئے تیار ہوں! "

"تم جاہل ہو... گور کی... آرنا مونوف!... گور کی کا ناول ہے! "

"گوگول! اگر زیادہ تاؤ دلاوے گے تو گوگول کہوں گا! دیکھتا ہوں کہ تم میرا کیا... بنا نہیں بگاڑ... نہیں ہش... بنا... کیا کہتے ہیں... جنم میں جائے، ہاں تو میں ابھی کیا کہہ رہا تھا! " "عمران میں بہت بھری طرح پیش آؤں گا! " فیاض بھنا گیا!

"آپ کے لئے چائے لاؤ! " عمران نے روشنی سے انگریزی میں کہا... اور روشنی دوسرے کمرے میں چل گئی! فیاض اسے جاتے دیکھتا ہا! پھر اس نے ایک طویل سانس لی!

"ہمیں ہائیں! " عمران نے اپنے دیدے چکرائے! "خبر دار ہمکہ ہوشیار... تم میری پارٹنر کو دیکھ کر خندبی آئیں نہیں بھر سکتے! سو پر فیاض۔۔۔ میں تم پر مقدمہ چلا دوں گا۔۔۔! " "میں یہاں پر تمہاری خرافات بننے نہیں آیا۔ "

"تمہاری بڑی ہمدردانی ہے کہ کبھی کبھی چلے آتے ہو!.... مگر.... خیر نالو... تمہیں آج سبز چائے پلواؤں گا! " "تمہیں غرالی کی جائے قیام کا پتہ کیسے معلوم ہوا تھا! " "کون غرالی! " عمران نے آنکھیں پھاڑ کر حیرت ظاہر کی!

"اس سے کام نہیں چلے گا! میں تمہیں دفتر میں طلب کروں گا! " "اور غالباً اس دفتر میں وہ تمہارا آخری دن ہو گا!... " عمران جیوں گم کچلتا ہوا بولا!

فیاض کچھ دیر خاموشی سے عمران کو گھوڑا تار بدل پھر اس نے کہا۔ "آخر تم چاہتے کیا ہو! " "مرنے کے بعد صرف دو گزر میں! " عمران خندبی سانس لے کر مغموم لمحے میں بولا۔ "ہاتھی نہیں چاہتا، گھوڑا نہیں چاہتا... مل دو محلہ نہیں چاہتا! "

پس مردن بنائے جائیں کے ساغر مری گلی کے لب جاں بخش کے بو سے ملیں گے خاک میں مل کے شعر پڑھ کچنے کے بعد عمران نے ایک بڑی لمبی آہ بھری... اور خاموش ہو گیا... روشنی چائے کی ٹرے لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی فیاض خونخوار نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا... لیکن روشنی کو دیکھتے ہی اس کی مدد کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ جھوٹی میز کھینچ کر

در میان میں رکھی اور روشنی کے ہاتھوں سے ٹرے لے کر اس پر رکھنے لگا! " اسے اپنا ہی گھر سمجھو! " عمران آنکھیں بند کر کے سر بلانے لگا۔ چائے کے دوران میں زیادہ تر خاموشی ہی رہی!... فیاض اور روشنی نے دو ایک رسمی قسم کی باتیں کیں! چائے ختم کرنے کے بعد فیاض نے ایک سگریٹ سلاکی اور اس کا مودہ یک لخت تبدیل ہو گیا! وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران اسے زندگی بھر با توں میں اڑا تار ہے گا! " ہاں! وہ بات تو رہی گئی! " فیاض مسکرا کر بولا۔ " ایک آرنا مونوف کا سراغ مل گیا ہے! " "مل گیا تاہما! " عمران پاگلوں کی طرح ہنسا! " میں پہلے ہی جانتا تھا کہ مل کر رہے گا! " "ایک ہفتہ گزر ایساں اچیں کی ایک ڈانسگ پارٹی آئی ہے! آرنا مونوف اسی کا ایک رکن ہے! " "مگر آرنا مونوف تو روشنی نام ہے! " عمران بولا! " کیا ہوا... اچیں میں انقلابِ روس کے مارے ہوئے بیتھرے آباد ہیں! " "ہاں ٹھیک ہے... ! " عمران کچھ سوچنے لگا پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ " اس میں لڑکیاں بھی ہوں گی اور ایک مخصوص رقصاص تو یقیناً ہو گی! " "یورپ کی مقبول ترین رقصاص... مورنیا سلانخو! " "مورنیا... مورنیا... سلانخو... ! " عمران نے رک رک کر دھر لیا اسے یک لفت یاد آگیا کہ غرالی نے مبہی نام لیا تھا سو فی صدی ہی! پلازا... میں پروگرام ہو رہے ہیں! آج کے خصوصی پروگرام کا نام " جنم کی رقصاص " ہے.... یہ مورنیا کا مشہور ترین رقص ہے!.... یورپ میں اسے خاصی مقبولیت حاصل ہوئی ہے!... وہ آگ میں ناچتی ہے! " عمران کچھ نہ بولا! وہ کسی گھری سوچ میں تھا!....

رقص کا پروگرام آٹھ بجے سے شروع ہونے والا تھا!... عمران نے ساڑھے سات بجے تک بیتھری معلومات فراہم کر لیں.... آرنا مونوف پارٹی میں پیانت تھا.... اور پارٹی پندرہ افراد پر مشتمل تھی جن میں سے پانچ لاکیاں تھیں! انہیں میں مورنیا بھی شامل تھی... پارٹی اچیں سے آئی تھی اور پورے ایشیا کا دورہ اس کے پروگرام میں شامل تھا! عمران کو آر کسٹر اکاٹکٹ حاصل کرنے کے لئے رشوں دینی پڑی کیونکہ زیادہ تر سیئین

ایڈو انس بکنگ میں "مخصوص" ہو گئی تھیں!
پورا ہال بھر گیا تھا... اور باہر "ہاؤز فل" کی تنقیتی لگادی گئی تھی! لیکن پھر بھی لوگوں کا یہ
عالم تھا کہ بکنگ ہاؤز کی بند کھڑکیوں پر ٹوٹے پڑ رہے تھے۔ آخر حالات اتنے ہاڑک ہو گئے کہ
پولیس کو بد اخالت کرنی پڑی!

اندر ہال میں اشیج کا سطح کا پردہ دو حصوں میں تقسیم ہوا کہ دونوں گوشوں کی طرف کھلتا چلا گیا۔
پورے اشیج پر آگ کی لپیٹن نظر آری تھیں، آگ مصنوعی نہیں بلکہ حقیقی تھی! کیونکہ اگلی
نشستوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو کچھ جہنم کا مزہ آگیا تھا۔

اشیج نشستوں کی سطح سے کافی بلند تھا! اس نے اس بات کا اندازہ کرتا مشکل تھا کہ آگ
پورے اشیج پر پھیلی ہوئی ہے یاد رہیا میان میں کچھ جگہ خالی بھی رکھی گئی ہے! ویسے بادی انظر میں
بھی معلوم ہوتا تھا کہ پورے اشیج پر آگ کی لپتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے!
اچانک سارا ہال موسمیقی سے گونجنے لگا... اور آگ کی لپتوں کے درمیان ایک حسین چبرہ
دکھائی دیا۔ بھی آگ ہی کا معلوم ہوتا تھا۔

آگ۔۔۔ موسمیقی... اور آٹھیں چہرے نے کچھ ایسی فضا پیدا کر دی کہ مشاشیوں کو رقص
کے آغاز و اختتام کا احساس ہی نہ ہو۔ سکاشاید ہی کوئی یہ بتا سکتا کہ رقص کتنی دیر تک ہوتا رہا تھا!
تالیوں کی گونج پر لوگ چونکے اور انہیں احساس ہوا کہ وہ مشتعلی طور پر تالیاں پیٹ رہے
ہیں! اس میں ان کے ارادے کو دھل نہیں تھا!

متواتر ذریعہ گھنٹے تک اشیج پر آگ نظر آتی رہی اور اس اثناء میں مورنیا نے تین رقص پیش
کئے! ایک میں وہ تھا تھی اور دور رقص اس نے چار لاکیوں کے ساتھ پیش کئے تھے۔

پروگرام کے اختتام پر گرین روم کے سامنے آدمیوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا! وہ
سب مورنیا کو قریب سے دیکھنے کے خواہش مند تھے۔ اس نے عمران کو یقین تھا کہ وہ کسی چور
دروازے سے نکل کر اپنی قیام گاہ کی طرف جا گے کی!

پلازا کی عمارت دو منزل تھی! پیچے ہال تھا اور اپری منزل پر گرینڈ ہوٹ! مورنیا بھیڑ سے
پیچے کے لئے ہوٹل ہی کو راہ فرار بنا کر تھی! اس کے علاوہ اور کوئی راست نہیں تھا!

ہوٹل کے دو زینے تھے۔ ایک تو سڑک پر تھا اور دوسرا اگلی میں! عمران نے سڑک والے
زینے کو بھی ذہن سے نکال دیا اور سرے لمحے میں وہ اگلی کی طرف بڑھ رہا تھا! اگلی تینی ضرور تھی
لیکن تاریک نہیں تھی اور دہان کچھ جہنم کا مزہ آرکے لیے کار کھڑی دکھائی دی اور اگلی میں اس کی
موجودگی کی کوئی سُک نہیں تھی! عمران بڑی تیزی سے اگلی سے نکل کر اپنی نو سیئر کے قریب آیا

اور اسے یہ دیکھ کر بالکل حرمت نہیں ہوئی کہ اس میں کیپٹن فیاض بر اعتمان ہے!
اے شام ہی سے اس کا احساس تھا کہ کیپٹن فیاض اس کا تعاقب کر رہا ہے!

اس نے اس کی طرف دھیان دیئے بغیر دروازہ کھولا اور اسٹرینگ کے سامنے بیٹھ کر اجنبی
انتشار کیا!.... پھر گاڑی پلازا کی عقبی گلی کی طرف ریگنے لگی! عمران اتنی بے تعلقی سے
اسٹرینگ کر تارہا ہے اسے اپنے قریب فیاض کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔

"کہہ چل رہے ہو!" اچانک فیاض نے پوچھا اور عمران "اے باپ!" کہہ کر اس طرح
اچھل پڑا کہ گاڑی ایک دیوار سے تکڑاتے تکڑاتے پڑی... اوز پھر عمران کے طلق سے کچھ اس
فترم کی آوازیں نکلنے لگیں جیسے وہ نیند کی حالت سے ڈر کر جاگ پڑا ہو!

"کیا یہ ہو گی ہے! گاڑی سن چلاو!" فیاض نے اسٹرینگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا!

"نہیں! میری جیب میں کچھ نہیں ہے!" عمران رو دینے والی آواز میں بولا۔ "تم لے لو
بھائی!"

"او عمران کے بچے!"

"آں... ہائیں... تو یہ تم ہو! فیاض...!" عمران بڑ بڑا۔ "اگر میرا بہت فل ہو جاتا تو..."
"جی کہتا ہوں کسی دن تھا ری ساری سچی نکال دوں گا!" فیاض نے تاخوٹگوار لجھ میں کہا۔
عمران کچھ نہ بولا! اس نے اپنی نو سیئر گلی میں کھڑی کر دی! وہ بھی کار سے کافی فاصلے پر تھے اور
نو سیئر اندر ہرے میں تھی! عمران نے انہیں بند کر دیا۔

"یہاں کیوں آئے ہو؟" فیاض نے پوچھا!

"تم سے عشق ہو گیا ہے مجھے!" عمران ایک مھنٹدی آہ بھر کر سینے پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔
"بہت دنوں سے سوچ رہا تھا کہ اظہار عشق کر دوں... لیکن ہمہت نہیں پڑتی تھی... آج چونکی
ہے کیوں کہ آج تم اپنی بیوی کو ساتھ نہیں لائے!۔۔۔ ظالم سماج کے ڈر سے... اے باپ
اے باپ... مذہب کے مٹکیداروں کے ڈر سے... اور وہ سب کیا ہوتا ہے... وغیرہ وغیرہ
وہی سب کچھ جو رومانی نادلوں میں ہوتا ہے... وہ سب کچھ کہنے کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے
تم سے پر ٹیک ہو گیا ہے... آؤ ہم تم بہت دور بھاگ جیں... بہت دور... مغل قطب شاہی یا
قطب جنوبی یا قطب کی لائٹ... ہائیں میرے پیٹ میں یہ میٹھا میٹھا درد کیوں ہو رہا ہے... شاید
اکی کامام محبت ہے کوئتھے... اے باپ رے باپ بھوک لگی ہے... اور میں اس وقت کو فتح
کھانا پنڈ کروں گا! فیاض مائی ڈیزیر... ہپ!... شش شش... خاموش!"

مورنیا زینوں سے اتر کر کار کی طرف بڑھ رہی تھی! اس کے ساتھ تین مرد بھی تھے!

”بکواس مت کرہ“ فیاض پھر اکھر گیا!
اگلی کار ہوٹ الاسکا کے سامنے رک گئی! مور نیا اور اس کے تینوں ساتھی اتر کر ہوٹ میں
چلے گئے اور عمران اپنی گاڑی کافی فاصلہ پر روک کر فیاض کو دیں بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہوا آگے بڑھ
گیا۔ ہوٹ کے پورچ میں بل کیپن تھا کھڑا تھا اور وہ اس کے قریب سے گزر کر اندر گئے تھے
عمران پورچ میں ہی رک کر بل کیپن سے غپ لڑانے لگا! باتوں ہی باتوں میں اس نے صرف
مور نیا کی اس ہوٹ میں رہائش کے متعلق معلوم کر لیا بلکہ یہ بھی پوچھ لیا کہ وہ اور اس کے
ساتھی کن نمبروں کے کروں میں ٹھہرے ہوئے ہیں!

مور نیا نے اپنی جائے قیام کے متعلق کوئی اعلان نہیں کیا تھا! اس لئے محدودے چند لوگ
ہی اس کی رہائش گاہ سے واقف تھے! اس نے بل کیپن سے یہ بھی معلوم کر لیا کہ وہ کون اوقات
میں ہوٹ میں ہوتی ہے!

واہی پر فیاض نے اس سے پوچھا ”یہ کس عورت کا تعاقب ہو رہا تھا؟“

”ایک ایسی عورت کا جس کا شہر اسے طلاق دینا چاہتا ہے اور میں طلاق کے لئے جواز تلاش
کر رہا ہوں! سو پر فیاض! تم میرے بڑی کے معاملات میں ناگ ملتا ہیا کرو سرا غربتی میرا
پیٹ نہیں بھرتی۔“

۱۲

دوسری صبح عمران نے ایک پیک ٹیلیفون بو تھے سے کیپن فیاض کو غربتی کے کوٹ کے لئے
فون کیا! جواب میں فیاض نے بتایا کہ بہت زیادہ مشغول ہے۔ لیکن کسی طرح ایک کھنک کے
اندر ہی کوٹ اسے بھجوادے گا۔!

عمران اپنے فلیٹ میں واپس آکر اس کا انتظار کرنے لگا! لیکن کوٹ سے پہلے لیڈی تویر پہنچ
گئی اس کا چہرہ ستا ہوا تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ساری رات جاگتی رہی ہو!
”لیں مائی لیڈی“ عمران کری سے اٹھتا ہوا بولا!

”بیٹھو! بیٹھو!“ لیڈی تویر نے مضطربانہ انداز میں کہا ”اور خود بھی ایک کری میں گر گئی۔
بوجی پکن میں ناشتہ تیار کر رہی تھی!“

”میں تم سے بہت کچھ کہنے آئی تھی گراب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں! اب میں
تم سے ایک کام اور لینا چاہتی ہوں!“

اگلی کار کے گلی سے نکلتے ہی عمران کی نوسیر بھی آگے بڑھ گئی!.... فیاض ناموشی سے سب
پکھ دیکھتا ہا! نوسیر اگلی کار کا تعاقب کر رہی تھی! فیاض نے مور نیا کو پہچانا نہیں تھا! کیوں کہ اس
کے کوٹ کے کار پر لگے ہوئے سمور کی بلندی اس کے کانوں کے اوپری حصے تک تھی!.... اور
اس کے سر پر ہیئت بھی تھا! عمران نے بھی محض انداز اسے مور نیا کو سمجھ لیا تھا! اگر یہ حقیقت تھی
کہ اس نے اندازہ کرنے میں غلطی نہیں کی تھی۔

”ہاں پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کیا کہتی ہے؟“ عمران نے اچانک پوچھا!
”زہر... اور پیشانی کا زخم!...!“ زخم کے اندر جھوٹے چھوٹے سے نگریزے میں ہیں اور ان میں
سے بعض تو بدی میں گھستے چلے گئے تھے! ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ نگریزے کی پریشر میں
سے پھیلے گے ہوں... اور نوعیت کے اعتبار سے وہ روشن کی سرخ بجروں سے مختلف ہیں
ہیرے کی طرح کسی بلوریں پتھر کے نگریزے سمجھ لو!“

”ہاں تو... میرا خیال غلط نہیں تھا!“

”تمہارا خیال غلط بھی تھا ہے پیارے!“ فیاض اس کی پشت پر ہاتھ پھیرنے لگا۔
عمران کچھ نہ بولا! وہ بڑی سمجھدی سے کسی مسئلے پر غور کر رہا تھا! تھوڑی دیر بعد فیاض نے کہا
”ہاں ایک دوسری خاص بات۔ جو نوعیت کے اعتبار سے عجیب ہے۔ وہ انگوٹھی اب بہت زیادہ
پر اسرا رہ گئی ہے۔“

”کیوں؟ پر اسرا رکیوں؟“

”کوٹ کے اندر وی جیب کا استر پہنا ہوا نہیں تھا!... کہیں بھی کوٹ میں کوئی رختہ موجود نہیں
ہے جس کے ذریعہ انگوٹھی اپر اور... استر کے درمیان پہنچ کے! تم خود سوچو کہ ایسی صورت
میں اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ انگوٹھی دیدے دانتے کوٹ کے اندر رکھوائی گئی تھی!“

”لیکن وہ نکالی کس طرح گئی تھی؟“ عمران نے پوچھا۔

”کوٹ کے دامن میں خفیف سا شگاف دے کر!“

”ہاں تو اچھا ہو کوٹ! اسے میرے پاس بھجوادیں!“

”بھجوادیں گا۔— مگر اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے!“

”مقصد بتانے کی فیس مبلغ ساڑھے چار آنے ہوتی ہے!“

”یاد عمران خدا کے لئے مذاق نہ کرو!“

”یہی جملہ اگر تم نے تاک پر انگلی رکھ کر کہا ہوتا تو تمہاری بیوی سیدھی میرے دفتر چلی آئی
اور مجھے اس سے کافی فائدہ پہنچتا!“

”توہ توہ! عمران اپنے کان انیشہ کر منہ پیٹتا ہوا بولا“ آپ کام لینا چاہتی ہیں یا میرا کام تماں کرنا چاہتی ہیں؟“

”میری بات تو سنو!“

”سنا یئے صاحب!“ عمران بے بُنی سے بولا!

”ایک بوگس ڈاکٹر کے متعلق معلومات فراہم کرنی ہیں جو اسی معاملے میں سر توپر کو بلک میل کرنا چاہتا ہے۔ اس نے شاید انہیں غزالی کے دروازے پر دنک دیتے دیکھے لیا تھا۔!“

عمران نے ایک طویل سانس لی اس کے چہرے پر اطمینان نظر آنے لگا! جیسے کوئی بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہو!

”اچھا تو آپ دونوں ہی بھی چاہتے تھے کہ غزالی یہاں سے چلا جائے!“

”ہاں یہ درست ہے!“ لیدی توپر نے جواب دیا!

”تو پھر آپ اب نک یہ کیوں ظاہر کرتی رہی تھیں کہ آپ یہ سب کچھ سر توپر کے علم میں نہیں کر رہی ہیں!“

”ضرورت! اگر میں ایسا نہ کرتی تو تمہیں میرا کام ملکہ خیز معلوم ہوتا اور تم غزالی کو چھوڑ کر میرے ہی پیچھے پڑ جاتے اور اگر میں یہ نہ کرتی تو پانچ ہزار کی پیش کش مسخرہ پن معلوم ہوتی! میں دراصل اپنے روپیہ سے یہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ مجھے غزالی کی طرف سے بلک میلک ہ خدا شہ ہے لیکن حقیقت یہ نہیں تھی!“

”پھر حقیقت کیا ہے؟“

”کچھ بھی ہو! لیکن وہ ایسی نہیں ہے جس کی بناہ غزالی کی موت میں ہمارا تھا ہو سکے!“

”آپ نہیں بتانا چاہتیں!“

”میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ تم اس واقعہ کو بھول جاؤ! کوئی ایسی حرکت نہ کرو، جس سے میرا را طشت از بام ہو جائے.... اور اگر تم اس نقلی ڈاکٹر کو بھی روک سکو تو اس کی اجرت الگ! وہ بھی معمولی رقم نہ ہو گی سمجھے!“

”سچا اگر آپ دونوں یعنی آپ کے ساتھ سر توپر بھی اس معاملے میں کسی ایک ہی مقصد کے تحت دچکی لے رہے ہیں تو میں مطمئن ہوں! لیکن ایک نہ ایک دن تو آپ کو اپناراز مجھے بتانا ہی پڑے گا!“

”فضل باتیں چھوڑو اس نقلی ڈاکٹر کے لئے کیا کرو گے!“

”بھلامیں اسے کہاں ڈھونڈتا پھر وہ گا اور پھر اگر اس کی لاش سے بھی ملاقات ہو گئی تو خدا

”کوئی یادہ دکھاؤں گا!“

”عمران.... بیٹھی..... خدا کے لئے مجھ پر حرم کرو!“

”اچھا تو جائے!.... سر توپر سے کہہ دیجئے گا کہ جیسے ہی ڈاکٹر پھر نظر آئے اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیں پھر میں سب کچھ دیکھ لوں گا! آپ.... مگر.... آپ.... مجھے سب کچھ بتائیں گی!“

”سر توپر نے مشورہ لئے بغیر میں کچھ نہیں کہہ سکتی!.... ہاں تم اس بوگس ڈاکٹر والے معاملے کے لئے کتنا طلب کرو گے!“

”کچھ بھی نہیں۔ میں نیک کام مفت کروں گا!....“

”میں تمہارے متعلق بہت کچھ معلومات فراہم کر چکی ہوں! تم آخر رحمان صاحب کی مرضی کے مطابق زندگی کیوں نہیں بسر کرتے!“

”وہ خود میری مرضی کے مطابق زندگی کیوں نہیں بسر کرتے....“ عمران گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا کھڑا ہو گیا اور پھر آہستہ سے بولا۔ ”اب میں اجازت چاہوں گا!“

لیڈی توپر چل گئی! لیکن اس نے عمران کے اس روپیہ پر بہت بر اساس نہ بتایا تھا!

عمران میز پر طبلہ بجانے لگا! پھر چمک کر روشنی کو آواز دی۔

خواری دیر بعد دونوں ناشت کر رہے تھے.... روشنی کچھ اکھڑی اکھڑی نظر آرہی تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ برس پڑنے کے لئے کوئی بہانہ تلاش کر رہی ہو!

ناشتر کے دروانی میں کمپن فیاض کا آدمی غزالی کا کوٹ لے کر آیا اور واپس بھی چلا گیا!

کاروبار تو اچھا چل رہا ہے!“ عمران نے روشنی سے کہا تھا اور روشنی نے جواب میں زمین و آسمان ایک کر دیئے! عمران کی شخصیت کا کوئی پہلو ایسا نہیں بچا جس پر روشنی نے نکتہ چینی نہ کی ہو۔

”پرواہنہ کرو!“ عمران بڑو دیا۔ ”ایک دن تم بھی اس کی عادی ہو جاؤ گی۔“

”نہیں میں تھاںی میں پاگل ہو جاؤں گی! تم مجھے اپنے دوستوں سے کیوں نہیں ملاتے!“

”ملاؤں گا.... ذرا حالات درست ہو جانے دو.... اچھا.... ہب.... لب میں کام کرنا چاہتا ہوں!“

عمران نے کہا اور غزالی کا کوٹ الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا امن میں بیچے کی طرف ایک چھوٹا سا شکاف تھا۔ جو غالباً انگوٹھی کے اندر سے نکالنے کے لئے بنایا گیا تھا بہر حال کوٹ کا اچھی طرح

جاگڑہ لینے پر فیاض کے بیان کی تصدیق ہو گئی فی الواقعت دوسرا کوئی ایسا سوراخ موجود نہیں تھا جس سے انگوٹھی استر اور اپر کے درمیان پہنچ سکتی ہو.... پھر وہ انگوٹھی اندر کس طرح پہنچی!

عمران سوچنے لگا کہ دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہ دیزیدہ دانتہ اپر اور استر کے درمیان

رکھوائی گئی ہو؟ مگر مقصد...؟ کیا خود انگوٹھی کی حفاظت! مگر انگوٹھی فیاض کے بیان کے مطابق زیادہ قیمتی نہیں تھی! اس پر کوئی نگینہ بھی نہیں تھا! نگینہ کی جگہ سمعظ تھی اور اس پر "غزالی" کندہ تھا! وہ سوچ رہا تھا کہ انگشتی پر نام کندہ کرتا بھی... کم از کم موجودہ دور میں رائج نہیں ہے... پھر مقصد؟....

وہ کافی دیر تک خیالات میں ڈوارہا پھر اس نے غزالی کے کوٹ کا استر ادھیڑنا شروع کر دیا... دیر ضرور لگی لیکن محنت ضائع نہیں ہوئی... بینے پر بکرم کی جگہ... ٹرینگ کلا تھ لگا ہوا دیکھ کر عمران چونکا... اور پھر دوسرے ہی لمحہ میں اس نے ایک موبائل سانس لی! ٹرینگ کلا تھ پر سیاہ رنگ کی تحریر تھی....

عمران اسے پہنچا رہا... اور اس کے ہونت پہنچتے رہے!....

تحریر پڑھنے کے بعد اس نے ٹرینگ کلا تھ کے ٹکڑے کو بڑی احتیاط سے میز کی دراز میں رکھ دیا اور باسیں طرف کا استر ادھیڑنے لگا... اور بھی بکرم کی بجائے ٹرینگ کلا تھ ہی نکلا لیکن یہ بالکل سادہ تھا... عمران نے اسے بھی نکال کر دراز میں ڈال دیا!

روشی بیکار بیٹھی تھی!... اس نے ایک بار پھر عمران سے اپنی آکتاہت کا تذکرہ کیا!

"ہاں واقعی" عمران مسکرا کر بولا۔ "بیکاری آدمی کو بیمار ڈال دیتی ہے! اچھا تو بیکار مت نہیوں اس کوٹ کا استر دوبارہ سی ڈالو!"

"تم نے اسے ادھیڑا کیوں اور یہ کس کا ہے؟" روشنی نے پوچھا! وہ اس وقت کرنے میں موجود نہیں تھی جب عمران نے اس کا استر ادھیڑ کر ٹرینگ کلا تھ نکالا تھا!....

"میرا ہی ہے!" عمران نے سمجھی گئی سے کہا! "میں بیشہ پرانے کوٹ خرید کر پہنچتا ہوں اس طرح کئی عدد کوٹ ہو جاتے ہیں اور یہ تو تم جانتی ہی ہو کہ ہر روز کوٹ تبدیل کرنے والے بیشہ بڑے آدمی ہو اکرتے ہیں!"

اسی شام کو عمران پھر پلازا میں جا پہنچا!... لیکن آج اس کے ساتھ اس کا دوست پر دفیر بھی تھا! وہی جس سے عمران نے سکریٹ کے پکٹ پر پنسل سے کئے ہوئے دخنپڑھوائے تھے آرکسٹرا کے نکشوں کا انتظام پہلے ہی سے کر لیا گیا تھا... اور اس بات کا خاص خیال رہا گیا تھا کہ پچھلی نشتوں کی قطار میں جگہ ملے!

"مگر آج غالباً معرکت الارار قص خبیں ہو گا!" پروفیسر نے کہا! "وہی آگ والا!"
"پروہ نہیں! عمران سر ہلا کر بولا" بس جیسے ہی میں ریڈی کھوں! اپنے ہوش و حواس سنجال لینا۔! سمجھے!

"لیکن آخر اس حرکت سے فائدہ ہی کیا!... اگر پکڑے گئے تو... تم خود سوچو... میری کتنی بدلتی ہو گی! ایک نہیں میرے درجنوں اسٹوڈنٹ ہاں میں موجود ہوں گے!"

"اس صورت میں قطعی یہ نہ ظاہر ہونے پائے گا کہ تم میرے ساتھ ہو! بس پیداے...!"
"تم سے پچھا چھڑ لینا آسان کام نہیں ہے!" پروفیسر نے بے بسی سے کہا۔ رقص شروع ہوا... وہ بڑے سکون کے ساتھ لطف انداز ہوتے رہے!

چوتھے سیٹ کا آغاز ہوتے ہی عمران نے پروفیسر کی طرف جھک کر آہستہ سے ریڈی نہیں... اور پروفیسر سنبھل کر بیٹھ گیا... مورنیا اسٹچ پر ایک طریقہ رقص پیش کر رہی تھی! اچانک ایک چھوڑ اس کے چہرے سے نکرانی اور وہ بے تحاشا خیج مار کر پس منظر کے پردے پر الٹ گئی چھوڑ اپنے تو نیچے گری پھر اسٹچ سے اڑ کر "ٹچ ٹچ" کرتی ہوئی ہاں کے تاریک گوشوں میں پکڑ لگنے لگی اپرده فور آہی گر دیا گیا اور سارا ہاں تماشا یوں کے شور سے گونجے لگا!... اور پروفیسر عمران سے کہہ رہا تھا!

"تم آدمی ہو یا جادو گر!... تم نے آخر سے کس طرح پھینکا کہ مجھے بھی احساں نہ ہو۔ کا!"

"اسے چھوڑو" عمران بولا۔ "یہ بتاؤ کہ وہ کس زبان کی الفاظ تھے"

"جر من!" پروفیسر نے کہا۔ "اور ادو میں ان کا مفہوم" خدا غارت کرے" کے علاوہ اور کسی دوسرے الفاظ میں نہیں ادا ہو سکتا!"

"تمہیں یقین ہے کہ جر من ہی کے الفاظ تھے!"

"سو فصدی" پروفیسر بولا!

"شکریہ! دوست تمہیں میری وجہ سے خاصی تکلیف اٹھانی پڑی!"
"مگر آخر اس کا مقصد کیا تھا!"

"کچھ نہیں بلکہ ایک تجربہ... اور اب یہ حقیقت مجھ پر واضح ہو گئی ہے کہ ہر آدمی بے خبری اور خوف کی حالت میں بیشہ اپنی مادری زبان بوتا ہے... سبحان اللہ... کیا قدرت کے کاغذ نہیں... قربان جائیے...!"

"میں اب بھی نہیں سمجھا!"

"یہ بیجا دی حقیقت جر من ہے مگر خود کو اطالبوں ظاہر کرتی ہے!"

چالی تھی! بالکل اسی انداز میں جیسے وہ اس کے ملازم ہوں اور ان سے ہمیشہ انگریزی میں گلکو کرنی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ سب بجوعی حیثیت سے انگریزی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں سمجھ سکتے تھے! آرٹا مونوف پر عمران نے خاص طور پر نظر رکھی تھی! ایک طویل القامت اور قوی الپٹ آدمی تھا۔ اس نے چہرے کے دوسرے خدوخال کی مناسبت سے ٹھوڑی بہت زیادہ بھاری تھی اس نے چہرہ بے ذوال سامعلوم ہوتا تھا چلنے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ بلکل ہی انڈرا اہٹ کا شہر ہوتا تھا! حالانکہ وہ حقیقتاً انڈرا اہٹ نہیں تھی!

آج عمران پھر مورنیا کی بے خبری میں اس کا تعاقب کر رہا تھا وہ اپنے سارے ساتھیوں سیست ایک بڑی اسٹیشن و میکن میں سفر کر رہی تھی اور ایک مقایی آدمی بھی ان کے ساتھ تھا!... رات کے دو بجے تھے اور وہ پلازا کے پروگرام ختم کر کے واپس ہوئی تھی! مگر اسٹیشن و میکن ان راستوں پر نہیں چل رہی تھی جو ہوٹل الاسکا کی طرف جاتے تھے۔

عمران کی ٹو سینٹ تعاقب کرتی رہی! عمران تھاہی تھا!...

پھر اسٹیشن و میکن ایک ایسی بستی میں داخل ہوئی جہاں زیادہ تر اونچے بُلٹے کے لوگ آباد تھے... اور یہاں دور دور تک شاندار عمارتیں پھیلی ہوئی تھیں!... لیکن آبادی کھنی نہیں تھی!... ہر عمارت الگ حیثیت رکھتی تھی اور ایک سے دوسری کے درمیان میں پکھنہ پکھنہ ضرور تھا.... بستی کے باہر دو اطراف میں جنگلوں اور کھنیوں کے سلسلے تھے۔

اسٹیشن و میکن ایک عمارت کے سامنے رک گئی! عمران بہت زیادہ احتیاط برپ رہا تھا!... اس نے اپنی کار کی ہیڈ لائیٹس پہلے ہی سے بچا رکھی تھیں!...

دو تین آدمی اسٹیشن و میکن سے اترے اور پھر سب ہی نیچے آگئے! وہ گاڑی سے کوئی بہت وزنی چیز اتنا نے کی کوشش کر رہے تھے اور اسے نیچے اتنا نے میں تاخیر کا بدبعمراں کی سمجھ میں نہ آسکا جب کہ یہک وقت کئی آدمی کوشش کر رہے تھے! آخر تھوڑی ہی دیر بعد حقیقت واضح ہو گئی انہوں نے ایک بہت بڑا گھر اتنا رکھا!... لیکن انہیں اسے پھر زمین پر ڈال دینا پڑا اور دونوں آدمی اسے دبائے رہے بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا ہیسے وہ کوئی جاندار چیز ہو اور انہیں اس بات کا خداش ہو کر اگر وہ اسے دبائے نہ رہے تو وہ ان کے قبضے سے نکل جائیگی۔

بدقت تمام وہ اسے انھا کر سامنے والی عمارت میں چلے گئے۔

عمران نے مضری بانہ انداز میں اپنے شانوں کو جنبش دی!—!

چند لمحے اسی جگہ کھڑا رہا!... پھر بڑی تیزی سے ایک سمت چلنے لگا! اسے یاد آگیا تھا کہ اس بیٹی میں ایک سر کاری ہپتال تھا جہاں پیک کے استعمال کے لئے میلیوں بو تھے بھی ناہوا ہے!

”اوہو! اچھا!“ پروفیسر نے حیرت سے کہا ”تب تو تجربہ واقعی بہت کامیاب رہا میں سمجھتا کہ تم پر وہی طالب علمی کے زمانے والا لفظاً پر سوار ہو گیا ہے۔— مگر عمران کیا پکڑ رہے ہے... کوئی خاص بات... آہا میں یہ بھول ہی گیا تھا کہ تم آج کل ہی نبی آئی میں کام کر رہے ہو!...“

”کبھی کر رہا تھا۔ اب اس عقیدے دیا ہے! نہیں اس تجربے کا تعلق کسی اہم واقعہ سے نہیں تھا! اب یونہی خیال پیدا ہوا تھا کیوں کہ اس عورت کے خدوخال اطاallow میں جیسے نہیں ہیں۔ لہذا میں نے کہا ہے تجربہ بھی ہو جائے۔“

”مگر پھر آخر اس نے یہ ڈھونگ کیوں رچایا ہے!“ پروفیسر کچھ سوچتا ہوا بڑا بڑا۔

”یہ بھی کوئی خاص بات نہیں!“ عمران نے لاپرواں سے کہا ”جنگ عظیم کے بعد سے یورپ میں جرمنوں کی طرف سے عام بیزاری پائی جاتی ہے... لہذا خود کو جرم نظاہر کر کے وہ اپنے زیادہ مقبول نہ ہو سکتی!“

پروفیسر کچھ نہ بولا... عمران نے بڑی خوبصورتی سے بات بنا لی!...

ہوٹل الاسکا میں ایک بہت قمل بیگنگ کرائے بغیر کرہ حاصل کر لیا آسان کام نہیں تھا لیکن عمران کو اس کے بے تکلف احباب بھوت بھی کہتے تھے، لہذا وہ بھوت ہی تھہرا اس نے ایک چھوڑ دو کرے حاصل کئے۔ ایک اپنے لئے اور ایک روشنی کے لئے! اور اسی کاریئر میں حاصل کئے جس میں مورنیا سلانخو اور اس کے ساتھیوں کے کرے تھے!

روشنی اب اسکرٹ کی جگہ فراؤ اور شلوار میں رہتی تھی! کبھی کبھی جپر اور غرارے میں بھی نظر آ جاتی تھی! اسے مشرقی بلاس بہت پسند تھے اور مخفی مشرق اور مغرب کے اس امداگان کی بناء پر مورنیا کی پارٹی کے مرد اس میں بہت زیادہ دلچسپی لینے لگے تھے جب روشنی ان میں متعارف ہو گئی تھی تو عمران کیسے نہ ہوتا!... اس نے بہت جلد ان پر اپنی حافظت کا سکھ جانا لایا خاص طور پر مورنیا کے لئے تو وہ ایک ایسا لطیفہ تھا جس کے بغیر کھانے کی میز پر بے رونقی نہ رہتی تھی۔

دوسری طرف اس کی پارٹی کے مردوں کا خیال تھا کہ اگر انہیں ایسے ہی دوچار یو ٹوف نم کے شوہر اور مل گئے تو ان کا وقت کافی دلچسپیوں میں گذرے گا۔

بہر حال عمران ان لوگوں کو بہت فریب سے دیکھ رہا تھا!... مورنیا اپنے ساتھیوں کے

اس نے بو تھے میں داخل ہو کر بڑی تیزی سے کیپن فیاض کے نمبر ڈائل کے ... اسے
یقین تھا کہ وہ اس وقت گھر ہی پر ہو گا کیونکہ اس کی بیوی ان دونوں بیمار تھی۔

”بیلو! فیاض۔!“ میں عمران بول رہا ہوں ... روپ گنگر سے ... ہاں ... اور میں ٹیکال
میں غیر قانونی طور پر داخل ہونے جا رہا ہوں! اگر تم چاہو تو تمہیں ایک گھنٹے بعد وہاں میری لائِ
تیار ملے گی ... نہ پر اگر اس سے پہلے پہنچ گئے تو ہو سکتا ہے کہ غزالی کے قاتلوں کا دبوا
کر سکو!“

”سمجھ گئے نا ... ہاں! ... بس ... ختم!“

عمران ریسیور کپ سے لگا کر پھر باہر آگیا اور بہت تیزی سے اپنی کار کی طرف والیں جا رہا تھا
کار کے قریب پہنچ کر اس نے اس کی اٹھنی کھوئی اور اندر باتھ ڈال کر کچھ ٹونکے لگا ...
اس اٹھنی میں دیبا بھر کی بلا میں بھری رہتی تھیں اور عمران اسے ہمیشہ متفل رکھتا تھا! ...

۱۶

موریا سلانگو اس وقت عورت نہیں معلوم ہو رہی تھی ... اور شے اس کے خود خال میں
نوانتیت کا شاہرہ رہ گیا تھا! ... وہ اس دیسی کو بھوکی شیرنی کی طرح گھوڑ رہی تھی جو ان
کے سامنے ایک کرسی میں رہی سے جکڑا بیٹھا تھا! ... اس کے علاوہ ایک دیسی آدمی اور نہ
تھا ... لیکن وہ موریا کے آدمیوں کے ساتھ تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا بے تعلقاتہ انداز میں
سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لے رہا تھا! ...

” بتاؤ!“ موریا اگر جی! ”ہڑتال کیوں ناکامیاب ہوئی تھی۔“

”میں نہیں جانتا!“ کرسی میں بندھے ہوئے آدمی نے جواب دیا۔

”آرٹا مونوف!“ موریا نے آرٹا مونوف کی طرف دیکھے بغیر اسے مخاطب کیا!
”ہاں مادام!“

”اس کے بازوؤں پر تھجبر کی نوک سے انقلاب لکھو!“

آرٹا مونوف جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکال کر دیسی کی طرف بڑھا اور دیسی ہندیانی انداز میں
چیخنے لگا ”تم مجھے خوف زدہ نہیں کر سکتے ... تم میرا کچھ نہیں بلکہ سکتے ...“
آرٹا مونوف نے چاقو کی نوک اس کے بازو میں اتار دی ... دیسی نے اپنے ہونٹ بھینٹ لئے
اب وہ خاموش ہو گیا تھا ... بالکل بے صہ و حرکت ... صرف اس کی آنکھوں ...

تکلیف کے احساس کا اظہار ہو رہا تھا! ...

”بس اب بہت جاؤ!“ موریا بیوی! ...

آرٹا مونوف نے چاقو ہٹایا ... دیسی کی آستھوں سے خون کی بوندیں پک رہی تھیں!

”اب بتاؤ“ موریا نے اسے مخاطب کیا!

”ہاں ... اب میں ضرور بتاؤں گا! ... سنو!“ دیسی دانت پیس کر بولا!“ میں تمہارے ساتھ

تھا ... میں اپنی زندگی سے کھلیا ہوں! میں نے تمہارے لئے کیا نہیں کیا! ... لیکن اب تمہاری

پول کھل چکی ہے! ... تمہاری تنظیم کا دعویٰ ہے کہ ساری دنیا کے آدمیوں کی بھی خواہ ہے!

لیکن یہ دعویٰ ایک کھلا ہوا جھوٹ ہے! ... تمہاری تنظیم ساری دنیا میں ایک مخصوص قسم کا

انقلاب لانا چاہتی ہے۔ محض اس لئے کہ دنیا کے کسی گوشے میں اس کے مخالف نہ رہ جائیں ...

اور وہ ملک ساری دنیا پر اپنی چودہ رہا بہت قائم کرے جو اس تنظیم کا مرکز ہے! ...“

”آرٹا مونوف!“ موریا نے انتہائی سرد لمحے میں کہا! ”اس کی ران پر انقلاب لکھو!“

آرٹا مونوف نے اس کی رانوں پر چاقو کی نوک سے وہی عمل شروع کر دیا! ...

دیسی اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے پھر کے بت کی طرح موریا کو گھوڑ رہا تھا!

”اب کیا کہتے ہو!“ موریا نے تھوڑی دری بعد کہا۔

”میں تم پر تھوکتا ہوں!“ دیسی نے کمپاپنی ہوئی آواز میں کہا ”تم مجھے جہنم کی رقصہ ہو!“

”آرٹا مونوف اس کے دامنے کا ان کا نچلا حصہ کاٹ دوا!“ موریا نے اتنے پر سکون انداز میں
کھاچیے وہ اسے انعام دلواری ہو!

آرٹا مونوف نے اس کے دامنے کاں کی لاواڑی! دیسی اپنی جیخ کی طرح نہ روک سکا!

موریا خاموشی سے اسے دیکھتی رہی پھر اس نے آرٹا مونوف کو الگ بہت جانے کا اشارہ کیا!

دیسی کے کان سے خون کی دھار نکل کر گردن پر پھیل رہی تھی!

”تم اپنی زندگی سے کیوں بیزار ہو!“ اس دیسی نے کھا جو دور کھڑا سگریٹ پی رہا تھا!

”بھائی!“ رُخی کر لما ”خدا تمہیں عقل دے ... ایک دن تمہارا بھی یہی حشر ہونے والا ہے ...“

گر اس وقت چاقو تمہارے اپنے ہی کی بھائی کے ہاتھ میں ہو گا! ... ملک و قوم سے غداری
کرنے والے کا یہی انجام ہونا چاہئے ... اور میں تو خوش ہوں کہ مجھے انہیں لوگوں کے ہاتھوں

بڑا مل رہی ہے۔ جنہوں نے مجھے بہکایا تھا!“

”خاموش رہو!“ موریا بیچنی! ”تمہاری ہڈیوں پر سے ایک ایک بولی کر کے گوشت اتارا

چلے گا!“

نایاب ہو گیا تھا۔ وہ بوکھلا کر اس کی طرف دوڑے حتیٰ کہ وہ آدمی بھی اچھل کر الگ بہت گیا جو ارشاد سے گھٹا ہوا تھا مورنیا کے چیر زمین سے تقریباً ایک بالشت اونچے تھے اور اس نے دونوں ہاتھوں سے رہی پکڑ رکھی تھی ورنہ اس کی گردن بھی کی نوٹ جھلی ہوتی... گردن پر چندے کا زور نہیں پڑ رہا تھا!... وہ اسی طرح لکھی ہوئی، ستر یا ای اندماز میں جھین رہی!

۱۷

عمران نے رہی کا دوسرا سر اور پری منزل کے ایک ستون کے گرد لپیٹ کر گرہ لگادی تھی! عمارت میں ان لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا.... اور اس نے یہ حرکت محض! اس لئے کی تھی کہ وہ انہیں اس چکر میں پھنسا کر نہایت اطمینان سے ان کے باہر نکلنے کے سارے راستے مسدود کر دے!

اور در حقیقت ہوا بھی یہی! وہ سب مورنیا کو چندے سے نجات دلانے کی کوشش میں صروف ہو گئے اور عمران نے نیچے اتر کر اس کرے کے سارے دروازوں کو باہر سے بند کرنا شروع کر دیا۔ اندر والوں کو اس کی خبر بھی نہ ہو سکی! اب ایسی صورت میں عمران ان سے تنہا بھی نپٹ سکتا تھا۔ لیکن اس نے اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کی!... اگر وہ اب بھی تکمک سراغر سانی سے باقاعدہ طور پر نسلک ہوتا تو شاید کچھ نہ کچھ کر بھی گزرا ہو تا اب تو اسے بہر حال کیپن فیاض کی آمد کا منتظر رہتا تھا۔

۱۸

”اوگدھے!... آرٹا مونوف!“ مورنیا جیخی! ”رہی کو کافنا کیوں نہیں!“ ”او!... ہا!... ٹھیک!“ آرٹا مونوف اس طرح اچھل پڑا جیسے ابھی تک سوتا رہا ہو دوسروں لمحے میں وہ ایک کری پر کھڑا ہو کر رہی کاٹ رہا تھا!

ارشاد کے ہاتھ سے نکلا ہوا یو اور اب بھی فرش پر پڑا ہوا تھا! وہ کھلکھلتا ہوا اس تک پہنچ گیا۔ ابھی رہی نہیں کئی تھی کہ ایک فائر ہوا!... اور آرٹا مونوف کری سے اچھل کر نیچے فرش پر آپڑا!... جھٹکا جو رگا تو آدمی کئی ہوئی رہی نوٹ کی اور اس چیز نے مورنیا کی جان بچالی ورنہ دوسری گولی اس کے یعنی میں پیوست ہوتی!... وہ بھی آرٹا مونوف ہی کے قریب

” یہ بھی کر کے دیکھ لو!... لیکن تمہیں ہر تال کی تکاہی کے اسباب نہیں معلوم ہو سکتے!“

”آرٹا مونوف!... دوسروں کاں کی لو بھی اڑا دو!“

اس پار دلکی کے منہ سے ایک طویل چین تکلی اور وہ بیہو ش ہو گیا!

”موسیو! ارشاد!...!“ مورنیا نے دوسروں دلکی کو مخاطب کیا!

”ہا!—مادام!“

”اب کیا صورت اختیار کی جائے!“

”کوئی بھی نہیں!... وہ ہرگز نہیں بتائے گا!“

”غیر!... پرواہ نہیں!“ مورنیا نے لاپرواں سے کہا ”آرٹا مونوف! اسے ختم ہی کر دو!“

آرٹا مونوف۔ بیہو ش آدمی کی طرف پھر بڑھا۔

”ٹھہر!... ارشاد جیخا!... اس کے دامنے ہاتھ میں ریوی اور تھا اور وہ اچھل کر دور جا کر ہوا تھا۔

”کیا مطلب!“ آرٹا مونوف پلٹ کر غایبا۔

”تم سب اپنے ہاتھ اور اخالو!... اس سے پہلے میں مردوں گاہیں نے تمہارے انقلاب کی تصویر دیکھ لی!... اور اب میں بھی اس پر لعنت بھیجتا ہوں!... کاش میں اس کی جگہ ہوتا!“

”موسیو! ارشاد تم پاگل ہو گئے ہو!“ مورنیا نے مسکرا کر کہا!

”ٹھیں اب ہوش میں آیا ہوں! پاگل تو پہلے تھا!... بہتری اسی میں ہے کہ اسے کھو! دا اور میں اسے یہاں سے لے جاؤں۔ کیونکہ میری ہی بدولت یہ تمہاری گرفت میں آیا تھا!“

”آرٹا مونوف! موسیو ارشاد کا کہنا ہاں!“ مورنیا نے نرم لمحے میں کہا!

آرٹا مونوف جھک کر رہی کی گریں گھولنے لگا!...“

” یہ ایک نفیتی لمحہ تھا!... ارشاد کی تمام تر توجہ آرٹا مونوف کی طرف تھی اور وہ اس لمحے

بھول گیا تھا کہ وہاں کئی دوسروں کے آدمی بھی ہیں!“ اچانک مورنیا کے ساتھیوں میں سے ایک نے

ارشاد پر چھلانگ لگائی ایک فائر ہوا اور سامنے والی دیوار کا بہت سا پلاسٹر اور ہڈ کر فرش پر آیا

ریو اور ارشاد کے ہاتھ سے نکل کر کئی فٹ اونچا اچھل گیا!... وہ دونوں ایک دوسرے سے پڑے تھے! ارشاد اس غیر ملکی سے زیادہ طاقت ور نہیں معلوم ہوتا تھا!

”خیلی وف! گلا گھونٹ دو اس کا!“ مورنیا نے قہقهہ لگایا۔

لیکن اچانک خود اس کے طلق سے پھنسی ہوئی آوازیں نکلنے لگیں!... کیوں کہ اس کی

گردن میں دیکھنے والوں کو ایک چمندا پڑا ہوا نظر آیا!... رہی کا دوسرا سر اروشن دان تک پہنچ کر

گری.... لیکن آرنا مونوف پھر نہیں اٹھ سکا وہ دم تو رہا تھا کیوں کہ گولی اس کی پیشانی میں لگی تھی۔ ارشاد کا قہقہہ بڑا خوفناک تھا! لیکن اس نے تیر افراز نہیں کیا! اس کے ہاتھ میں روپ اور دلکھ کر کسی کی بہت نہ پڑی کہ وہ اگے بڑھتا! ارشاد دروازے کے قریب دیوار سے نیک لگائے بیٹھا تھا اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اس کچھ بھائی نہ دے رہا ہو!

کئی ہوئی رسی کا چند اب بھی مورنیا کی گردان میں تھا... اور شاید اب اسے اس کا احساس ہی نہیں رہ گیا تھا اس کی آنکھوں میں اس وقت بڑی خوفناک قسم کی چمک نظر آرہی تھی! "کیتا سنو!" اچانک ارشاد غریا۔ یہاں اس ملک میں تمہارے نیا اک ارادے کبھی شرمندہ تکمیل نہیں ہو سکیں گے۔ یہاں کی فضاء میں ایسا معاشرہ زندہ ہی نہیں رہ سکتا جو خدا کے وجود سے خالی ہو اور اب تم بھی جاؤ...."

ارشد نے جواب دیا، لیکن مورنیا اس سے پہلے ہی زمین پر گرچکی تھی! اس کی چیخ نے ارشاد کو دھوکے میں ڈال دیا وہ نہیں دیکھ سکا کہ وہ فرش پر گر کر مردہ آرنا مونوف کی صیبیں ثول رہی ہے۔ "اور تم سب!" ارشاد نے مورنیا کے دروازے ساتھیوں سے کہا "اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو یہ نہ سمجھنا کہ اس روپ اور میں اب صرف دعی گولیاں رہ گئی ہیں! میری جیب میں ابھی ایک اور روپ اور ہے.... یہ دیکھو اس نے دوسرا روپ اور جیب سے نکال کر انہیں دکھایا۔

مورنیا نے مردہ آرنا مونوف کی جیب سے ایک عجیب وضع کی چیز نکالی تھی اس نے لیئے ۶۰ لیئے اس کا رخ ارشاد کی طرف کر دیا۔

مورنیا نے عمران کی آواز سنی اور ذہب اس کے ہاتھ سے گر گیا! ارشاد بھی اس کی آواز پر چوک پڑا تھا! اب اس کا بھی احساس ہوا کہ مورنیا زندہ ہے اور اس نے اس سیاہ ہی چیز کی گئی ایک جملک دیکھی جو مورنیا کے ہاتھ سے کھڑی اودھ بھی اسے روپ اور سمجھا!

"کھڑی ہو جاؤ مورنیا! اور نہ گولی مار دوں گا!" ارشاد چیخا۔!

مورنیا بول کھلا کر کھڑی ہو گئی! اذہب آرنا مونوف کی لاش پر پڑا ہوا تھا! اپنے ساتھیوں کے ہاتھ اسکے روپاں اور نایوں سے باندھ دو! ارشاد بولا اور پھر اس نے روپ اور کارخ دروازے کی طرف کرتے ہوئے کہا! "تم جو کوئی بھی ہو! باہر ہی بھر! اگر اندر آئے تو ہوبت نہیں ہے!"

پہنچا اس نے تیرے فائر کی آواز سنی اور ساتھ ہی مورنیا کی چیخ بھی سنائی دی!

دوسرے ہی لمحے میں اس کی آنکھ دروازے کی جھری سے جاگی!

سامنے سات آنکھ آدمی اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑے تھے! آرنا مونوف کی اش بھی دکھائی دی جس کے سر کے گرد بہت ساخون فرش پر پھیلا ہوا تھا!... اور اس نے مورنیا کو اس کی جیب سے کوئی چیز نکالتے دیکھا ارشاد سے نہیں دکھائی دیا کیوں کہ وہ اسی دروازے نے قریب دیوار سے ملا ہوا بیٹھا تھا! بیہو ش دیسی اب بھی کرسی میں جکڑا ہوا تھا! عمران نے اندازہ کر لیا کہ دوسرے اسی یقیناً زندہ ہے اور اسی نے سامنے والے آدمیوں کے ہاتھ اٹھوار کھے ہیں!

لیکن مورنیا کی حرکت اس کی سمجھ میں نہ آئی! یہ بات تو پہلے ہی اس پر واضح ہوئی تھی کہ فائر مورنیا پر کیا گیا تھا کیوں نکل چیخ اسی کی تھی اور اس کے علاوہ اور کوئی دوسری عورت کمرے میں نہیں تھی!—!

وہ سمجھا تھا کہ شاید مورنیا مردہ آرنا مونوف کی جیب سے روپ اور نکال رہی ہے اور بے خبری میں اس آدمی پر فائر کر دے گی جس نے اس کے ساتھیوں کے ہاتھ اٹھوار کھے ہیں۔

لیکن اس کی توقع کے خلاف مورنیا نے اس کی جیب سے سیاہ رنگ کا ایک چینا ساذبہ نکالا! جس کی لمبائی چھ انچ سے زیادہ تر رہی ہو گئی اور چڑھائی زیادہ سے زیادہ تین چار انچ! پھر اس نے اس کا ایک سر اور وازاں کی طرف گھماتے دیکھا!

وھنما ایک خیال بکلی کی ہی سرعت کے ساتھ اس کے ذہن میں آیا اور وہ بے اختیار چیختے گا "روشی... روشنی ڈار لگ... تم کہاں ہو.... یہ آرنا مونوف کتا تھیں کہاں لے گیا!"

عمران سارے دروازوں کی مضبوطی کے متعلق اطمینان کر کے صدر دروازے کی طرف چل پڑا۔ وہ بہت بے صبری سے کمپن فیاض کا انتظار کر رہا تھا!

وہ ابھی صدر دروازے تک پہنچا بھی نہ تھا کہ اس نے فائروں کی آوازیں سنیں!... اور وہ اندر کے کسی حصے سے آتی معلوم ہوتی تھیں!

وہ اٹھے پاؤں واپس ہوا... چمک دو روپی نہیں چمڑا ہا بھر دوز نے لگا اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا سے پہلے ہی ان دونوں دیسیوں کا انتظام کر لینا چاہئے تھا! اس بارے دونوں فائروں کا بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں ختم کر دیئے گئے اپنے بھی تھے وہ اس کرے کے دروازے تک

”میں اپنی بیوی کی تلاش میں ہوں!“ عمران نے رومنے کے لمحے میں انگریزی میں کہا۔
لوگ اسے بہکا کر بیال لائے ہیں!“
پھر اردو میں بولا ”شاباش گھبرانا نہیں! میں سی آئی ذی کا آدمی ہوں!..... ہو سکے تو“
ڈبہ۔۔۔ مگر نہیں اس پر صرف نظر رکھو! کوئی اخانے نہ پائے.... اور اپناریو الور ہٹالو!“
”میں کیسے یقین کروں!“ دھیں آواز میں جواب ملا!
”اس کی گردان میں میں نے ہی پھندادا لاتا!“

مورنیا کسی وحشت زدہ ہرنی کی طرح ارشاد کو گھور رہی تھی!

ارشد نے دوسرے ریوال کا دست مار کر چھپنی گراوی اور عمران اس طرح اندھہ گھستا چلا گیا
جیسے غیر موقع طور پر دروازہ ٹھکنے کی بنا پر اپنا توازن برقرار رکھ سکا ہو! اور پھر وہ آرٹا مونوف
کی لاش پر گر پڑا۔۔۔ اس پر سے اٹھا تو ڈبہ اس کی جیب میں داخل ہو چکا تھا۔
”کیا تم سب سچوے ہو گئے ہو!“ دھیتا مورتیا نے اپنے آدمیوں کو لکارا۔۔۔ اور پھر ایسا
معلوم ہوا جیسے ان سب کی بیہوئی رفع ہو گئی ہو۔

دو فائر ہوئے۔ لیکن وہ آندھی کی طرح ارشاد پر گرے تھے ارشاد کے فائر خالی گئے تھے۔
عمران نے مورنیا کی گردان میں لٹکی ہوئی رسی کو پکڑ کر جھکا دیا اور وہ اس پر آگری! عمران اسے اس
کے ساتھیوں کی طرف گھماتا ہو چیخا! ”ہٹ جاؤ۔ الگ ہٹ جاؤ رہہ میں اسے مارڈاں گا!“
انہوں نے اس کی طرف دیکھا مگر پرداہنہ کی! ارشاد نے پھر فائر کیا! ایک رخی ہو کر گرا۔۔۔
لیکن کب تک۔۔۔ انہوں نے اسے جلد ہی بے بس کر کے دونوں ریوال اپنے قبضے میں کر
لئے۔۔۔

دوریوں کی نالیں عمران کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور وہ مورنیا کی گردان دبوپے ہوئے
کہہ رہا تھا! ”فائر کرو! اس طرح پہلے یہ مرے گی بعد کو میری باری آئے گی۔۔۔ ریوال غل
کر کے میری طرف پھینک دو! وزنہ میں اس کا گلا گھونٹتا ہوں!“

عمران مورنیا سمیت پچھے کی طرف ھکلتا ہوا دیوار سے آگا تھا اور اب اسے اطمینان ہو گیا
تھا کہ اگر وہ اس پر فائر کریں گے تو پہلے مورنیا ہی شکار ہو گی!“

”تم بالکل گدھے ہو!“ ارشاد اردو میں بڑی بڑا تھا ”سارا کھیل بگاڑ دیا۔“

”اگر میں کھیل سہ بگاڑتا تو تمہارا کھیل کبھی کا ختم ہو چکا ہتا!“

اچاک بیٹھا دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں عمارت میں گونجتے گئیں! پھر وہ لوگ سنھلنے
بھی نہ پائے تھے کہ مسلح پولیس کے سپاہی اس کرے میں گھس پڑے! دو تین فائر پھر کرے میا

گونجے لیکن آنے والے تعداد میں ان غیر ملکیوں سے کہیں زیادہ تھے! وہ کا نشیل رخی ضرور
ہو گئے لیکن مجرموں میں سے ایک بھی نکلنے نکل سکا!
پھر وہ عمران کی طرف متوجہ ہوئے اور عمران زور سے چیخا! ”اے خردوار! ادھر پر دھے ہے۔۔۔“

۲۱

اہمی چار بجے تھے کہ عمران کی آنکھ کھل گئی! کوئی بڑی شدود مکار ساتھ قلیٹ کا دروازہ پیش
رہا تھا! عمران کی لکار پر جو آواز آئی وہ کیپٹن فیاض نے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی!
عمران نے اٹھ کر دروازہ کھولा۔

”کس مصیبت میں پھنسا دیا تم نے!“ فیاض نے جملائے ہوئے لمحے میں کہا
”کیوں! کیا ہوا....؟“

”وہ آدمی جس کا نام تم نے ارشاد بتایا تھا۔۔۔ وہ تو پاگل ہے پھر سال پاگل خانے میں بھی رہ
چکا ہے! کتنی پولیس آفسروں نے اس کی اتصالیت کی ہے وہاب بھی پاگل ہے اور دن رات سڑکوں
پر مارا پھرتا ہے!“

”اچھا دوسرا رخی آدمی!“ عمران نے پوچھا!

”وہ تو واپسی پر راستے ہی میں مر گیا! مورنیا کہتی ہے کہ ارشاد نے خود کو ایشیائی رقصوں کا ماہر
یا کہ اس کی پارٹی کو اس عمارت میں مد عکیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے ایشیا کے چند قدیم
قصوں کے متعلق بتائے گا! اس کا بیان ہے کہ جب وہ کمرے میں پہنچنے تو اسے اور اس کے
ساتھیوں کو ایک بیہوش رخی آدمی کر سی میں بندھا ہوا دکھانی دیا! پھر ارشاد نے ان سب سے کہا
کہ اگر انہوں نے اس کی مر رضی کے خلاف کیا تو ان کا بھی اسی آدمی کا سا ستر ہو گا! اس نے
انہیں دھمکانے کے لئے دوریوں اور نکال لئے تھے! پھر مورنیا سے دوسرے کرے میں تھا چلنے
کے لئے کہا۔ اس پر اس کے ساتھیوں کو غصہ آگیا! ہنگامہ ہوا اور اس کے دو ساتھی ارشاد کی
بلیوں کا نشانہ بن گئے اور پولیس پر بھی اسی نے گولی چلانی تھی!

”اور تم اتنے ہی میں بور ہو گئے!“ عمران جماہی لے کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا!

”لیکا تمہارے پاس ان کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت ہے!“

”ہاں مورنیا ایک ایسے ملک کی جا سو سہ ہے جو ساری دنیا پر اپنا تسلط چاہتا ہے!
ثابت کر سکو گے....!“

”کیوں نہیں!.... غزالی جنوبی افریقہ کی سکرٹ سروس کا آدمی تھا!“ عمران نے کہا اور میر
کی دراز سے ترینگ کلاس کا وہ نکلا تھا کہ اس کے سامنے ڈال دیا جو غزالی کے کوٹ کے اندر
سے نکلا تھا۔ فیاض اے دیکھنے لگا!

اس انگوٹھی کا مطلب یہ تھا کہ ضرورت پڑنے پر کوٹ ادھیز ڈالا جائے۔ ڈیکھو اس تحریر
نپے اس مکھے کی سر کاری مہر بھی موجود ہے جس سے غزالی کا تعقیل تھا اور تم وہاں کی حکومت سے
اس کی تصدیق ہے آسانی کر سکتے ہو! خود غزالی کو اس بات کا خدا شہ تھا کہ موریانا کے تعاقب کے
سلسلے میں وہ اپنی زندگی بھی کھو سکتا ہے اس لئے اس نے یہ تحریر اپنے کوٹ میں اس طرح چھا
رکھی تھی اور اس کے مرنے کے بعد وہ انگوٹھی ہی اس تحریر تک دوسروں کی رسائی کر سکتی تھی!
پوری تحریر پڑھو! خود ہی واضح ہو جائے گا! غزالی عرصے سے اس کے تعاقب میں رہا ہے وہ اس
بات پر بھی شہر کرتا ہے کہ موریانا سلاطینوی ہے! وہ لکھتا ہے کہ خواہ میری زندگی ہی کیوں نہ ختم
ہو جائے میں موریانا کے خلاف ٹھوس قسم کے ثبوت مہیا کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھوں گا! وہ ایک
ایسے ملک کی جا سو رہے ہے جو ایک مخصوص قسم کے انقلاب کے ذریعہ ساری دنیا پر اپنے تسلط کے
خواب دکھے رہا ہے! موریانا ساری دنیا میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتی پھرتی ہے! حالانکہ اس سیاہی کا
اصل مقصد یہ ہے کہ وہ ساری دنیا میں اپنے اجنبت بنا لی پھرے! اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ
غزالی نے بھی موریانا کے ساتھ کئی ملکوں کی سیاحت کی ہے اور پیارے فیاض.... اور کیا کیا بتاواڑا!
میں تو اس کیس میں محض کھمیاں مارتا رہا ہوں! اور اصل غزالی اور ارشاد کا کیس ہے۔ اس شہید کا
کیس ہے جس کے جسم سے اس کی زندگی ہی میں کافی خون نکال لیا گیا تھا!

”عمران نے ارشاد اور اس کے ساتھی کا واقعہ دہراتے ہوئے پوچھا“ ارشاد کہا ہے؟
”حوالات میں! حالانکہ وہ تجھ رہا تھا کہ وہ پاگل نہیں ہے وہ بہت اہم رازوں کا انکشاف کرے
گا۔ مگر ایسیں پی نے اسے حوالات میں ڈلوادیا! موریانا! اس وقت بھی ایسیں پی کے دفتر میں موجود
ہے اور وہ اس کی دل دہی کر رہا ہے!“

”ارشاد بہت کچھ بتائے گا! وہ اس قابل ہے کہ اس کی پرستش کی جائے فیاض وہ ان سے بہتر
ہے جو خود کو ملک و قوم کا محبت کئے کے باوجود بھی ان کے لئے کچھ نہیں کر سکتے!“
”اور کوئی ثبوت عمران.... جلدی کرو پیارے وقت کم ہے! ایسیں پی کچھ پر قبھر لگا رہا ہو گا!“
”اور وہ سنگ ریزے!“ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”جو پیشانی میں پچھے ہوئے تھے ان کے
چینکے کا طریقہ ایک دلچسپ ایجاد ہے!“
”عمران دیوار کی طرف بڑھا جہاں اس کا کوٹ ہنگر سے لٹکا ہوا تھا! پھر جیب سے وہ سیارنگ کا چینا

ساذبہ نکال کر فیاض کی طرف بڑھاتا ہوا بولا“ یہ ایک چھوٹی سی پریشر مشین ہے! اور آخر آٹھ تھیں
وکھاؤں!

عمران نے ڈبے کو میز پر رکھ کر اسے کھول ڈالا۔ یہ دیکھو اس بنن کو دبانے سے ایک چھوٹا
سائزگر باہر نکل آتا ہے اور یہ دیکھو یہ وہ چھوٹی چھوٹی بیڑیاں.... تریگر دباتے ہی یہ بیڑیاں
مشین سے کنکٹ ہو جاتی ہیں! مشین چل پڑتی ہے.... اور اس سوراخ سے سنگریزوں کی بو جھاڑ
نکلنے لگتی ہے یہ خانہ دیکھو اس میں ان زہر لیے سنگریزوں کی خاصی مقدار موجود ہے!....“

”بہت عمدہ!“ فیاض عمران کی پیٹھے ٹھوٹکتا ہوا بولا“ اب ہم نے میدان مار لیا!“
”اے لے جاؤ!“ عمران نے کہا!“ لیکن احتیاط سے رکھنا... ورنہ تمہاری بیوی طلاق لینے
سے قبل ہی آزاد ہو جائے گی اور میری فرم کا خواہ خواہ نقصان ہو گا!“

”مگر عمران! تم غزالی سے کیسے واقع ہو گئے تھے؟“ فیاض نے پوچھا!
”محض اتفاق! وہ خود ہی مجھے موریانا کا آدمی سمجھ کر مجھ سے بھر گیا تھا اور موریانا نے سلانیو
کا حوالہ بھی دیا تھا اپنے اپنی غلط فہمی کا اعتراف کرنا پڑا جملائیں کب اسے چھوڑنے والا تھا! میں
نے اس کا تعاقب کر کے اس کی رہائش گاہ کا پتہ لگایا اس طرح دوسری صبح میں اس کی لاش
بچکنے میں کامیاب ہوا۔“

”عمران نے لیدی تویریو والے واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا!“
”اور آرٹان امنوف!“ فیاض نے پوچھا!

”آرٹان امنوف.... ہا.... وہ سنگریٹ کی ایک خالی ذیبیہ کی وجہ سے پکڑا گیا!....“

عمران نے دوسرے واقعہ بھی دہرا لیا.... اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولا“ اگر وہ اس
مرض کا شکار نہ ہوتا تو عمران زندگی بھر سر پتختارہ جاتا۔ کیوں کہ وہ موریانا سلانیو کا نام بھی بھول
گیا تھا! یہ ایک بڑی وابحیات عادت ہے! خواہ خواہ اپنے دستخط بہانہ۔ میں نے اکثر تھیں بھی اس
 حرکت کا مرکب ہوتے دیکھا ہے! تم اکثر بے خیالی میں اپنے ناخنوں اور ہتھیلی پر اپنے دستخط بہانہ
کرتے ہو!“

عمران کچھ دیر خاموش رہ کر پھر بولا!“ اور غزالی نے اپنی تحریر میں موریانا کی قومیت کے بارے
میں شبہ ظاہر کیا ہے! وہ لکھتا ہے کہ اس کا نام اطاالویوں جیسا ہے لیکن وہ حقیقتاً اطاالوی معلوم نہیں
ہوئی۔ لہذا میں نے اس کا تجربہ کیا اور مجھ پر حقیقت کھل گئی! وہ اطاالوی نہیں بلکہ جرمن ہے!

عمران نے چمگاڑ پھینکنے والی حرکت بیان کی اور کیپن فیاض بے تماشہ ہنئے لگا وہ اس وقت
ضرورت سے زیادہ خوش نظر آ رہا تھا۔

"لیکن عمران! اس نے تھوڑی دیر بعد کہا" رپورٹ بھر بھی نامکمل رہے گی۔ آخر میں اس کے بارے میں کیا لکھوں کا کہ مجھے غزالی کی قیام گاہ کا پتہ کیسے معلوم ہوا تھا؟"

"آں ہاں! عمران کچھ سوچنے لگا!..... پھر بولا" ارشاد ہی کی ذات سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا! تم شروع ہی میں اسے اپنی رپورٹ میں جگد دو۔ اس طرح کہ اس نے تمہارے پاس آکر مورنیا کی اصل شخصیت پر روشنی ڈالی اور اس کا بھی اعتراف کیا کہ وہ خود بھی اس کی جماعت کا ایک رکن ہے! لیکن تمہیں اس کے بیان پر یقین نہیں آیا... اس پر اس نے غزالی کا حوالہ دے کر اس کا پتہ بتایا اور یہ بھی کہا کہ وہ جنوبی افریقہ کی سکرٹ سروس کا آدمی ہے اور مورنیا کا تعاقب کر رہا ہے.... جس رات کو یہ گفتگو ہوئی اسی کی صبح کو غزالی کی لاش پائی گئی.... اور اس کے کوٹ سے برآمد ہونے والی انگشتی نے تمہیں اس کے کوٹ کو ادھیز ڈالنے پر مجبور کر دیا اس طرح تمہیں غزالی کی تحریر میں پھر تم ارشاد کے بتائے ہوئے پتے پر غزالی کی قیام گاہ کی تلاش میں روانہ ہو گئے وہاں تمہیں صفائی نظر آئی! لیکن وہ سگزوں کا خالی پیکٹ جس پر آرٹا منوف کے دستخط تھے باہ غائب بکھر گئے ہو گے.... پھر تم اس سگریٹ کے پیکٹ سے مورنیا سلانجنوں تک پہنچ گئے!.... ارشاد پھر کل شام کو تمہارے پاس آیا اور اطلاع دی کہ آج رات کو شریلاح پر چھاپ مارا جائے تو مجرم میں موقع پر گرفتار کئے جاسکتے ہیں کیوں کہ وہ مقامی جماعت کے ایک فرد کو اس کی ایک نعلٹی کی بناء پر سزا دیں گے۔! چنانچہ تم نے چھاپ مارا اور کامیاب ہو گئے!.... لیں اب تم جا کر ارشاد کو پکا کر لو اور ہاں ارشاد سے یہ بھی کہلوادینا کہ اسے غزالی کی شخصیت کا علم مورنیا ہی سے ہوا تھا! مورنیا نے اس سے کہا تھا کہ وہ غزالی سے ہوشیار ہے۔"

"جو! عمران جیو!" فیاض ایک بار پھر اس کی پیٹھ ٹھوٹکنے لگا "بولو.... کیا ملتے ہو.... جو کچھ کہو گے مل جائے گا.... بولو کیا ملتے ہو!"

"دس ایسیں غالباً عورتیں جو اپنے شوہروں سے طلاق چاہتی ہوں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا اور فیاض ہنسنے لگا۔

اب باقی پیچے تھے سر تھویر اور لیڈی تھویر! عمران کو ان کی فکر تھی اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ کس طرح ان کا راز اگلوالیا جائے۔

ٹھیک ایک بجے دن کو مقامی اخبارات کے خصیبے بازار میں آگئے ان میں غزالی اور مورنیا

سلانج کی داشتائیں شائع ہوتی تھیں۔ عمران نے سوچا کہ بہن یہی وقت مناسب ہے لہذا وہ سر تنوری کے وفتر میں جادہ حداکا۔! سر تنوری اخبار ہی دیکھ رہا تھا عمران کا سامنا ہوتے ہی اس کے چہرے پر بہوایاں اُنے لگیں۔

"اور سنائیے جناب کیا خبریں ہیں؟" عمران بڑی بے تکلفی سے میز پر ہاتھ ملاتے ہوئے بولے۔

"تم.... بغیر.... اجازت.... یہاں!"

"اس کی پرواہ نہ تکھجے۔ اخبار میں نے بھی پڑھا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہاں غزالی کی شخصیت میں دچپی لینے والے صرف مورنیا کی جماعت ہی کے آدمی ہو سکتے ہیں!"

"نہیں.... یہ ضروری نہیں!" سر تنوری کی سانس تیزی سے چلے گئی تھی۔

"لیکن میری شرافت بھی ملاحظہ ہو کہ میں نے اب تک پولیس کو آپ کے بارے میں مطلع نہیں کیا اور آپ کہہ رہے تھے کہ میں بیک مدل ہوں!"

"تم کیا چاہتے ہو؟" سر تنوری نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

"حقیقت بتا دیجئے! اس اتنا ہی کافی ہے!

"اس سے تمہیں کیا فائدہ پہنچ گا؟"

"تاہنے سے آپ کو کیا نقصان پہنچ گا!" عمران نے سوال کیا۔ سر تنوری کچھ سوچنے لگا! عمران نے محسوس کیا کہ اس کا چہرہ پھر بحال ہوتا جا رہا ہے اور انکھوں کی صحت مندانہ چک بھی عود کر آئی ہے!

دفعہ سر تنوری اٹھتا ہوا بولا "اچھا تم بیٹھو.... میں لیڈی تھویر کی موجودگی میں کچھ بتا سکوں گا۔! کیوں کہ اس کا تعلق ان کی ذات سے زیادہ ہے!"

"تو آپ چلے کہاں؟" عمران اٹھتا ہوا بولا۔! لیکن اتنی دیر میں سر تنوری دروازے سے نکل کر اسے باہر سے بند کر چکا تھا!.... عمران کے ہونٹوں پر شرات آمیز مسکراہٹ تھی!

دوسری طرف دوسرے کمرے میں سر تنوری فون پر جھکا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "سارہ، سارہ... میں نے اس بوگس ڈاکٹر کو اپنے آفس میں بند کر لیا ہے! تم عمران کو ساتھ لے کر فوراً آجائو.... آؤ.... جلدی کرو.... بہت جلدی!"

وہ اس کمرے سے نکل کر پھر اپنے دفتر کے سامنے آگیا! چپر اسی کو اس نے پہلے ہی بھگا دیا تھا! عمران بڑے سکون سے اندر بیٹھا ہا۔ اور اس کے اس سکون پر سر تنوری کو بھی جرأت ہو رہی تھی۔ آدھا گھنٹہ گزر جانے کے بعد لیڈی تھویر بوكھلائی ہوئی وہاں آتی۔....

"وہ تو.... وہ تو.... نہیں مل سکا ڈارلگ۔" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "وہ ڈاکٹر کہاں ہے؟"

سر توری نے دروازے کی طرف اشارہ کیا لیڈی تھویر بھروسے مل اوپر اٹھ کر شیشوار سے اندر جھانکنے لگی!.... پھر اس نے ایک طویل سانس لی اور پلٹ کر پوچھا: کیا یہی ہے؟“ سر توری نے اثبات میں سرہادیا اور لیڈی تھویر بولی ”دروازہ کھول دو۔“ ”کیوں! کیوں!“

لیڈی تھویر نے کوئی جواب نہ دیا وہ بے تحاشہ ہنس رہی تھی! پھر اس نے خود ہی دروازہ کھول دیا سر توری اس کے اس طرح ہنسنے پر بری طرح جلا گیا۔ عمران لیڈی تھویر کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا تھا! لیڈی تھویر پر گویا ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا۔ عمران بھی بے تحاش تھبھے لگانے لگا! لیکن وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا!....

”اوہ یہ کیا لغوت ہے!“ اچانک سر توری زور سے گرجا۔

لیڈی تھویر خاموش ہو گئی! لیکن عمران بدستور ہستارہ اور وہ اس طرح پیش دبا دبا کر ہنس رہا تھا جیسے سانس نہ سمارہ ہو!

لیڈی تھویر بھی سنجیدہ عورت بھی دبادبارہ ہنس پڑنے پر مجبور ہو گئی! آخر اس نے بدقت تمام کہا ”عمران..... ہمی..... ہے“

”کیا..... عمران!“ سر توری نے جرت سے کہا۔ اور پھر وہ بھی ہنسنے لگا۔ عمران اچانک سنجیدہ ہو گیا! بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے یک بیک کوئی مشین چلتے چلتے بدھو گئی ہو..... اس پر ان دونوں کو اور زیادہ ہنسی آئی۔!

خدا خدا کر کے ماحول سنجیدہ ہوا اور عمران نے پھر مطلب کی بات چھیڑو!.... اور اب لیڈی تھویر کو بتانا ہی پڑا۔ لیکن اس نے عمران سے وعدہ لے لیا کہ وہ اس کاراز خود اپنی ذات ہی تک محدود رکھے گا!

”نہیں رکھے گا تو ہم اسے پکڑ کر پیشیں گے!“ سر توری نے کہا ”کیا حمن صاحب کے لڑاک پر میرا تنا بھی حق نہ ہو گا!“

پھر پھر توری نے بتایا کہ دونوں کی شادی افریقہ میں ہوئی تھی..... اور لیڈی تھویر نچلے طبق کی ایک آوارہ عورت تھی!.... لیکن سر توری کو اس سے محبت ہو گئی لیڈی تھویر بھی اسے چاہنے لگی اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی زندگی یکسر بدل دے گی۔! الہذا دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے یہاں کسی کو بھی لیڈی تھویر کی اصلیت سے واقف نہیں تھی اور وہ سوسائٹی میں عزت کی نظرؤں سے دیکھی جاتی تھی! غزالی کے متعلق دونوں صرف اتنا ہی جانتے تھے کہ وہ نسل اتریک ہے اور جنوبی افریقہ کا باشندہ بھی اور لیڈی تھویر کی اصلیت سے بھی اچھی طرح واقف تھا الہذا

اے ایک دن اپنے ملک میں دیکھ کر سر توری کو بڑی حیرت ہوئی اور اس نے سونپا کہ کہیں غزالی یہاں کے اعلیٰ طبقے تک یہ بات نہ پہنچا دے.... الہذا وہ دونوں اس سے ملاقات کرنے کی کوشش کرنے لگے جب کامیابی نہ ہوئی تو لیڈی تھویر نے عمران کی مدد حاصل کرنے کے متعلق سوچا کیونکہ اس کی فرم کا اشتہار کافی اطمینان بخش تھا! یعنی وہ سمجھ لگی کہ وہ کوئی پرائیویٹ سر اغرساں ہے اور قانونی طور پر یہاں کسی پرائیویٹ سر اغرساں کی گنجائش نہیں ہے اس لئے اس نے طلاق و شادی کے ادارے کا ڈھونگ رچایا ہے! مغربی تمالک میں بھی اکثر اسی قسم کے تعلقات عامہ کی فرمیں پائی جاتی ہیں! لیکن حقیقتاً ان کے ارکان پرائیویٹ سر اغرساں ہوتے ہیں اور کسی قانونی دشواری کی بناء پر اس قسم کے اداروں کی آزلے کر کام کرتے ہیں! بہر حال یہ دستان و دونوں کی جھپنی جھپنی سی ہنسی پر ختم ہو گئی۔

ختم شد

عمران سیریز نمبر 6

نلے پرندے

چودھویں کی چاندنی پہاڑیوں پر بکھری ہوئی تھی.... سنائے اور چاندنی کا حسین امڑا ج
صدیوں پرانی چنانوں کو گویا جھبھوڑ کر جگارہ تھا!.... ایک لاتھاںی سکوت کے باوجود بھی نہ جانے
کیوں ماحول برا جاندار معلوم ہو رہا تھا۔ پہاڑوں میں پکراتی ہوئی سیاہ سڑک پر جو بلندی سے کسی
مل کھائے ہوئے سانپ سے مشابہ نظر آتی تھی۔ ایک بیسی کار دوڑتی دکھائی دے رہی تھی۔
اچانک وہ ایک جگہ رک گئی.... اور اس نیزگ کے سامنے بیٹھا ہوا آدمی بڑا بننے لگا ”کیا ہو
گیا ہے.... بھتی!“

اس نے اسے دوبارہ اشارت کیا.... انجن جاگا.... ایک منقصر سی اگزوائی لی اور پھر
سوگیا!

کئی بار اشارت کرنے کے باوجود بھی انجن ہوش میں نہ آیا!....
”یار دھکا لگانا پڑے گا!“ اس نے پیچھے مڑ کر کہا! اگر پچھلی سیٹ سے خرانے ہی بلند ہوتے
رہے....

اس نے دونوں گھنٹے سیٹ پر نیک کر بیٹھتے ہوئے سونے والے کو بری طرح جھبھوڑنا شروع
کر دیا!....
لیکن خرانے بدستور جاری رہے۔

(مکمل ناول)

آخوند گانے والا سونے والے پر چڑھتی بیٹھا!
 "ارے... ارے... بچاؤ... بچاؤ! اچانک سونے والے نے حلق چڑھنا شروع کر دیا۔
 لیکن جگانے والے نے کسی نہ کسی طرح کھینچ کھانچ کر اسے نیچے اتار دیا!
 "ہائیں! میں کہاں ہوں؟" جانے والا آئکھیں مل مل کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔
 " عمران کے نیچے ہوش میں آؤ!" دوسرا نے کہا!
 "نیچے... خدا کی قسم ایک بھی نہیں ہے... ابھی تو مرغی انثوں ہی پر بیٹھی ہوئی ہے...
 سو پر فیاض...!"

"کار اشارت نہیں ہو رہی ہے!" کیپن فیاض نے کہا۔

"جب چلے تھے تب تو شام کا اشارت ہو گئی تھی!"

"چلو دھکا لگاؤ!"

عمران نے اس کے شانے پکڑے اور دھکیلتا ہوا آگے بڑھنے لگا!

"یہ کیا بیہودگی ہے! میں تھہر سید کر دوں گا!" فیاض پلت کر اس سے لپٹ پڑا۔

"ہائیں... ہائیں... ارے میں ہوں... مرد ہوں...!"

"کار دھکا دے بغیر اشارت نہیں ہو گی!" فیاض حلق چڑھا کر چیخ

"تو ایسا بولو۔۔۔ میں سمجھا شام کد... وہاں میرا...!"

فیاض اسٹریگ کے سامنے جای میٹھا... اور عمران کار کو آگے سے بیچھے کی طرف دھکیلے لگا۔

"ارے... ارے...!" فیاض بھر چینا! "بیچھے سے!"

عمران نے منہ پھیر کر اپنی کمر کار کے اگلے حصے سے لگادی اور زور کرنے لگا۔

"ارے خدا غارت کرے... سو... گدھے!" فیاض دانت پیس کر رہا گیا۔

"اب کیا ہو گیا...!" عمران جھلانے ہوئے لجھ میں بولا!

فیاض نیچے اتر آیا۔ چند لمحے کھڑا عمران کو گھوڑا تارا پھر بے لمی سے بولا۔

"کیوں پر بیشان کرتے ہو؟"

"پر بیشان تم کرتے ہو! یا میں!"

"اچھا... تم اسٹریگ کرو! میں دھکا دیتا ہوں!" فیاض نے کہا۔

"اچھا بابا!" عمران پیشانی پر با ہمچار کر بولا!

وہ اگلی سیٹ پر جای میٹھا اور کیپن فیاض کار کو دھکیل کر آگے کی طرف بڑھانے لگا!

کار نہ صرف اشارت ہوئی بلکہ فرانے بھرتی ہوئی آگے بڑھ گئی!

"ارے... ارے... رو کو... رو کو...!" فیاض چیختا ہوا کار کے بیچھے دوڑنے لگا! لیکن وہ
 اگلے موڑ پر جا کر نظروں سے او جھل ہو گئی! فیاض برابر دوڑتا رہا!... اس کے علاوہ اور چارہ بھی
 کیا تھا... وہ دوڑتا رہا۔ حتیٰ کہ طاقت جواب دے گئی... اور وہ ایک چٹان سے ٹیک لگا کہ رہا پہنچے
 لگا! چڑھائی پر دوڑنا آسان کام نہیں ہوتا۔ وہ ایک پھر پر بیٹھ کر رہا پہنچے لگا!

اس وقت اس حرکت پر وہ عمران کی بوئیاں بھی اڑا سکتا تھا! لیکن سانوں کے ساتھ ہی
 ساتھ اس کی ذہنی حالت بھی اعتدال پر آتی گئی!

عمران پر غصہ آنا قادر تھا! لیکن اس کے ساتھ ہی فیاض کو اس بات کا بھی احساس تھا کہ
 آج اس نے بھی عمران کو کافی پر بیشان کیا ہے!

آج شام کو وہ عمران کو تفریح کے بھانے کار میں بھاکر کسی نامعلوم منزل کی طرف لے اڑا
 تھا۔ عمران کی لا علمی میں روشنی سے اس کا سامان سفر پہلے ہی حاصل کر چکا تھا اور وہ سب کار کی
 الحمنی میں ٹھوں دیا گیا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ عمران آج کل کام کے موڑ میں نہیں ہے! لہذا اسے یہ حرکت کرنی پڑی اور پھر
 جب یہ "تفریجی سفر" طویل ہی ہوتا گیا، تو فیاض کو یہ بتانا پڑا کہ وہ اسے سردار گذھ لے جا رہا
 ہے اس پر عمران ایک لمبی سانس کھینچ کر خاموش ہو گیا تھا! اس نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ اس
 طرح سردار گذھ لے جانے کا مقصد کیا ہے؟....

پھر اس نے کوئی بات ہی نہیں کی تھی! کچھ دیر یوں بھی بیٹھا رہا تھا۔ پھر بیچھلی سیٹ پر جا کر
 فرانے لینے شروع کر دیئے تھے!

ظاہر ہے کہ اسی صورت میں فیاض کا غصہ زیادہ زور نہ پکڑ سکا ہو گا! وہ اسی پھر پر گھنٹوں میں
 سردیئے بیٹھا رہا۔ خلکی کافی تھی!.... سیگر ٹوں کا شن اور کافی کا تھر موس گاڑی ہی میں رہ گئے تھے!
 درونہ وہ اسی پر سکون ماحول سے لطف اندوڑ ہونے کی کوشش ضرور کرتا!

ویسے وہ مطمئن تھا کہ عمران کا مذاق خطرناک صورت نہیں اختیار کر سکتا وہ واپس ضرور آئے
 گا اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ قریب ہی کہیں ہو!

فیاض گھنٹوں میں سردیئے عمران ہی کے متعلق سوچتا رہا! اسے اس کی بہتیری حرکتیں یاد
 آ رہی تھیں! وہ حرکتیں جن پر بھی اور غصہ ساتھ ہی آتے تھے اور دوسروں کی سمجھ میں نہیں
 آتا تھا کہ وہ ہستے ہی رہیں یا عمران کو مار بیٹھیں!

حماقت کا اظہار اس کی فطرت کا جزو ہائی بن چکا تھا اور وہ کسی موقع پر بھی اس سے باز نہیں
 رہتا تھا... وہ ان کے سامنے بھی حماقت انگیز حرکتیں کرتا جو اسے احمد نہیں سمجھتے تھے۔ مثلاً

تھا شد و دُز تا ہوا ہاں تک بچنی ہی جائے گا۔ لیکن جب کمی منت گذر جانے کا باوجود بھی فیاض نہ آیا تو وہ خود ہی اس کی علاش میں چل پڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر اسی چکراتی ہوئی سڑک پر سفر کر رہے تھے! لیکن کار نیاش بن ڈرائیور رہا تھا... اور عمران نے پھر بچپنی سیٹ سنپھال لی تھی۔

فیاض بڑا نے لگا "اس وقت تمہاری جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو...!"

"جیسے سے گھر پر پاؤ رہا ہوتا!" عمران نے جلدی سے جلد پورا کر دیا!
"بکواس مت کرو۔" فیاض نے کہا "معاملہ پانچ ہزار پر طے ہوا ہے!"
"کیسا معاملہ؟"

"سردار گذھ میں تمہارا نکاح نہیں ہو گا!" فیاض نے دنکھ لجھے میں کہا!

"ہائیں... پھر کیا... یونہی مفت میں میرا وقت بر باد کر رہے ہو!"

"ایک بہت ہی دلچسپ کیس ہے!"

"یار فیاض! میں تھک آگیا ہوں!"

"تمہاری زبان سے پہلی بار اس قسم کا جملہ سن رہا ہوں!"

فیاض نے حیرت ظاہر کی!

"یمندوں بار کہہ چکا ہوں کہ لفظ کیس میرے سامنے نہ دہر لیا کرو۔ کیس لا جوں والا تو۔

میں نے انکو دیکھوں کے زرچلی کرانے کو بھی کیسی کہتے نہیں ہے!"

"سنو! عمران....! بورنے کرو!.... ایسا دلچسپ...!"

"میں کچھ نہیں سننا چاہتا! ختم کرو! مجھے نیند آرھی ہے!" عمران نے اپنے اوپر کمبل ذاتے ہوئے کہا!

"فی الحال میں صرف یہ کہتا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے سامنے کوئی ایسی حرکات نہ کرنا جس

سے وہ بدلوں ہو جائیں!.... معاملہ ایسا ہے کہ وہ سر کاری طور پر کوئی کارروائی نہیں کر سکتے!....

اگر کتنا بھی چاہیں تو کم از کم میرا چکدے اسے پس کریں تاں دے گا!"

فیاض بڑا تارہا... اور عمران کے خرائی کار میں گو بخت رہے اتنی جلدی ہو جانا ممکنات

میں سے تھا... شامک عمران آجھے سننے کے موڑ ہی میں نہیں تھا!

خود کیپن فیاض کے لئے عمران نے ایک نہیں درجنوں کیس پٹائے تھے! کام اس نے کئے تھے اور نام فیاض کا ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ ایسے آدمی کو احمق نہیں سمجھ سکتا تھا لیکن اس کے ساتھ بھی عمران کے احتقانہ رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی!

تقریباً پانچ منٹ گزر گئے اور فیاض اسی طرح بیمار ہا!... لیکن کب تک... آخر اس سوچنا ہی پڑا کہ کہیں بچ تھے عمران چوٹ نہ دے گیا ہو! کیونکہ وہ بھی تو اسے دھوکہ دی دے کر سردار گذھ لے جا رہا تھا۔

فیاض اٹھا اور دل ہی دل میں عمران کو گالیاں دیتا ہوا سڑک پر چلنے لگا... لیکن جیسے ہی اگلے موڑ پر پہنچا اسے سامنے سے کوئی آئیا ذکر نہیں دیا! چلنے کا انداز عمران ہی کا ساتھا!... فیاض کی مٹھیاں بچنے لگیں!

عمران نے دور ہی سے ہاںک لگائی "کپتان صاحب! وہ پھر رک گئی ہے... چلو دعا کاؤ!..."

فیاض کی رفتار تیز ہو گئی اور قریب قریب دُز نے لگا تھا! عمران کے قریب بچنے کر اس کا ہاتھ گھوما ضرور لیکن خلا میں پکڑ کاٹ کر رہ گیا کیونکہ عمران بڑی پھرتی سے بیٹھ گیا تھا!

"ہائیں... ہائیں...! کیا ہو گیا ہے تمہیں!" عمران نے اٹھ کر اس کے دونوں ہاتھ پکڑنے ہوئے کہا! "ابھی تواجھے بھلے تھے..."

"میں تمہیں مار ڈالوں گا!" فیاض دانت پیس کر بولا!

"اب یہاں تھاہی میں جو چاہو کر لو... کوئی دیکھنے آتا ہے!"

عمران نے ٹکاہت آئیز بچنے لی کہا اگر وہ سالی اسٹلڈ نہیں ہوئی تو اس میں میرا کیا قصور ہے!"

"ہاتھ چھوڑا!" فیاض نے جھنکاٹے کر کہا لیکن عمران کی گرفت مضبوط تھی وہ ما تھنہ چھڑا سکتے "و غدہ کرو کہ مارو گے نہیں!" عمران بڑی سادگی سے بولا۔

"بچھے غصہ نہ داؤ۔!"

"اچھا تو اس کے علاوہ جو کچھ کہو دلا دوں! انفیاں لو گے!"

فیاض کا موڑ ٹھیک ہونے میں بہت دیر نہیں لگی!... وہ کرتا بھی کیا عمران پر غصہ آئدا گی ایک طرح سے وقت کی بر بادی ہی تھی۔

ویسے اس بار حقیقتاً کار کو دھکا دینے کی ضرورت نہیں پیش آئی!

عمران نے اپنے کمی منت اس کے انجن پر ضائع کئے تھے! وہ زیادہ دور نہیں کیا تھا!

قریب ہی ایک جگہ کار روک کر انہم کی مرمت کرنے لگا تھا! اسے موقع تھی کہ فیاض کے

مئی کا تسلیم دریافت ہو جانے سے ایک اچھا خاص شہر بس گیا تھا۔
شروع میں صرف مزدور طبقہ کی آبادی تھی! آہستہ آہستہ یہ آبادی پھیلاو اخیر کرتی تھی اور
پھر ایک دن سردار گذہ جدید طرز کا ایک ترقی یافہ شہر بن گیا! پہلے صرف مئی کے تسلیم کے
کنوں کی وجہ سے اس کی اہمیت تھی لیکن اب اس کا شمار مشہور تفریق گاہوں میں بھی ہونے لگا
تھا.... اور یہاں کے نائٹ کلب دور دور تک شہرت رکھتے تھے!....

کپیشن فیاض نے کار ایک کلب کے سامنے روک دی! ناؤن ہال کے کلاک ناولنے اپنی ابھی
گیارہ بجائے تھے اور یہ نائٹ کلبوں کے جانے کا وقت تھا.... مگر عمران کے خرائے شباب پر
تھے.... فیاض جانتا تھا کہ وہ سو نہیں رہا ہے اخراج قطعی بناوٹی ہیں! لیکن وہ اس کاچھ بگاز نہیں
لکھتا تھا! یہ اور بات ہے کہ وہ کار کے قریب سے گزرنے والوں سے آنکھیں ملاتے ہوئے شرما رہا
تھا۔ وہ کار کے قریب سے گزرتے وقت ایک لمحہ کر کر خرائے سختے اور پھر سکرات ہوئے
آگے بڑھ جاتے!

”اوسر دوا!“ فیاض جلا کر اسے جھینجھونے لگا!
پہلے تو اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ پھر یہکی بیک بوکھلا کر اس نے کھلے ہوئے دروازے سے
چھلانگ لگادی! مگر اس بادر چوت اسی کو ہوئی! منقصہ غالباً یہ تھا کہ سڑک پر گرنے کی صورت میں
فیاض یچھے ہو گا اور وہ خود اوپر!.... مگر فیاض بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا اور عمران
جوہک میں تو تھا ہی اونڈھے منہ سڑک پر چلا آیا!....
البتہ اس کی پھرتی بھی قابل تعریف تھی۔ شاید ہی کسی نے اسے گرت دیکھا ہوا!....
دوسرے ہی لمحہ میں وہ اتنے پر سکون انداز میں فیاض کے شانے پر ہاتھ رکھ کر ہڈا تھا جیسے کوئی
بات ہی نہ ہو۔

”ہاں تو اب ہم کہاں ہیں!“ عمران نے ایسے لمحے میں پوچھا جس میں نہ تو شرمندگی تھی اور نہ
بے اطمینانی!.... فیاض پر بھی کادورہ پڑ گیا تھا!
عمران بے تعلقانہ انداز میں کھڑا رہا۔
آخر فیاض بولا۔ ”کپڑے تو جھاڑ لو!....“
اور عمران بڑی سعادتمندی سے فیاض کے کپڑے جھاڑنے لگا!
”اب جھینپ نہ مٹاو!“ فیاض پھر بھی پڑا۔
”تم ہمیشہ اوت پنگک باٹیں کیا کرتے ہو!“ عمران بگزد گیا۔
”چلو چلو!“ فیاض نے اسے دھکیل کر عمارت کی طرف بڑھا لی۔ وہ دونوں ہال میں داخل

ہوئے۔ ابھی بہتری میزیں خالی تھیں! فیاض نے چاروں طرف نگاہ دوزا کر ایک میز میز خفج
کی... اور وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے!

اس گوشے کے دیوار نے قریب آ کر انہیں سلام کیا۔

”وعلیکم السلام“ عمران نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔
”بچے تو تجیرت ہیں!“

”جج... جی... صاحب... ہی ہی!“ دیور پر بکھلا کر بنتے لگا اور فیاض نے عمران کے پیر
میں بڑی بے درودی سے چلتی لی۔ عمران نے ”سی“ کر کے دیور پر باتھ چھوڑ دیا۔

”کھانے میں جو کچھ بھی ہو لاو!“ فیاض نے دیور سے کہا اور دیور پر چلا گیا!

جن لوگوں نے عمران کو دیور سے مصافحہ کرتے دیکھا تھا۔ وہاب بھی ان دونوں کو گھوڑ رہے تھے!
فیاض کو پھر اس پر تباہ آگیا اور وہ تینجے میں بولا۔

”تمہارے ساتھ وہی رہ سکتا ہے، جسے اپنی عزت کا پاس نہ ہو!“

”آج کل فری پاس اور تکمیل پا لکل بند ہے!“ اس نے سر ہلا کر کہا اور ہونٹ سکوڑ کر
چاروں طرف دیکھنے لگا۔

”فیاض! پرواہ نہ کرو!“ عمران نے تھوڑی دیر بعد سمجھدی گی سے کہا! ”میں جانتا ہوں کہ تم مجھے
یہاں کیوں لائے ہو۔ کیا میں نہیں جانتا کہ یہ پر ٹینیں نائٹ کلب ہے؟“

”میں کب کہتا ہوں کہ تم سردار گذہ پہلی بار آئے ہو!“ فیاض بولا! خلاف توقع اس کا موڑ
آن واحد میں تبدیل ہو گیا تھا! ہو سکتا ہے کہ یہ عمران کی سمجھدی کا درود عمل رہا ہو۔

”میں روزانہ باقاعدہ طور پر اخبار پڑھتا ہوں!“ عمران نے پچھے سوچتے ہوئے کہا!
”پھر!“

”آج سے ایک ہفتہ قبل اسی ہال میں ایک نحاسانیلا پر ندہ اڑ رہا تھا!“ عمران آہستہ سے بولا!
”اوہو!.... تو تم کچھ کے!“ فیاض کے لمحے میں دبی ہوئی سی سرست تھی۔

”مگر تم اس سے یہ نہ سمجھنا کہ مجھے کسی ایسے پرندے کے وجود پر یقین نہیں بھی ہے!“
”تب پھر کیا بات ہوئی!“ فیاض نے مایوسی سے کہا!

”مطلوب یہ ہے کہ اپنے طور پر تحقیق کئے بغیر ایسے کسی پرندے کے وجود پر یقین نہیں کر سکتا!“
”اور تم تحقیق کئے بغیر مانو گے نہیں!“ فیاض نے چک کر کہا!

”مجھے پاگل کتے نے نہیں کاٹا!“ عمران کا لمحہ بہت شک تھا!
”مجھے کیا پڑی ہے کہ خواہ مخواہ اپنادوقت بر باد کروں!“

”وہ تو تمہیں کرنا ہی پڑے گا!“
 ”زبردستی!...“
 ”تمہیں کرنا پڑے گا؟“
 ”کیا کرنا پڑے گا؟“ عمران کی کھوپڑی پھر آؤٹ آف آرڈر ہو گئی!
 ”کچھ بھی کرنا پڑے!“

”اچھا میں صبر کروں گا مگر نہیں ویژہ کھانا لازما ہے! میں فی الحال کھانا کھا کر ایک کپ چائے پیوں گا!... لہذا بکواس بند!“
 کھانے کے دوران میں تجھے خاموشی رہی! شائد فیاض بھی بہت زیادہ بھوکا تھا!... تھانے کے بعد چائے کے دوران پھر وہی تذکرہ چھڑ گیا!
 ”بھیل کا بیان بھی ہے! میں نے وی میز منتخب کی ہے جس پر اس دن بھیل تھا!“
 ”لیا!“ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ”لیجی بھی میز جو ہم استعمال کر رہے ہیں!“
 ”ہاں بھی! اور خدا کے لئے سنجیدگی سے سنو! بیٹھ جاؤ!“
 ”واہ رے آپ کی سنجیدگی!“ عمران چڑ کر باتھ نچاتا ہوا بولا۔ ”سانپ نے پھین پر مخدود مجھے لعنت بھیجا ہوں ایسی دوستی پر!...“
 فیاض نے اسے ٹھیک کر بھادیا اور کہا ”تمہیں یہ کام کرنا ہی پڑے گا! اخواہ کچھ ہو! میں ان لوگوں سے وعدہ کر چکا ہوں!—!“
 ”کن لوگوں سے!“
 ”بھیل کے خاندان والوں سے!“

”اچھا تو شروع ہو جاؤ!... میں کن رہا ہوں!“
 ”بھیل اسی میز پر تھا!“
 ”پھر موڈ خراب کر رہے ہو میرا“ عمران خوفزدہ آواز میں بولا۔ ”پار بار یہی جملہ وہرا کر...“
 ”ہشت!... درجنوں آدمیوں نے اس نیلے پرندے کو ہال میں چکر لگاتے، یکجا تھا وہ بند لمحے خلا میں چکراتا ہا پھر اچانک بھیل پر گر پڑا!... اور اپنی باریک سے چوچی اس کی گردن میں اتار دی! بھیل کا بیان ہے کہ اسے اس کی چونچ اپنی گردن سے نکالنے کے لئے کسی قدر قوت بھی صرف کرنی پڑی تھی۔ بہر حال اس نے اسے ٹھیک کر کھڑکی سے باہر پھیک دیا تھا۔ دور پہنچے ہوئے لوگ اس کا مصلحہ ادا نے کے لئے ہنسنے لگے! ان کے ساتھ وہ بھی پنشار ہا۔ لیکن وہ زیادہ ہمچنان یہاں نہیں بیٹھ سکا! کیوں کہ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا! جیسے گردن میں پھونے ڈک مار

دیا ہو.... لیکن پھر یہ تکلیف ایک گھنٹے سے زیادہ نہ رہی۔ رات بھروسہ کون سے سویا اور جب دوسری صبح جا گا تو اپنے سارے جسم پر بڑے بڑے سفید ہبے پائے... خاص طور پر چہ: بالکل ہی بد نما ہو گیا ہے.... اب اگر تم اسے دیکھو تو پہلی ہی نظر میں وہ برص کا کوئی بہت پرانا سریض معلوم ہو گا!....“

”لہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ داغ اسی پرندے کے جملے کا نتیجہ ہیں!“ عمران بولا۔
 ”یقینا!“

”لیا ذا ڈاکٹروں کی رائے یہی ہے!“

”ڈاکٹروں کو اسے برص تسلیم کرنے میں تالی ہے!... بھیل کا خون ٹٹ کیا گیا ہے اور اسی کی طاہر پر ذا ڈاکٹر کوئی واضح رائے دیتے ہوئے پچکار ہے ہیں!“

”خون کے متعلق رپورٹ کیا ہے!“

”خون میں بالکل نئی قسم کے جرا شیم پائے گئے ہیں! کم از کم اس وقت تک کے دریافت شدہ جرا شیم میں ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا!“

”اوہ۔ اچھا رپورٹ کی ایک کاپی تو مل بھی جائے گی!—!“

”ضرور مل جائے گی۔“ فیاض نے سگریٹ سلاکتے ہوئے کہا۔

”مگر اس کے خاندان والے مکمل سراغر سانی سے کیوں مدد چاہتے ہیں! اس سراغ تو ذا ڈاکٹر ہی پاٹکیں گے!“

”حالات کچھ اسی قسم کے ہیں!“ فیاض سر ہلا کر بولا۔ ”اگر واقعی یہ کوئی مرض ہے تو اس پرندے نے بھیل ہی کو کیوں منتخب کیا تھا جب کہ پورا ہاں بھرا ہوا تھا!“

”یہ دلیل بے نکلی ہے!“

”پوری بات بھی تو سنو!“

”اگر اچانک اس دن وہ اس مرض میں جلتا ہو گیا ہوتا تو اس کی معنگی تیرے ہی دن ایک بہت اونچے خاندان میں ہو جاتی!—!“

”آج... چھا!—ہوں!“

”اب تم خود سوچو!“

”سوچ رہا ہوں!“ عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا! پھر کچھ دیر بعد بولا۔ ”ردون کے ذمہ کے متعلق ذا ڈاکٹر کیا کہتے ہیں!“

”کیا زخم!.... دوسری صبح اس جگہ صرف ایک نشان نظر آ رہا تھا جیسے گردن میں گذشتہ روز

”کیا جیل اس زمین کا تھا مالک ہے!“
 ”سو فصدی! خاندان کے دوسرے لوگ حقیقتاً اس کے دست گریں! یا دوسرے الفاظ میں اس کے ملازم سمجھ لو۔ تم پچادو ما مومو۔۔۔ پچازاد بھائی بھی کئی عدد۔۔۔!“
 ”اور پچاراو نہیں!“
 ”کئی عدد۔۔۔!“
 ”ان میں سے کوئی ایسی بھی ہے جس کی عمر شادی کے قابل ہو!“
 ”میرا خیال ہے کہ خاندان میں ایسی تین لاکیاں ہیں!“
 ”جیل کے کاروبار کی تفصیل۔۔۔!“
 ”تفصیل کے لئے مزید پوچھ گئی پڑے گی ویسے یہاں اس کے دو بڑے کارخانے ہیں!
 ایک ایسا ہے جس میں مٹی کے تیل کے پیرل ڈھالے جاتے ہیں! دوسرے میں مٹی کے تیل کی صفائی ہوتی ہے!“
 ”تو گویا وہ بھی کافی مالدار ہے!“ عمران سر ہلا کر بولا ”لیکن کیا خود جیل ہی نے تم سے گفت و شنید کی تھی!“
 ”نہیں! اس نے تو لوگوں سے ملنا جانا ہی ترک کر دیا ہے اندھہ گھر سے باہر ہی نکلتا ہے!“
 ”تو کیا میں اسے نہ دیکھ سکوں گا!“
 ”کوشش بھی کی جائے گی کہ تم اسے دیکھ سکو!۔۔۔ دیسے وہ میرے سامنے بھی نہیں آیا تھا!“
 ”تم نے یہ نہیں بتایا کہ حکمہ بر اغرسانی سے رجوع کرنے کی ضرورت کیسے محسوس ہوئی تھی!“
 ”اس کے پچا۔۔۔ سجاد کو۔۔۔ وہ میرا پرانا شناس ہے!“
 ”اب تم کہاں چلیں گے!“
 ”میرا خیال ہے کہ میں تمہیں جیل کی کوئی نہیں میں پہنچا دوں! لیکن خدا کے لئے بہت زیادہ جو بہت نہ پھیلانا!۔۔۔ تمہیں اپنی عزت کا بھی پاس نہیں ہوتا!“
 ”میری فکر تو تم کیا ہی نہ کرو! میری عزت ذرا اواز پر دف قسم کی ہے!“
 ”میں نہیں چاہتا کہ لوگ مجھے الوں سمجھیں!“

”حالانکہ تم سے بڑا لوآنچ سک میری نظروں سے نہیں گزرنا!“ عمران نے سنجیدگی سے کہا! ”لاؤ ایک سگریٹ مجھے بھی دو! میں بھی اب باقاعدہ طور پر سگریٹ شروع کر دوں گا۔ کل ہی ایک بزرگ فرمائے ہے تھے کہ جن پیسوں کا کھی دودھ کھاتے ہو اگر انہیں کے سگریٹ پیو تو کیا رنج ہے!“

”نہجش دیا گیا ہو اور اب تو شائد خود جیل بھی یہ نہ بتا سکے کہ پرندے نے کس جگہ چونچ لگائی تھی!“
 ”خوب۔۔۔!“ عمران نکھلیوں سے ایک جاتب دیکھتا ہوا بڑا لیا اکچھہ دیر تک ناموشی رہی پھر عمران نے پوچھا!
 ”اچھا سو پر فیاض! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو!“
 ”یہ کہ تم اس سلسلے میں جیل کے خاندان والوں کی مدد کرو!“
 ”لیکن اس سے کیا فائدہ ہو گا! جیل کی معنی تو ہونے سے رہی! تم مجھے ان لوگوں کا پیٹہ بتاؤ جن کے ہاں جیل کی معنی ہونے والی تھی!“
 ”اس سے کیا ہو گا!“
 ”میری معنی ہو گی! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں شادی کے بغیر ہی مر جاؤں!“
 ”میں نہیں سمجھا!“
 ”تم معنی اور شادی نہیں سمجھتے! انکو کہیں کے ہاں!“
 ”عمران کام کی بات کرو۔۔۔!“
 ”فیاض صاحب!۔۔۔ پڑھا!“
 ”اچھا تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ نہیں لوگوں کی حرکت ہے!“
 ”اگر ان کا تعلق پرندوں کی کسی نسل سے ہے تو یقیناً نہیں کی ہو گی اور مجھے انتہائی خوشی ہو گی اگر میں کسی چڑے کا داماد بن جاؤں!“
 ”تم پھر بیکنے لگے!“
 ”فیاض۔۔۔ ڈیز۔۔۔ پڑھا!“
 ”فیاض چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا“ وہ یہاں کا ایک سر بر آور دہ خاندان ہے!۔۔۔ نواب جاوید مرزا کا خاندان۔۔۔ پروین۔۔۔ جاوید مرزا ہی کی اکلوتی لڑکی ہے اور جاوید مرزا بے اندزادہ دولت کا مالک ہے!“
 ”آہا۔۔۔“ عمران اپنی رانیں پیٹتا ہوا بولا ”تب تو اپنی چاندی ہے!“
 ”کوئاں بند نہیں کروں گے!“
 ”اچھا! خیر ہٹاؤ!“ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا ”جیل کس حیثیت کا آدمی ہے!“
 ”ظاہر ہے کہ وہ بھی دولت مدد ہی ہو گا ورنہ جاوید مرزا کے یہاں رشتہ کی تجویز کیوں کر ہوتی۔۔۔ اور اب تو جیل کی دولت میں مزید اضافہ ہو جائے گا کیونکہ ابھی حال ہی میں اس کی ایک مملوک زمین میں تیل کا بہت بڑا ذخیرہ دریافت ہوا ہے!“

”اچھا بے کو اس بند کرو!“ فیاض اس کی طرف سُکریت کیس بڑھاتا ہوا بولا... اور عمران نے سُکریت کیس لے کر اپنی جیب میں ڈال لیا... وہ دونوں آرنسوں سے اٹھ گئے!

”لیا مطلب...!“ فیاض نے کہا۔

”تمہارے پاس کافی سُکریت ہیں! اب میں آج ہی سے تو سُکریت خریدنے سے رہا!...“
فیاض ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑا کر خاموش ہو گیا۔

۳

جمیل کی کوئی بڑی شاندار تھی اور اس کا پھیلاؤ بہت زیادہ تھا! ہو سکتا ہے کہ اس کی تعمیر اسی اندازے کے ساتھ ہوئی ہو کہ پورا خاندان اس میں رہ سکے! کم و بیش پچیس کمرے ضرور رہے ہوں گے۔

فیاض عمران کو پچھلی رات ہی یہاں پہنچا گیا تھا اور پھر فیاض وہاں اتنی ہی دیر نہ سہرا تھا جتنی دیر میں وہ سجاد اور اس کے دوسرا بھائیوں سے عمران کا تعارف کر اسکا تھا! عمران نے بغیر رات سکون سے گزاری! یعنی صبح تک اٹیناں سے ۶ تاربا!

دن کے ابھی میں لوگوں نے عمران کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں قائم کی! کیونکہ ”صورت ہی سے پر لے سرے کا یوں قوف معلوم ہوتا تھا!

چاہے اس نے اپنے کمرے میں تھاپی... اور پھر باہر بکل کر ایک ایک سے ”امجاد صاحب“ کے متعلق پوچھنے لگا! لیکن ہر ایک نے اس نام سے لاعلی ظاہری کی! آخر سجاد آنکھ رکرا یا! عمران نے اس سے بھی ”امجاد صاحب“ کے متعلق پوچھا!

”یہاں تو کوئی بھی امجاد نہیں ہے!“ سجاد نے کہا!... یہ ایک ادھیز عمر کا قوی الیث آدمی تھا اور اس کے چہرے پر سب سے نمایاں چیز اس کی تاک تھی!

”تب پھر شاند میں نفلط جگہ پر ہوں!“ عمران نے مایوس سے کہا۔ ”لیکن فیاض نے کہا تھا کہ امداد صاحب میرے پرانے شناساں میں اور ان کے بھتیجے!...“

”امداد نہیں سجاد۔ سجاد نے کہا“ میں ہی سجاد ہوں!“

”نہیں صاحب مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ امداد...! اُر آپ سجاد کہتے ہیں تو پھر یہی درست ہو گا۔ آپ کے بھتیجے صاحب... میں ان سے مٹا چاہتا ہوں!“

”بہت مشکل ہے جناب!“ سجاد بولا“ وہ کمرے سے باہر نکلا ہی نہیں.... ہم بخواہیاں کرتے کرتے تھک گئے!“

”مجھے وہ کمرہ ہی دکھاد تھے!“

”آئے... پھر کوشش کریں! ممکن ہے کہ... گر مجھے امید نہیں!“

وہ تم راہداریوں سے گذرنے کے بعد ایک کمرے کے سامنے رک گئے عمران نے دروازے کو دھکا دیا! لیکن وہ اندر سے بند تھا!

سجاد نے آواز دی لیکن اندر کوئی صرف کھانس کر رہ گیا... اتنے میں عمران نے جیب سے سُکریت کیس نکال کر ایک سُکریت سجاد کو پیش کیا اور دوسرا خود سلاگا!... سجاد نے سُکریت سلاگا کر پھر دروازے پر دستک دی۔

”خدا کے لئے مجھے میرے حال پر چھوڑ دو!“ اندر سے ایک بھراں ہوئی سی آواز آئی!

”جمیل ہے! دروازہ کھول دو! باہر آؤ... دیکھو میں نے ایک نیا انتظام کیا ہے! ہمارے شیخوں کی گرد نیس نالی میں رگڑ دی جائیں گی!“

”پچا جان میں کچھ نہیں چاہتا... میں کچھ نہیں چاہتا!“

”ہم تو چاہتے ہیں!“

”فضول ہے! بیکار ہے...! اس کمرے سے میری لاش ہی نکلے گی!...“

”دیکھا آپ نے!“ سجاد نے آہستہ سے عمران سے کہا اور عمران صرف سر ہلا کر رہ گیا!
پھر سجاد خاموش ہو کر پچھے سوچنے لگا وہ بے خیالی میں پے در پے سُکریت کے لبے لبے کش لے رہا تھا! اپاںک اس کے چہرے کے قریب ایک دھاکہ ہوا اور سُکریت کی دھیماں اڑ گئیں۔

”ارے خدا!“ سجاد جیچ مار کر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

”لیا ہوا!“ اندر سے کوئی چیخنا! پھر دروزنے کی آواز آئی اور دروازہ جھکل کے ساتھ حل لیا!
دوسرا لمحے میں عمران کے سامنے ایک توی بیکل نوجوان کھڑا ہوا تھا جس کے چہرے پر بڑے بڑے سفید دھمپے تھے!

اس نے چھپت کر سجاد کو فرش سے اٹھایا اور سجاد عمران کی طرف دیکھ کر دھماز۔

”یہ کیا... یہ پھر دیکھو گی تھی!“

”ارے... لل... خد... خدا کی قسم...!“ عمران ہکلانے لگا!

”یہ کیا ہوا...“ جمیل نے سجاد کو جھنجور کر کہا۔ ”یہ کیا تھا!“

”کچھ نہیں!“ سجاد عمران کو قهر آلود نظروں سے گھوڑا ہوا ہانپ رہا تھا!

”آپ کون ہیں!“ جمیل عمران کی طرف مڑا۔ لیکن پھر دوسرا ہی لمحہ میں دونوں ہاتھوں

سے اپنا چہرہ چھپا کر کمرے میں گھس گیا! دروازہ پھر بند ہو چکا تھا!

"مجھے بتائیے کہ اس بیہودگی کا کیا مطلب تھا!" سجاد عمران کے چہرے کے قریب ہاتھ پلا برجنگ
گھر کے کنی دوسرے افراد بھی اب وہاں پہنچ گئے تھے!
"دیکھئے اعرض کرتا ہوں!" عمران گھبرائے ہوئے مجھے میں بولا۔
"یہ دیکھنے فیاض کی حرکت ہے! اس نے میرے سگریٹ کیس سے اپنا سگریٹ کیس بد لیا
ہے یہ دیکھئے! ... سگریٹ کیس پر اس کا نام بھی موجود ہے!"
عمران نے سگریٹ کیس اسے پکڑا دیا۔
"یہ سگریٹ دراصل میرے لئے تھا!" عمران پھر بولا "مجھے بہت افسوس ہے! لا حول ولا قوہ
آپ جلتے تو نہیں،"

وہ آگے جھک کر اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا!
"اگر یہ مذاق تھا تو میں ایسے مذاق پر لخت بھیجا ہوں!" سجاد نے ناخوشگوار لمحہ میں کہا "میں
نہیں جانتا تھا کہ فیاض ابھی تک پہنچنے کی حدود میں ہے!"
"میں فیاض سے سمجھ لوں گا!" عمران اپنی میمیاں بھیج کر بولا۔
دوسرے افراد سجاد سے دھاکے کے متعلق پوچھنے لگا اور سجاد نے سگریٹ پہنچنے کا واقعہ
دہراتے ہوئے کہا "اس طرح اچانک ہارٹ فل بھی ہو سکتا ہے! فیاض کو ایسا مذاق نہ کرنا چاہیے
تھا! اس نے اس کے سگریٹ کیس سے اپنا سگریٹ کیس بد لیا ہے! اب سوچتا ہوں کہیں نیشن
نے مجھ سے بھی تو مذاق نہیں کیا ہے!"
"ضرور کیا ہوگا!" عمران حمایت انگریز انداز میں پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔

"آپ کا عہدہ کیا ہے؟" سجاد نے اس سے پوچھا۔
"شہدہ....! میرا کوئی شہدہ نہیں ہے۔ لا حول ولا قوہ کیا آپ مجھے لفڑا سمجھتے ہیں! لفڑا ہو گا
وہی سالا فیاض۔ ایک دفعہ پھر لا حول ولا قوہ!"

"آپ اونچا بھی سنتے ہیں! سجاد اسے گھورنے لگا!
"میں اونچا نیچا سب کچھ سن سکتا ہوں!" عمران براسامنہ بنا کر بولا اور سگریٹ کیس سے
دوسرے سگریٹ نکالنے لگا.... پھر اس طرح چونکا جیسے دھاکے والا واقعہ بھول ہی گیا ہو اس نے
جھلاہٹ کا مظاہرہ کرنے کے سلسلے میں سارے سگریٹ توڑ کر پھینک دیے اور سگریٹ کیس کو
فرش پر رکھ کر پہلے تو اس پر گھونے برستا رہا۔.... پھر کھڑا ہو کر جو قول سے روندے نہ گا
نتیجہ یہ ہوا کہ سگریٹ کیس کی شکل ہی گیوگی!

کچھ لوگ مسکرا رہے تھے اور کچھ اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

"میں نے آپ کا عہدہ پوچھا تھا!" سجاد بولا۔
"میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا!" عمران کا لہجہ ناخوشگوار تھا! "میں ابھی
اپنی جاہک گا۔ فیاض کی دلکشی ایسی... ایسی کی ایسی... لاحول ولا قوہ... کیا کہتے ہیں اسے
... دلکشی کی جیسی...!"
"ایسی کی تھی! ایک لڑکی نے ہنستے ہوئے صحیح کی۔
"میں ہاں ایسی کی تھی... شکریہ! عمران نے کہا اور لمبے قدم اختاتا ہوا وہاں سے چلا
گیا۔ لڑکی نے سجاد کا ہاتھ پکڑا اور ایک دوسرے کمرے میں لے آئی!
"یہ آدمی برا گھاگ معلوم ہوتا ہے۔" اس نے سجاد سے کہا
"بالکل گدھا!"
"نہیں ڈیڈی! میں ایسا نہیں سمجھتی!.... جمیل بھائی کو کمرے سے نکلنے کی ایک بہترین
تمثیر تھی!... یہ بتائیے کہ پہلے بھی کوئی اس میں کامیاب ہو سکا تھا اخود فیاض صاحب نے بھی
تو کو شش کی تھی!"
سجاد کچھ نہ بولا اس کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئی تھیں۔ اس نے تھوڑی دیر بعد کہا!
"تم نیک کہتی ہو! سعیدہ! بالکل نیک! مگر کمال ہے... صورت سے بالکل گدھا معلوم
ہوتا ہے!"
"مگر سراغر سانی میں ایسے ہی لوگ زیادہ کامیاب سمجھے جاتے ہیں اور وہ حق مجھے اپنی ظاہری
حالت کی خدمت ہوتے ہیں!"
عمران رابداری سے کچھ اس انداز میں رخصت ہوا تھا جیسے اپنے کمرے میں پہنچنے ہی وہاں
سے روائے ہو جانے کی تیاریاں شروع کر رہے گا۔
"اب کیا کیا جائے؟" سجاد نے سعیدہ سے کہا۔
"میں.... میں نہیں تم جاؤ....!"
"اچھا... میں ہی روکتی ہوں!"
سعیدہ اس کمرے میں آئی جہاں عمران کا قیام تھا! دروازہ اندر سے بند نہیں تھا! اس نے
ٹنک دی! لیکن جواب ندارد! آخر تیسری دسک کے بعد اس نے دھاکا دے کر دروازہ کھول دیا!
کروہ خالی تھا۔ لیکن عمران کا سامان بدستور موجود تھا۔ پھر نوکروں سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ
عمران خالی ہاتھ باہر گیا ہے۔

نیجر نے اسے اپنے کمرے میں کھینچ کر دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ عمران اس وقت پہلے سے
بھی زیادہ یو تو قوف نظر آ رہا تھا!

”ہوں کیا قصہ تھا پر نہے کا؟“ وہ عمران کو گھوڑتا ہوا غیر ایسا۔

”قصہ تو مجھے یاد نہیں!“ عمران نے بڑی سادگی سے کہا۔ ”لیکن پرندہ شہور تھا!....
بیلا!....!“

”اور وہ تمہاری گردون میں لٹک گیا! کیوں؟“

”نہیں لٹک سکا!.... میں دعویٰ سے کہتا ہوں!....“

”تمہیں کس نے بھیجا ہے! اس نے میز کی دراز کھوول کر لوئے ہے کا ایک دو فٹ لمباروں کی نکالتے
ہوئے کہا۔

”کسی نے نہیں! میں والدین سے چھپ کر یہاں آیا تھا!....“ عمران نے لاپرواں سے
جو باہ دیا لیکن اس کی نظریں لوہے کے اس روول پر تھیں!

”میں تمہاری بڈیاں بھوسے کر دوں گا!“ نیجگر گردون اکڑا کر بولا!

”کیا اللہ صاحب نے ایسا کہا ہے!“ عمران نے خوفزدہ آواز میں پوچھا!

”تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے!“

”اچھا تم ہی بتاؤ کہ کون بیچ سکتا ہے!“ عمران نے سوال کیا لیکن نیجر رول سنجال راس پر
لوٹ پڑا۔

عمران ”ارے“ کرتا ہوا ایک طرف ہٹ گیا.... ارول دیوار پر پڑا اور نیجر پھر پٹلا.... دوسرا
حملہ بھی سخت تھا! لیکن اس بار نیجر اپنی ہی جھوک میں میز سے جا گلرایا اور پھر میز کے ساتھ ہی
خود بھی الٹ گیا! موقع تھا! عمران چاہتا تو اتنی دیر میں دروازہ کھوول کر کمرے سے باہر نکل سکتا
تھا!.... مگر وہ اعتمدوں کی طرح کھڑا!.... ارے ارے.... ہی کرتا رہ گیا!

”آپ کے کہیں چوت تو نہیں آئی!“ عمران نے اس وقت پوچھا جب وہ دوسری طرف ہاتھ
ٹیک کر اٹھ رہا! اس کے اس جملے پر نیجر کو اس زور کا غصہ آیا کہ وہ ایک بار پھر اپنی ہوئی میز پر
ڈیکھ رکھا!....

”میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا!“ نیجگر دوبارہ اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا غیر ایسا!

”آپ خواہ کوہا غفا ہو رہے ہیں پچا جان!“ عمران نے نہایت سعادتمندی سے مرض کیا
”آپ بیقیٰ اللہ صاحب کے دوست معلوم ہوتے ہیں! اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو آئندہ میں
کھال سن آؤں گا!“

پھر سینہ ناٹ کلب دن میں بھی آباد رہتا تھا!.... وجہ یہی تھی کہ وہاں ربانی کمرے میں
تھے.... اور وہاں قیام کرنے والے مستقل مجرم کہلاتے تھے اور پھر چونکہ یہ ”بین“ کا زمانہ تو
اس لئے یہاں چوبیں گھنٹوں کی سروں چلتی تھی!

عمران نے ڈائینگ ہال میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھا اور پھر ایک گوشے میں جا بیٹھا
اس کی پشت پر کھڑکی تھی اس نے دیکھ کر آئیں کریم کا آرڈر دیا۔ حالانکہ لٹکنے اس وقت میں
اچھی خاصیت تھی!....

وہ تھوڑی دیر میک آئیں کریم کی چکلیاں لیتا رہا.... پھر ایک بیک اس طرح اچھلا کے بنے
کے بل میز پر آ رہا۔ وہاں سے پھر کرفش پر گرا اور پھر وہ اس طرح کپڑے جہاڑ جہاڑ
اچھل کو رہا تھا جیسے کپڑوں میں شہد کی کھیاں مکس گئی ہوں۔
ہال میں اس وقت زیادہ آدمی نہیں تھے! بہر حال جتنے بھی تھے وہ اپنی جگہوں پر نیٹھے تو نہیں
رہ سکتے تھے!

”کیا بات ہے.... کیا ہوا!“ کسی نے پوچھا!

”ہہپ.... ہہپ.... پرندہ!.... پرندہ!“ عمران ایک کرسی پر ہاپتا ہوا بوا! پھر اس نے اس
کھڑکی کی طرف اشارہ کیا جس کے قریب بیٹھ کر اس نے آئیں کریم کھائی تھی!

”پرندہ!“ ایک لڑکی نے خوفزدہ آواز میں دہرایا!
اور پھر لوگ بھانت ہانت کی بولیاں بولنے لگے! دیکھوں نے جھپٹ جھپٹ کر سارا
کھڑکیاں بند کر دیں!

لیکن اتنے میں ایک بھاری بھر کم آدمی عمران کے قریب پہنچ گیا اور وہ صورت سے کوئی اچنا
آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا! اس کا چہرہ کسی بلڈاگ کے چہرے سے مشابہ تھا!

”پرندہ!“ وہ عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر غر آیا۔ ”زر امیرے ساتھ آئیے!
گک.... کیوں!“

”اس لئے کہ میں یہاں کا نیجگر ہوں!“ اس نے عمران کی بغلوں میں ہاتھ دے کر اسے کہا
سے اٹھا دیا!

عمران کو اس کے اس رویہ پر حیرت ضرور ہوئی لیکن وہ خاموش رہا اور اس نے اسے اس
بات کا موقع نہیں دیا کہ وہ بغلوں میں ہاتھ دیجئے ہوئے ہی اسے اپنے ساتھ لے جاتا۔

نیجہ سامنے کھڑا۔ گھور رہا تھا اور اس کا سینہ سانوں کے اتار پر ٹھاؤ کے ساتھ پھیل ری پچک رہا تھا!....

"جی ہاں!" عمران احمدتوں کی طرح سر ہلا کر بولا! "والد صاحب کہتے ہیں کہ جہاں عورتی بھی ہوں وہاں نہ جلیا کرو۔.... جی ہاں.... کان پکڑتا ہوں.... اب بھی نہ آؤں گا!"

نیجہ پھر بھی نہ بولا! وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر عمران کو گھورنے لگا! عمران بھی سر بنا کر رہا.... اس کے اس روئیے میں نیجہ کو ابھی میں ڈال دیا درست یہ بات وہ بھی سوچ سکتا تھا کہ عمران اگر بھاگنا چاہتا تو وہ اسے روک نہ پاتا!

"پرندہ! تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا!...." اس نے تھوڑی دیر بعد پوچھا:

"وہ میری گردن سے نکل رہا تھا!.... مجھے پردوں کی ہلکی سی جھلک دکھائی دی تھی.... پھر میں

نیں جانتا کہ وہ کہہ رکیا!

"بکواس.... بالکل بکواس.... میرے کلب کو بنانے کی ایک انتہائی مکروہ سازش!"

"میں بالکل نیں جانتا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!"

"تم بس یہاں سے چپ چاپ چلے جاؤ اور بھی یہاں تمہاری ٹھکل نہ دکھائی، میں سمجھے!"

عمران کچھ سوچنے لگا! پھر سر ہلا کر بولا! یہ کوئی دوسرا معاملہ معلوم ہوتا ہے!.... آپ والا صاحب کے دوست نہیں ہیں۔ کیوں؟"

"چلے جاؤ! نیجہ حلق چھاڑ کر بولا!

"تم میری توہین کر رہے ہو دوست! عمران یہ بیک سخیدہ ہو گیا!

"تم کون ہو؟"

"میں سیاح ہوں.... اور میں نے اس پر اسرار پرندے کے متعلق اخبارات میں پڑھا تھا!"

"سب بکواس ہے! نیجہ غرایا!.... وہ پرندہ اس کتے.... جیل کے علاوہ اور کسی کو نہیں دکھائی دیا تھا.... کلب کو بنانے کا ایک نیا پاک طریقہ!"

"تب تو ضرور یہی بات ہو سکتی ہے.... اور میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے بھی اس کہانی پر یقین نہیں آیا ہے!"

"ابھی تم نے کیا سوائیں بھرا تھا!" نیجہ پھر جھلا کر کھڑا ہو گیا!

"یہ تو بیٹھوا یہ میرا پیشہ ہے! عمران ہاتھ اٹھا کر بولا!

"کیا پیشہ!...."

"میں ایک اخبار کا روپر ٹھوڑے ہوں!.... چند گز کا مشہور اخبار... اجلا!.... نام نا ہو گام"

نے... میں صحیح واقعہ معلوم کرنے کی غرض سے یہاں آیا ہوں!"

"تم جھوٹے ہو! نیجہ غرایا!

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ میں جھوٹا ہوں!.... مجھے صحیح معلومات حاصل کرنی پڑیں ورنہ میں اب تک یہاں نہیں تھا کیوں؟.... میرا سر اتنا مضبوط نہیں ہے کہ لو ہے کی سلاخ سے بجت کر سکے۔"

"تو تم نے پرندے کا نام اس طرح کیوں لیا تھا؟"

"محض اس لئے کہ تم مجھ سے کھل کر گفتگو کر سکو!.... تم نے محض غصے میں اس بات کا اظہار کر دیا کہ یہ تمہارے کلب کو بنانا کرنے کے لئے ایک سازش ہے... کیا تم نے دوسرے اخبار کے روپر ٹھوڑے سے بھی یہی کہا ہو گا؟"

"نہیں! نیجہ اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا!

"کیوں؟"

لیکن نیجہ نے اس "نہیں" کا کوئی جواب نہیں دیا!

عمران نے سر ہلا کر کہا "تم نے اس لئے اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ جیل شہر کا ایک بہت بڑا آدمی ہے...."

اس پر نیجہ نے شہر کے اس بہت بڑے آدمی کو ایک گندی سی گالی دی! اور پھر خاموش ہو گیا!

"ٹھیک ہے! تم کھلم کھلا نہیں کہہ سکتے! ظاہر ہے کہ تمہارے کلب انہیں بڑے آدمیوں کی وجہ سے چلتا ہے!"

نیجہ نے تمام بڑے آدمیوں کے لئے بھی وہی گالی دہرائی اور اپنے جیب میں ہاتھ ڈال کر گزیرت کا پیکٹ علاش کرنے لگا۔

"ٹھیک ہے! عمران مسکرا کر بولا!" میں تم سے متفق ہوں اور میرا اخبار بھی متفق ہو جائے گا! لیکن صحیح حالات کا علم ضروری ہے۔"

"میں دعویی سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ پرندہ جیل کے علاوہ اور کسی کو نہیں دکھائی دیا تھا!"

"لیکن جیل تمہارے کلب کو بنانا کیوں کرنا چاہتا ہے؟"

"میں نے ایکشن میں اس کی مخالفت کی تھی! نیجہ بولا!

"مگر میرا خیال ہے کہ اس نے ایکشن میں حصہ نہیں لیا تھا!" عمران نے کہا۔

"وہ خود نہیں حصہ لیتا! مگر اپنے امیدوار کھڑے کرتا ہے.... اور اس کی یہی کوشش ہوئی

”کیوں نہ ام اسے اخاکر کو بھی میں لے چلیں!“
 لڑکیوں نے بھی اس کی تائید کی اور تیرا جو سب سے الگ حلگ کھڑا تھا منہ بن کر بولا ”میرا
 نیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں!“
 ”کیوں؟“ ایک لڑکی جلا کر اس کی طرف مڑی!
 ”یہ مجھے کوئی اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا!“
 ”براءی کی!“ لڑکی نے خونگوار لجھے میں کہا ”دنیا کا کوئی آدمی فرشتہ نہیں ہوتا!“
 عمران کو زمین سے اٹھایا گیا! لیکن وہ تیر الگ ہی الگ رہا۔
 حالانکہ وہ دونوں اس کی مدد کی ضرورت محسوس کر رہے تھے... جوں توں کر کے وہ کو بھی
 میں داخل ہوئے اور سب سے پہلا کرہ جوان کی پیچنے میں تھا۔ عمران سے آباد ہو گیا! وہ اسے
 ہوش میں لانے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں اختیار کرتے رہے لیکن کامیابی نہ ہوئی! آخر
 تھک ہار کر انہیں ڈاکٹر کوفون کرنا پڑا....
 ”یہ بن رہا ہے!“ اس نوجوان نے کہا جس نے اسے برآ آدمی کہا تھا!
 ”تم احق ہو!“ لڑکی بولی!
 ”ہو سکتا ہے شوکت کا خیال درست ہو؟“ دوسرے نے کہا
 ”تم بھی احق ہو!“
 پہلے نے کچھ نہیں کہا اور سری لڑکی بھی خاموش رہی۔
 ”اچھا میں اسے ہوش میں لاتا ہوں۔“ شوکت آگے بڑھ کر بولا۔
 ”نہیں.... قطعی نہیں!“ لڑکی نے سخت لجھے میں کہا ”ڈاکٹر آرہا ہے!“
 ”تمہاری سرضی!“ شوکت برا سامنہ بنائے ہوئے چیچپے ہٹ گیا!
 اتنے میں ایک باد قار بوزھا کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی عمر تر کے لگ بھٹ کری ہو گی
 لیکن تدرستی بہت اچھی تھی! سفید بالوں میں بھی وہ جوان معلوم ہوتا تھا!....
 ”کیا بات ہے!.... یہ کون ہے؟“
 ”ایک راگیر!“ لڑکی نے کہا ”چلتے چلتے گراور بیہوش ہو گیا!“
 ”لیکن ہے کون؟“
 ”پتہ نہیں! اب تک بیہوش ہے!“
 ”اوہ.... تم لوگوں کو بالکل عقل نہیں! ہنودھر مجھے دیکھنے دوا!“
 بوزھا مسبری کے قریب پہنچ کر بولا ”آدمی ذی حیثیت معلوم ہوتا ہے! اس کی بیب میں

ہے کہ اس طبق انتخاب سے اس کے امیدوار کے علاوہ اور کوئی کامیابی نہ حاصل کر سکے!“
 ”اچھا خیر!.... ہاں مگر تمہاری مخالفت کا تیجہ کیا نہ لگا تھا!“

”اس کے دو امیدوار کامیاب نہ ہو سکے!“

”اور وہ اس کے باوجود بھی تمہارے کلب میں آتا رہا تھا!“ عمران نے کہا!

”ہاں.... اسی پر تو مجھے حیرت تھی! لیکن اس پرندے والے معاملے نے میرن آنکھیں
 کھوئی دیں اور اس طرح انتقام لینا چاہتا ہے! آدھے سے زیادہ مستقل ممبروں نے کلب سے کناروں
 کشی اختیار کر لی ہے.... اور روزانہ کے گاہوں میں بھی کمی واقع ہو گئی ہے!“

”اچھا اگر یہ سازش ہے تو میں دیکھ لیوں گا!“ عمران بولا! ”اور میں یہاں سے اس وقت مکر
 جاؤں گا۔ جب تک کہ حقیقت نہ معلوم کر لیوں!“

میجر آچھے نہ بولا! اس کے چہرے پر یقین و تشکیل کی کش مش کے آثار نظر آرہتے تھے!

5

شام بڑی خونگوار تھی! سورج دور کی پہلیاں کی طرف بھجک رہا تھا اور کمپکاتی ہوئی سرخی
 مائل دھوپ سر بزر چنانوں پر سکھری ہوئی تھی!

عمران پلے چلتے اچاک منہ کے بل گر پا پہلے تو تنہی نہیں بچیوں نے قہقهہ لگایا لیکن جب
 عمران اٹھنے کی بجائے بے حس و حرکت اونڈھا پڑا ہی رہا تو بچیوں کے ساتھ والے اس کی طرف
 دوڑ پڑے.... ان میں دو جوان لڑکیاں تھیں اور تین مرذ! ایک نے عمران کو سیدھا کیا....
 پھر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر بولا۔

”بیہوش ہو گیا ہے۔۔۔!“

”دیکھئے سر تو نہیں پہننا!“ ایک لڑکی بولی.... اور وہ آدمی عمران کا سر ٹوٹنے لگا!

یہ لوگ اپنے لباس کی بنا پر اچھی حیثیت والے معلوم ہو رہے تھے!

”نہیں سر محفوظ ہے!“ نوجوان بولا! ”یہ شائد کسی قسم کا دورہ ہے.... کیا کہتے ہیں اے...
 مرگی!... مرگی!“ وہ عمران کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگا!

سامنے ہی ایک عالیشان عمارت تھی اور یہاں سے اس کا فاصلہ زیادہ نہیں تھا.... یہ نواب
 جاوند مرزا کی کوٹھی تھی!....

”اب کیا کرنا چاہئے!“ نوجوانوں میں سے ایک نے کہا ”یہ بچپا یہاں کب تک بڑا رہے؟“

مُسوزینگ کارڈ ضرور ہو گا! تم لوگ اب تک جھک مارتے رہے ہو!“
اس نے عمران کی مختلف جیسیں ٹوٹنے کے بعد آخر کار ایک دزینگ کارڈ نکال ہی لیا۔
اور اس پر نظر ڈالتے ہی اس نے قہقہہ لگایا۔
”ہلاا... دیکھا پروئن! میں نہ کہتا تھا کہ کوئی ذی حیثیت آدمی ہے... یہ دیکھو!.... شہزادہ
سطوت جاہ!“

”شہزادہ سطوت جاہ“ شوکت نے طنزی لہجے میں دہرا یا۔
پر دین بوڑھے کے ہاتھ سے کارڈ لے کر دیکھنے لگی!
”ہو سکتا ہے کہ یہ مجھ سے مٹھی کے لئے ادھر آیا ہو!“ بوڑھے نے کہا۔
شوکت دوسرا لڑکی کے قریب کھڑا آہستہ آہستہ کچھ بڑوارہ تھا!
اچاک وہ لڑکی بوڑھے کو مخاطب کر کے بولی ”شوکت بھائی کا خیال ہے یہ شخص بیویوں نہیں ہے!“
”تمہارا کیا خیال ہے!“ بوڑھے نے لڑکی سے پوچھا۔

”بات یہ ہے کہ اب تک ہوش میں آجانا چاہئے تھا!“ لڑکی نے کہا۔
”یعنی تم بھی بھی بھتی ہو کہ یہ بن رہا ہے!“
”جی ہاں! میرا بھی بھی خیال ہے!“

”اچھا تو اس معاملہ میں جو بھی شوکت سے متفق ہو اپنے ہاتھ انھادے!“ بوڑھے نے ان کی
طرف دیکھ کر کہا۔ پر دین کے علاوہ اور سب نے ہاتھ انھادے۔
”کیوں تم ان لوگوں سے متفق نہیں ہو!“ بوڑھے نے اس سے پوچھا!

”نہیں! حضور آبا...!“
”اچھا تو تم یہیں ٹھہر دے... اور تم سب بیہاں سے دفع ہو جاؤ!“ بوڑھے نے ہاتھ جھک کر
کہا! پر دین کے علاوہ اور سب چلے گئے۔
نواب جاوید مرزا عرف عام میں جھکی تھا... اور اس کے ذہن میں جو بات بیٹھتی پھر کی لگی
ہو جاتی!... وہ لوگ جو اس سے کسی بات پر متفق نہ ہوتے انہیں عام طور پر خسارے ہی میں
رہنا پڑتا تھا! اس کے تینوں بیٹھجے شوکت، عرفان، صدر اور بھائی ریحانہ اس وقت دھوکے ہی
میں رہے... اس نے انہیں اس کے عتاب کا شکار ہونا پڑا... انہیں اس کا علم نہیں تھا کہ
نواب جاوید مرزا کی رائے مختلف ہو گی!
”میرا خیال بھی کبھی غلط نہیں ہوتا“ جاوید مرزانے پر دین کی طرف دیکھ کر کہا ”یا ہوتا ہے!
”بھی نہیں!“

انتے میں ڈاکٹر آگیا!... وہ کافی دیر تک عمران کو دیکھتا رہا!
پھر جاوید مرزا کی طرف دیکھ کر کہا ”آپ کا کیا خیال ہے!“
”نہیں تم پہلے اپنا خیال ظاہر کرو!“
”جو آپ کا خیال ہے وہی میرا بھی ہے!
”یعنی....!“

ڈاکٹر شش دنیوں میں پڑ گیا۔ وہ بیہاں کا فیلی ڈاکٹر تھا اور بیہاں سے اسے سینکڑوں روپے ماہوار
آمدی ہوتی تھی! اس لئے وہ بہت محاط رہتا تھا!... وہ جاوید مرزا کے سوال کا جواب دیئے بغیر
ایک بار پھر عمران پر جھک پڑا۔
”ہاں ہاں!“ جاوید مرزا سر ہلا کر بولا ”اچھی طرح اطمینان کرو... پھر خیال ظاہر کرنا!“
جاوید مرزا نہیں لٹکنے لگا! ایک لٹکنے کے لئے اس کی پشت ان کی طرف ہوئی اور پر دین نے اشارے
سے ڈاکٹر کو سمجھا دیا....
جاوید مرزا نہیں رہا... وہ آہستہ آہستہ بڑوارہ تھا۔ ”شہزادہ سطوت جاہ... شہزادہ سطوت
جاہ... وہ نام ہی سے شان پٹکی ہے۔ پرانی عظمتوں کا احساس ہوتا ہے....!“
”جناب عالی....“ ڈاکٹر سید حاکمڑا ہوتا ہوا بولا ”بیویو! گھری بیویو!... مگر یہ کوئی
مرض نہیں معلوم ہوتا!“
”خوب تو تم بھی مجھ سے متفق ہو!“
”قطعی جناب....!“
”پھر...! یہ ہوش میں کیسے آئے گا!“
”میرا خیال ہے... خود بخود... دو اکی ضرورت نہیں!“
”مگر میرا خیال ہے کہ دو اکی ضرورت ہے!“
”اگر آپ کا خیال ہے تو پھر ہو گی... آپ مجھ سے زیادہ تجربہ کار ہیں!“ ڈاکٹر نے کہا!
”نہیں بھی! بھلا میں کس قابل ہوں!“ جاوید مرزا نے مسکرا کر خاکساری ظاہر کی!
”فی الحال میں ایک انجشن دے رہا ہوں!“
”انجشن“ جاوید مرزانے بر اسمانہ بنایا۔ ”پڑھ نہیں... کیا ہو گیا ہے آج کل کے معاملوں
کو... انجشن کے علاوہ اور کوئی علاج ہی نہیں ہے!“
”پھر آپ کیا چاہتے ہیں!“ ڈاکٹر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا!
”کوئی نیا... طریقہ... ایک بار تادر شاہ درانی نے...“

مددجوہ تھے!
 شوکت بار بار عمران کو عجیب نظر وں سے گھورنے لگتا تھا!... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ان سب سے بیزار ہو!... اس نے اس دوران میں ایک بار بھی حرمت کا اٹھاڑ نہیں کیا تھا!
 "سردار گذھ... بھوتون کا مسکن بن گیا ہے!" جاوید مرزا بڑا بڑا!
 "روزانہ ایک انہوں بات سامنے آتی ہے... دیسے طوط جاہ تم غیرے کہاں ہو!
 "راکل ہوئیں میں!...."
 "سردار گذھ کب آئے ہو!..."
 "پرسوں!
 "پھر تم اپنی کار کے لئے کیا کرو گے؟"
 "صبر کروں گا!...."
 "آپ کہاں کے شہزادے ہیں جتاب! فدائش شوکت نے پوچھا!
 "پرانس آف ڈھپ! عمران اپنی گردون اکڑا کر بولا!
 "یہ ڈھپ کیا بلا ہے!
 "نقش میں خلاش کیجیے! آپ ہماری توہین کمر ہے ہیں!
 "شوکت باہر جاؤ! جاوید مرزا بگزگیا!
 "شوکت چپ چاپ اٹھا اور باہر چلا گیا!
 "تم کچھ خیال نہ کرنا! جاوید مرزا نے عمران سے کہا" یہ ذرا بد دماغ ہے!
 "آپ بھی میری توہین کر رہے ہیں! عمران نے تاخوٹگوار لمحے میں کہا" نہ آپ نہ جتاب... تم... یہ بھی کوئی بات ہوئی!...!
 "میں نواب جاوید مرزا ہوں!
 "اچھا! عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا... پھر آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کرتا ہوا بولا" آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی!...
 "بجھے بھی ہوئی!
 "اور یہ سب حضرات... اور... خواتین!...!
 "یہ عرفان ہے! یہ صدر ہے... یہ پروین... یہ ریحانہ...!
 "یہ پروین!... عمران صدر کی طرف اشارہ کر کے بولا! پھر اپنا منہ پیٹھے لگا!... "لا حول ولا قوّة... بھول گیا!...!... یہ یہ!
 "پھر اس کا تیج جو کچھ ہوا ہوگا ظاہر ہے!... جاوید مرزا سے لے کر دروازوں کے شیخ

دکھ کر شرمندہ ہو جانے کے سے انداز میں ہوتیں پر زبان پھیر پھیر کر تھوک نکلنے لگا!—!
 "اب کیسی طبیعت ہے! جاوید مرزا نے پوچھا!
 "وہ تو ٹھیک ہے... مگر!...! عمران آنکھیں چھاڑ چھاڑ کر چاروں طرف کیجھے لگا!
 "میں جاوید مرزا ہوں... یہ پروین ہے... اور یہ ڈاکٹر فطرت!
 "عشرت! ڈاکٹر نے تصحیح کی!
 "اور میں!...!
 "ہاں ہاں! تم طوط جاہ... ہو! شہزادہ طوط جاہ!
 "ہائیں!...! عمران آنکھیں چھاڑ کر بولا" آپ میرا نام کیسے جان گئے!
 اس پر جاوید مرزا صرف ہنس کر رہا گیا!
 "میں نے ابھی تک کسی پر اپنی اصلاحیت ظاہر نہیں کی تھی... آپ کو کیسے!...!
 "پرواہ مت کرو!... جاوید مرزا نے کہا... اب تمہاری طبیعت کیسی ہے!
 "مگر میں یہاں کیسے آیا!...!
 "تم چلتے چلتے گر کر بیووش ہو گئے تھے! جاوید مرزا بولا۔
 "ہائیں! عمران کے منہ پر ہوایاں اڑنے لگیں" کوئی ایکیڈنٹ تو نہیں ہوا!
 "ایکیڈنٹ! جاوید مرزا نے حرمت ظاہر کی "میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا!"
 "میری کار کہاں ہے?
 "کار" پروین اسے گھور کر بولی "آپ تو پیدل تھے... ہم نے کوئی کار نہیں دیکھی!"
 "مذاق نہ کیجیے! عمران گھٹکھیا کر بولا!
 "نہیں بندہ اہاں کوئی کار نہیں تھی!
 "میرے خدا!... کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں! عمران اپنی پیشانی رگز نے لگا!
 "کیا معاملہ ہے! جاوید مرزا نے دخل دیا۔
 "میں اپنی کار ڈرائیور کر رہا تھا! عمران نے کہا!—
 پھر اس کا تیج جو کچھ ہوا ہوگا ظاہر ہے!... جاوید مرزا سے لے کر دروازوں کے شیخ صاف کرنے والا لڑکا سب پاگل ہو گئے! بڑی دور دور تک کار خلاش کی گئی۔ مگر... ہاں تھا کیا!... تحوزی دیر بعد سب اسٹڈی میں اکٹھے ہوئے۔ شوکت، عرفان، صدر اور ریحانہ، بھی

جادید مرزا نے ایک بار پھر ان کے نام دہرا کر عمران کو سمجھانے کی کوشش کی!
”ان سب کی رگوں میں آپ کا خون ہے!“ عمران نے پوچھا!
”ہاں یہ دونوں میرے بھتیجے ہیں! یہ بھائی اور یہ بیٹی!“
”اور.... وہ صاحب جو چلے گے!“
”وہ بھی بھتیجے ہے!“

”ایک بار پھر بڑی خوش ہوئی!“ عمران نے پھر جادید مرزا سے بڑی گرجوشی کے ساتھ مصافی کیا!
”مگر آپ کی کار کا کیا ہو گا؟“ جادید مرزا نے تشویش آمیز لمحہ میں کہا۔ ”ایک بار پھر یاد کیجئے کہ آپ نے اسے کہاں چھوڑا تھا!“
”پہ نہیں میں نے اسے چھوڑا تھا اس نے مجھے چھوڑا تھا.... مجھے سب سے پہلے اس پر غور کرنا پاچا ہے!“

اچانک نواب جادید مرزا نے ناک سکوڑ کر نہ اس اسماںہ بنا لیا!
”جیکھ!... میں اس شوکت کو بیہاں سے نکال دوں گا!“ اس نے کہا۔
”نہیں میں خود ہی جا رہا ہوں!“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔
”ارے ہائیں.... آپ کے لئے نہیں کہا گیا!“ جادید مرزا اسے شانوں سے پکڑ کر بخاتا ہوا بولا۔ ”وہ تو میں شوکت کو کہہ رہا تھا! کیا آپ کسی قسم کی یونہی محسوس کر رہے ہیں؟“
”مکر رہا ہوں!.... واقعی یہ کیا بلایا ہے!“ عمران اپنے نہنے بندر کر کے منانیا۔
”اسے سانشست کھلانے جانے کا خط ہے!.... اس وقت غالباً وہ اپنی تجوہ گاہ میں ہے اور یہ بدبو کسی گیس کی ہے خدا کی پناہ.... ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بھگیکوں کی فوج کہیں تریب ہی مارنا کر رہی ہو!“
”کم از کم شاہی خاندانوں کے افراد کے لئے تو یہ مناسب نہیں ہے!“ عمران نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

”آپ کے خیالات بہت اچھے ہیں.... بہت اچھے....“ جادید مرزا اسے تھیں آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ پھر پر دین کی طرف مز کر کہا۔
”دیکھا!... میں نہ کہتا تھا! آج بھی شاہی خاندانوں میں ایسے نوجوان افراد موجود ہیں۔ جنہیں عمومیت سے نفرت ہے!.... یہ سانشست و انتشست ہونا ہمارے بچوں کے لئے مناسب نہیں ہے ڈاکٹر عشرت! تم جا سکتے ہو!“

جادید مرزا نے آخری جملہ ڈاکٹر کی طرف دیکھے بغیر کہا تھا! ڈاکٹر خست ہو گیا!

۶

ای شام کو روشنی بھی عمران کی نویسٹر کار سیت سردار گذھ پہنچ گئی! عمران نے صحیح اسے اس کے لئے تار دیا تھا اور اسے موقع تھی کہ روشنی دن ڈوبتے ڈوبتے سردار گذھ پہنچ جائے گی! اسے مغلہ سراغ سانی کا ایک آدمی جیل کی کوٹھی تک پہنچا گیا تھا....!

عمران اپنا طریق کار تھیں کر چکا تھا.... اور اسکیم کے تحت اسے رائل ہوٹ میں قیام کرنا تھا۔ وہاں کمرے حاصل کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی اور یہ حقیقت ہے کہ اس نے وہاں کے رجڑ میں اپنا نام شہزادہ سلطون جاہ ہی لکھوایا.... اور روشنی بدستور روشنی رہی! اسے شہزادے صاحب کی پرانیویث سیکرٹری کی حیثیت حاصل تھی!

رات کا کھانا نہیں نے دلینگ ہال ہی میں کھایا.... اور پھر عمران روشنی کو بیہاں کے حالات سے آگاہ کرنے لگا.... اچانک اس کی نظر شوکت اور عرفان پر پڑی جوان سے کافی فاصلہ پر بیٹھے ان دونوں کو گھور رہے تھے!

عمران نے دریافت حاصل کے سے انداز میں اپنے سر کو جینش دی اور عرفان اپنی میز سے اٹھ کر تیر کی طرف ان کی طرف آیا! لیکن شوکت نے منہ پھر لیا۔!

”ترشیف رکھیے.... مسٹر پروان!“ عمران نے نہ مسرت لمحہ میں بولا!
”عرفان....!“ اس نے بیٹھنے ہوئے چھوچ کی۔

”آپ کچھ خیال نہ کیجھ گا!“ عمران نے شرمندگی ظاہر کی ”مجھے نام عموماً غلط ہی یاد آتے ہیں!“
”آپ نے عرفان اور پروین کو گذٹ مذکور دیا!“ عرفان ہنسنے لگا۔ ”اکثر ایسا بھی ہوتا ہے! کہتے آپ کی گاڑی ملی....!“

”لاحوال ولا قوہ! کیا کہوں!“ عمران اور زیادہ شرمندہ نظر آنے لگا!
”کہوں کیا ہوں!“

”وہ کبخت تو بیہاں گیرا ج میں بند پڑی تھی اور مجھے یاد آ رہا تھا کہ میں گاڑی ہی پر تھا!“
”خوب!“ عرفان اسے عجیب نظر وہ دیکھنے لگا! لیکن وہ بار بار نظریں چرا کر روشنی کی طرف بھی دیکھتا جا رہا تھا! جو کچھ ایسے ہی مودبانتہ انداز میں بیٹھی تھی جیسے کسی شہزادے کی پرانیویث سیکرٹری ہو۔

”سیکرٹری!“ اچانک عمران اس کی طرف مڑ کر انگریزی میں بولا ”میں ابھی کیا یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔“

”آپ.... آپ.... میرا خیال ہے.... اس آدمی... ہاں آدمی ہی کا نام یاد کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔“

”وہ.... وہ.... آدمی.... جس نے ایک ایکڑ زمین میں.... ذیرہ من شاخہم اگائے تھے!“

”آہا.... آہا.... یاد آگیا!“ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا.... پھر فرائی بیٹھ کر بولا ”مگر نہیں.... وہ تو دوسرا آدمی تھا.... جس نے.... کیا کیا تھا.... لاحول ولا قوہ.... یہ بھی بھول گیا.... کیا بتاؤ۔ عمران صاحب!“

”عمران نہیں عرفان!“ عرفان نے پھر نوکا!

”عرفان صاحب! ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا!“

عرفان بور ہو کر اٹھ گیا! حالانکہ وہ روشنی کی وجہ سے بیٹھنا چاہتا تھا! مگر اسے اندازہ ہو گیا تھا روشنی اس حق آدمی کی موجودگی میں اس میں دلچسپی نہیں لے سکتی! کیونکہ اس نے اس دوران میں ایک بار بھی عرفان کی طرف نہیں دیکھا تھا!

عرفان پھر شوکت کے پاس جاییٹا!....

عمران اور روشنی بھی اٹھ کر اپنے کروں میں چلے آئے!

”وہ دوسرا آدمی تمہیں اچھی نظروں سے نہیں دیکھ رہا تھا!“ روشنی نے کہا!

”تب وہ تمہیں دیکھ رہا ہو گا!“

”شت آپ!“

”آرڈر۔ آرڈر.... تم میری سیکرٹری ہو اور میں پرانی سطوت جاہ!“

”لیکن اس روں میں تو اپنی حماقتوں سے باز آ جاؤا!“ روشنی نے کہا۔

”مگر عمران نے اس بات کو نال کر دوسرا شروع کر دی!“

”کل تم جیل خانے میں جاؤ گی!.... اورر.... میرا یہ مطلب نہیں کہ.... ہاں.... وہاں.... ایک قیدی ہے! میں نے آج بہتری معلومات فراہم کر لیں!.... ہاں.... وہ قیدی.... اس کا نام سلیم ہے.... اسے شوکت نے بیل بھجوایا تھا کل ٹھنڈے تمہیں اس سے ملنے کے لئے اجازت نامہ مل جائے گا!....“ عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا!

”لیکن.... مجھے اس سے کیوں ملتا ہو گا!“

”یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس پر جو ازمات لگائے گے ہیں ان میں کہاں تک حقیقت ہے?“

”کیا ازمات لگائے گئے ہیں؟“

”اوی سے پوچھنا!“

”لیکن وہ ہے کون اور اس واقعہ سے اس کا کیا تعلق ہے؟“

”تم اس کی پرواہ مت کرو! اس سے جو کچھ گفتگو ہو مجھے اس سے مطلع کر دیتا!“

”خبر مت بتاؤ!.... مگر.... ظاہر ہے کہ میں ایک ملاتی کی حیثیت سے وہاں جاؤں گی....“

”وہ اس ملاتات کی وجہ ضرور پوچھنے گا!.... وہ سوچے گا!....“

”اوہ نہہ اوہ نہہ!“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا ”تم اسکی بھی پرواہ نہ کرو! اس سے کہہ دینا کہ تم ایک

غیر مقامی اخبار کی روپرٹر ہو!“

”تب تو مجھے اس کے تھوڑے بہت حالات سے پسلے ہی واقف ہونا چاہئے!“

”ٹھیک ہے!“ عمران پسندیدگی کے اخبار میں سر ہلا کر بولا ”تماب کافی چل نکلی ہو! اچھا تو سنو!“

سلیم، شوکت کا لیبوریٹری اسٹنٹ تھا! شوکت.... وہ آدمی.... جو تمہاری دانست میں اس

وقت مجھے اچھی نظروں سے نہیں دیکھ رہا تھا.... وہ پر دین کا چیخزاد بھائی ہے.... غالباً تم سمجھ ہی

گئی ہو گی!“

”یعنی.... وہ خود بھی پر دین کے امیدواروں میں سے ہو سکتا ہے!“

”واقعی چل نکلی ہو!.... بہت اچھے!.... یاں یہی بات ہے اور شوکت کو سانسیک تحریبات کا

خط ہے!“

”وہ ایک باقاعدہ قسم کی لیبارٹری بھی رکھتا ہے!....“

”اور.... وہ کیا نام اس کا.... سلیم اس کا لیبارٹری اسٹنٹ تھا.... اور شوکت ہی نے اسے

جل بھجوایا۔ آخر کیوں؟.... وجہ کیا تھی!“

”وجہ بظاہر ایسی نہیں جس سے اس کیس کے سلسلے میں ہمیں کوئی دلچسپی ہو سکے.... لیکن

ہو سکتا ہے کہ وجہ وہ نہ ہو جو ظاہر کی گئی ہے!“

”کیا ظاہر کی گئی ہے۔ میں وہی پوچھ رہی ہوں!“

”ایک معمولی سی رقم خرد برداری نے کا الزام!“

”یعنی اسی الزام کے تحت وہ جیل میں ہے!“ روشنی نے پوچھا!

”یقینا!“

”تب پھر ظاہر ہے کہ حقیقت بھی بھی ہو گی! اور وہ اس جرم کے تحت جیل میں کیوں ہوتا!“

”جیہیں یہاں کس نے بھیجا ہے؟“
 اپنک روٹی کی ذہانت پر جاگ اٹھی اس نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا ”نہیں تم وہ
 آدی نہیں معلوم ہوتے!“
 ”کون آدی؟“
 ”کیا تمہارا نام سلیم ہے؟“
 ”میرا بھی نام ہے!“
 ”اور تم نواب زادہ شوکت کے لیبوریٹری استنسٹ ہے؟“
 ”ہاں یہ بھی تھیک ہے!“
 ”پھر تم وہی آدی ہو!“
 قیدی کے چہرے پر نظر کے آثار پیدا ہو گئے لیکن ان میں سر اسیگی کو دش نہیں تھا!.....
 وہ خالِ الذہبی کے سے انداز میں چند لمحے روٹی کے چہرے پر نظر جائے رہا پھر وہ تم قدم پیچے
 بہت کر بولا ”تم جا سکتی ہو!“
 ”لیکن..... اگر..... تم سلیم....!“
 ”میں کچھ نہیں سننا چاہتا! یہاں سے چل جاؤ!“
 ”مگر..... وہ!“

”جاو!“ وہ حلق چھڑا کر چیخا اور دو سفتری تیزی سے چلتے ہوئے سلاخوں کے پاس پہنچ گئے
 قبل اس کے کہ قیدی کچھ کھتا روٹی بول پڑی! ”تم فکر نہ کرو سلیم میں تمہارے گھروالوں کی اچھی
 طرح خبر گیری کروں گی!“
 اور پھر وہ جواب کا انتظار کئے بغیر باہر نکل گئی!

A

عمران نے روٹی کا بیان بہت غور سے سن اور چند لمحے خاموش رہ کر بولا!
 ”تم واقعی چل نکلی ہو! اس سے زیادہ میں بھی نہ کر سکتا...!“
 ”اور تم میری اس کارروائی سے مطمین ہو!“ روٹی نے پوچھا!
 ”انداز من... کر...!“

عمران جملہ پورانہ کر سکا! کیونکہ کسی نے کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک دی تھی۔

”کیوں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اصل جرم عائد کردہ الزام سے بھی زیادہ عکین ہو! جسے نہ
 شوکت ہی ظاہر کرنا پسند کرتا ہو رہے سلیم!“
 ”اگر یہ بات ہے تو پھر وہ مجھے حقیقت بتانے بھی کیوں لگا!“
 ”روٹی! روٹی! اتنی ذہین نہ بُو! ورنہ میں بُور ہو جاؤں گا.... مر جاؤں گا! جو کچھ میں
 کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو!“
 ”تب پھر کوئی تیسری بات ہو گی جسے تم ظاہر نہیں کرنا چاہتے!“ روٹی نے لاپرواں سے کہا
 ”خبر میں جاؤں گی!“
 ”ہاں شاباش! میں صرف اتنا ہی چاہتا ہوں کہ تم کسی طرح اس سے مل لو!“

K

قیدی سلاخوں کی دوسری طرف موجود تھا! روٹی نے اسے غور سے دیکھا اور وہ اسے نیچے
 سے اوپر تک ایک شریف آدی معلوم ہوا۔ اس کی عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہو گی!
 آنکھوں میں ایسی نری تھی جو صرف ایماندار آدمیوں ہی کی آنکھوں میں نظر آسکتی ہے!
 روٹی کو دیکھ کر وہ سلاخوں کے قریب آگیا!
 ”میں آپ کو نہیں جانتا!“ وہ روٹی کو گھوڑا ہوا آہستہ سے بولا۔
 روٹی نے ایک قہقهہ لگایا جس کا انداز چڑانے کا ساتھا اور روٹی نے اس وقت اپنے ذہن کو بالکل
 آزاد کر دیا تھا! وہ اپنے طور پر اس سے گفتگو کرنا چاہتی تھی! عمران کے بتائے ہوئے طریقوں پر
 عمل کرنے کا رادہ نہیں تھا! عمران کی پاؤں سے اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ صرف اس
 ملاقات کا راد عمل معلوم کرنا چاہتا ہے! اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں!“

”آپ کون ہیں؟“ قیدی نے پھر پوچھا!
 ”میں ہاہا.....!“ روٹی نے پھر قہقهہ لگایا اور بری عورتوں کی طرح بے ذہنگے پن سے لکھنے لگی!
 ”میں سمجھ گیا!“ قیدی آہستہ سے بڑیلایا۔ ”لیکن تم مجھے غصہ نہیں دلا سکتیں! قلمی نہیں!
 کبھی نہیں!“
 بلات بڑی عجیب تھی اور ان جلوں کی نوعیت پر غور کرتے وقت روٹی کی اوکاری رخصت
 ہو گئی اور وہ ایک سید ہی سادی عورت نظر آنے لگی! قیدی اسے توجہ اور دلچسپی سے دیکھا رہا بھی
 اس نے آہستہ سے پوچھا!

نہیں.... وہ عجیب تھی..... تھی یا نہیں....! اب تم خود اندازہ کر سکتی ہو!"
لیکن اس کے سلسلے میں حقیقت وہ نہیں ہے جو ظاہر کی گئی ہے!"
"باس.... بالکل نہیک ہے! اس سے زیادہ میں بھی نہیں جانتا!"
تحوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر روشنی بڑھانے لگی "اور وہ نیلا پرندہ!.... بالکل کہانیوں کی
باتیں....!"

"نیلا پرندہ!" عمران ایک طویل سانس لے کر اپنی ٹھوڑی کھجوانے لگا! "میرا خیال ہے کہ اسے
جیل کے علاوہ اور کسی نے نہیں دیکھا! میرے سینہ ناٹ کلب کے نیجگر کا بھی یہاں ہے! آج میں ان
چدلوں کو سے بھی طوں گا جن کے نام مجھے معلوم ہوئے ہیں۔!"
"کن لوگوں سے!"

"وہ لوگ جو اس شام کلب کے ڈائیننگ ہال میں موجود تھے!
لیکن اسی دن چند گھنٹوں کے بعد اس سلسلے میں عمران نے روشنی کو جو کچھ بھی بتایا وہ امید افرزا
نہیں تھا! وہ ان لوگوں سے ملا تھا جو ارادوں کی شام کلب میں موجود تھے! لیکن انہیں وہاں کوئی
پرندہ نہیں نظر آیا تھا۔ البتہ انہوں نے جیل کو بوکھلانے ہوئے انداز میں اچھلتے ضرور دیکھا تھا!"
"پھر اب کیا خیال ہے!" روشنی نے کہا۔۔۔

"فی الحال.... کچھ بھی نہیں!" عمران نے کہا اور جیب میں جیو گم کا پیکٹ بلاش کرنے
لگا!.... روشنی میز پر پڑے ہوئے قلم تراش چاقوبے کھیلنے لگی! اس کے ذہن میں یہک وقت کی
سوال تھے! عمران ٹھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا "فیاض نے کہا تھا کہ ناٹ کلب میں وہ پرندہ
کئی آدمیوں کو نظر آیا تھا!.... لیکن دوسروں کے بیانات اس کے بر عکس ہیں!"

"ہو سکتا ہے کہ کیپن فیاض کو غلط اطلاعات ملی ہوں!" روشنی نے کہا۔۔۔
"اسے یہ ساری اطلاعات سجادو سے ملی تھیں! اور سجادو جیل کا چچا ہے!"
"اچھا.... تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا خود جیل ہی ان اطلاعات کا ذمہ دار ہے!"
"ہاں.... فی الحال یہی سمجھا جاسکتا ہے!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا!
"اچھا پھر میں چلا...۔۔۔ جیل مجھ سے ملنا چاہتا ہے....!"

جیل کی کوئی نہیں میں سب سے پہلے سعیدہ ہی سے مدد بھیز ہوئی!.... اس نے عمران کو دیکھ کر
نہ سامنہ بیٹا اور قلب اس کے کہ عمران جیل کے متعلق استفسار کرتا سعیدہ نے کہا "آخر آپ

"ہاں.... آں.... کم ان!" عمران نے دروازے کو گھوڑتے ہوئے کہا!
ایک لڑکی دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئی.... عمران نے اس پر ایک اچھتی سی نظر
ڈالی۔....

"میں سعیدہ ہوں!" لڑکی نے کہا! "آپ نے مجھے دیکھا تو ہو گا!"
"نہیں ابھی نہیں دیکھ سکا! سیکرٹری میری عینک!"
لڑکی اس پر کچھ جھنجھلاسی گئی۔
"میں سجاد صاحب کی لڑکی ہوں!"
"لا جوں ولا قوہ۔ میں لڑکا سمجھا تھا.... تشریف رکھئے! سیکرٹری اڈا ائری میں دیکھو.... یہ
اجداد صاحب کون ہیں!"

"اجداد صاحب! لڑکی غصیل آواز میں بولی! "آخر آپ میرا نماق کیوں اڑا رہے ہیں!"
"میں نے آج تک پتگ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں اڑائی آپ یقین کیجئے.... یوں تو لازم
کو میرے خلاف بے پر کی بھی اڑائی جاسکتی ہے!"
"میں یہ کہنے آئی تھی کہ جیل بھائی آپ سے ملنا چاہتے ہیں! سعیدہ جلا کر کھڑی ہو گئی۔
"سیکرٹری!... ذرا اڈا ائری!...."

عمران کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی سعیدہ کمرے سے نکل گئی!
"اس لڑکی کو میں نے کہنیں دیکھا ہے! روشنی بولی" تم نے کیا کہہ دیا وہ غصے میں معلوم ہوتی
تھی! "عمران خاموش رہا! اتنے میں فون کی تھنٹی بول اٹھی! عمران نے بڑھ کر رسیور اٹھایا!
"ہیلو....! ہاں....! ہاں! ہم ہی بول رہے ہیں! سطوت جاہ! اوہ.... اچھا.... اچھا! ضرور
ہم ضرور آئیں گے....!"

عمران نے رسیور رکھ کر انگریزی می اور خواہ خواہ مسکرانے لگا!
"مجھے اس آدمی.... سلیم کے مغلق بتاؤ...." روشنی نے کہا۔
"کیا وہ بہت خوب صورت تھا!" عمران نے پوچھا!
"بکواس مت کرو! بتاؤ مجھے.... وہ عجیب تھا اور اس کا وہ جملہ.... تم مجھے غصہ نہیں دل
سکتیں.... اور اس نے پوچھا تھا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے!"

"روشنی!.... تم نے اس کے بارے میں کیا سوچا ہے!" عمران نے پوچھا!
"میں نے! میں نے کچھ نہیں سوچا! اور یہ وہ چوری کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے! ہے!"
"یہی خاص لکھتے ہے....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا "لیکن اس نے جو گفتگو تم سے کی

اتنا بنتے کیوں ہیں!

عمران کسی سوچ میں پر گیا! پھر اس نے تشویش آمیز لمحے میں کہا "حالانکہ آپ نے یہ بات اردو ہی میں پوچھی ہے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آئی!"

"آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟" سعیدہ نے پوچھا!

"اوہ.... آپ نے کہا تھا... شاید جیل صاحب مجھ سے ملتا چاہتے ہیں!"

"جیل صاحب نہیں بلکہ میں خود ملتا چاہتی تھی!"

"ملے!" عمران سر جھکا کر خاموش ہو گیا!

"جیل بھائی کسی سے نہیں ملتے!" سعیدہ نے کہا "اس دن آپ کی اس تدبیر نے بلا کام کیا تھا!"

"جیل صاحب نے دوسروں کو خواہ مخواہ الوبار کھا ہے!" عمران غصیلے لمحے میں بوالا

"کیا مطلب....؟"

"وہ داغ بنائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں.... اور یہ مشکل کام نہیں! میں آپ کے پھرے پر

ای قسم کے سیاہ دھبے پہ آسانی ڈال سکتا ہوں!"

"آپ بے سکھی باتیں کر رہے ہیں!" سعیدہ کو بھی غصہ آگیا!

"یقین کیجیے! اگر آپ ہیزار ہوں تو میں نہایت آسانی سے آپ کو بد صورت بنا سکتا ہوں۔"

"میں کہہ رہی ہوں کہ آپ جیل بھائی پر اعتماد لگا رہے ہیں!"

"بُرے آئے جیل بھائی!" عمران برا سامنہ ہٹا کر بوالا "خواہ مخواہ پیر یسین ناٹ کلب کو

بد نام کر کے رکھ دیا.... آخر نہیں اس سے ملا کیا.... لا حل ولا قوہ...."

"آپ شاید اپنے ہوش میں نہیں ہیں!" سعیدہ اسے خونخوار آنکھوں سے گھورنے لگی۔

"سچی باتیں کہنے والے عموماً یو انے ہی سمجھے جاتے ہیں!" عمران نے لاپرواںی سے کہا!

سعیدہ کچھ نہ ہوئی.... شائد غصے کی تیاری کی وجہ سے اسے الفاظ ہی نہیں مل رہے تھے!

عمران نے لوہا گرم دیکھ کر دوسرا ضرب لگائی۔

"اب میری زبان نہ کھلوایے! اس نے کہا" میں اس حرکت کا مقصد خوب سمجھتا ہوں!

"دیکھنے آپ حد سے بڑھتے جا رہے ہیں۔۔۔!"

"میں مجبور ہوں! اس کے علاوہ اور کوئی نظریہ قائم نہیں کیا جاسکتا!"

"آخر کس بناء پر.... کوئی وجہ؟" سعیدہ نے پوچھا اس کے لمحے کی سختی بدستور قائم تھی!

"یہاں!" عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا "ہماری گفتگو دوسرا سے بھی سن سکتے ہیں!"

"سنے دیجئے! آپ اسی گھر کے ایک فرد پر جھوٹا الزام عائد کر رہے ہیں!"

"ٹھیک ہے!.... لیکن چونکہ میں اس گھر والوں ہی کے حق میں کام کر رہا ہوں۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ یہ باہر پھیلے!"

سعیدہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر آہستہ سے بولی "یقیناً! آپ کسی غلط فہمی میں جاتا ہیں!"

اس کا موڑ کسی حد تک ٹھیک ہو گیا تھا!

"ہو سکتا ہے کہ وہ غلط فہمی ہی ہو! مگر حالات!

"کیسے حالات؟"

"کیا آپ مطمئن ہیں کہ یہاں ہماری گفتگو کوئی تیسرا آدمی نہیں سن سکے گا؟"

"اور ہر کوئی نہیں آئے گا!"

"اچھا تو سنئے!.... مجھے ابھی تک زیادہ تر حالات کی پیش فیاض ہی کی زبانی معلوم ہوئے ہیں!

ظاہر ہے کہ اس کی معلومات بھی آپ ہی لوگوں کے بیانات پر منحصر ہیں!

"یہاں آپ غلطی پر ہیں!" سعیدہ بولی "کیونکہ سارے حالات اخباروں میں بھی شائع ہوئے

تھے۔

"تو گویا اخبار والوں نے یہ بے پر کی اڑائی تھی۔۔۔"

"آپ پھر کہنے لگے!

"کیوں بکھنے کیوں لگا!

"آپ ان واقعات کو جھوٹ کیوں سمجھتے ہیں؟"

"تب پھر غلطی پر نہیں تھا! جب آپ ان واقعات کی تردید نہیں کر سکتے تو فیاض کی

معلومات بھی آپ ہی لوگوں کی رہیں مبت سمجھی جائے گی!"

"چلے یہی کہی!

"اچھا! مگر محض آپ ہی لوگوں کے بیانات کو سچائی کا معیار نہیں بنایا جاسکتا!"

"پھر آپ اپنی اسی بات پر آگئے!

"میر یسین ناٹ کلب کا نجیب کہتا ہے کہ یہ سب کچھ کلب کو بد نام کرنے کے لئے کیا گیا ہے؟"

"آٹراست بد نام کرنے کی وجہ ایسے نہیں پوچھا آپ نے!

"فیاض کا بیان ہے کہ اس نئیلے پرندے کو کئی آدمیوں نے دیکھا تھا لیکن مجھے ابھی تک ایک

کوئی آدمیوں نے دیکھا تھا!

"نہیں! انہوں نے کوئی اسی بات نہیں کہی!" سعیدہ کچھ سوچتی ہوئی بولی "یہ اخباروں کی

ہے... میرا باب بخوبی اسے آپادا ماد بنالے گا... کیا سمجھے جتاب!... میں آپ سے اسی لئے ملنا چاہتی تھی تاکہ آپ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے!"

"لیکن میرے سوال کا جواب یہ نہیں ہو سکتا... اور میں آپ کی اس صاف گوئی کو پسندیدیں گی سے نہیں دیکھتا... اسے توبہ... توہہ! " عمران اپنا منہ پٹینے لگا!... .

"کیوں؟...!" سعیدہ نے اسے سمجھی نظروں سے دیکھا!

"کچھ نہیں" عمران خشنڈی سائز لے کر بڑی بوڑھیوں کی طرح بولا۔ "قیامت کا قرب ہے۔ پیشیں گوئی موجود ہے کہ قیامت کے قریب لاکیاں بڑی ڈھنڈائی سے شادی یاہ کی باش کریں گی... اپنے منہ سے برمائیں گی.... توبہ توبہ...!"

"موضوع سے بہتے کی کوشش نہ کیجئے! آپ مجھے یہ قوف نہیں بنا سکتے!"

"آپ کی شادی کے بارے میں میں کچھ نہیں سننا چاہتا!" عمران نے اپنے کافلوں میں انگلیاں ٹھونس لیں!.... .

"سعیدہ کچھ نہ بولی! وہ اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے کچھ سوچ رہی تھی!

"یہ سب بیکار باتیں ہیں!" عمران بولا۔ "کوئی ایسی تدبیر کیجئے کہ جیل صاحب سے برادرست گفتگو کی جاسکے۔!"

"میرے بس سے باہر ہے اپنے نہیں انہوں نے کیا سوچا ہے!"

"رومی وغیرہ کا بھگڑا تو نہیں تھا!" عمران نے پوچھا!

"میں اس پر روشنی نہ ڈال سکوں گی اور یہ پر دین اکثر ہمارے گھر آتی رہی ہے۔ اس واقعے کے بعد بھی آتی تھی!

"کی بدر آچکی ہے!"

"بہت اوس ہو گی!"

"میں نے غور نہیں کیا!"

"سجاد صاحب آپ کے کون ہیں!"

"والد!"

"اچھا!" عمران الگز اپنی لے کر بولا۔ "اب غالباً آپ مجھے ہے مل چکی ہوں گی!"

"تھی ہاں... آپ جاسکتے ہیں! اس تکلیف کا بہت بہت شکریہ!" اور عمران یہ سوچتا ہوا وہاں سے چل پڑا کہ اس ملاقات کا مقصد کیا تھا!

حاشیہ آرائی ہے۔ بھلا جیل بھائی کو کیا معلوم کرد وسرور نے بھی اسے دیکھا تھا یا نہیں!".

"تو میں ان کا صحیح بیان چاہتا ہوں!"

"آپ ہی کوئی تدبیر کیجئے!... ہم لوگ انہیں اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتے!"

"انہوں نے کچھ نہ کچھ تو بتایا ہی ہو گا!"

"صرف اتنا ہی کہ وہ ان کی گردن میں اپنی چونچ اتار کر لک گیا تھا!"

"لک گیا تھا!"

"بھی ہاں! اور اسے گردن سے الگ کرنے کے لئے انہیں تھوڑی وقت بھی صرف کرنی پڑی تھی!"

"اور انہوں نے اسے سمجھنے کر کھڑکی کے باہر پھینک دیا تھا!"

"پرندے کی رنگت نیلی تھی!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں انہوں نے بھی بتایا تھا!"

"بڑی عجیب بات ہے!... اچھا خیر... اب جاوید مرزا کیا خیال ہے!"

"میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں!"

"اس طرف اس واقعے کا رد عمل کیا ہوا ہے!"

"کچھ بھی نہیں! ان کی طرف سے رسمی طور پر صرف افسوس ظاہر کیا گیا ہے! بہر حال میرا

خیال ہے کہ شاید یہ رشتہ نہ ہو سکے!"

"ٹھیک ہے!" عمران سر ہلا کر رہا گیا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا ہا پھر بولا۔ "لیکن اس سے

فائدہ کے پہنچ گا!"

"فائدہ کی بات آپ کیوں سوچ رہے ہیں!" سعیدہ نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اس پرندے کو قہر خداوندی سمجھتے ہیں تو پھر مجھے تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی!"

"پہ بھی ٹھیک ہے! دیکھئے! فائدہ کی بات تو رہنے ہی دیجئے! کیونکہ اس سے گھر ہی کے کوئی

آدمیوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے!"

"اوہو... اچھا!" عمران نے الاؤں کی طرح اپنی آنکھوں کو گردش دی! "میں نہیں سمجھا!"

"آپ نہیں سمجھے!" سعیدہ نے ایک زبردی سی مکراہت کے ساتھ کہا!

"میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے مجھے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے!... جاوید مرزا کی بڑی مدد

کو اپنادا ماد بنا ہرگز پسند نہ کرے گا کیونکہ وہ خود بھی مالدار ہے۔ مالداروں کو مالدار ملنے ہی بخوبی

ہیں۔ ایک نہیں تو دوسرا... اور میں اتنی مالدار نہیں ہوں لیں ایک مالدار کوڑھی مجھے پہنچا

نواب جاوید مرزا کے بیہاں رات کے کھانے کی میز پر عمران بھی تھا! شوکت کے علاوہ غاندھان کے وہ سارے افراد موجود تھے جنہیں عمران پہلے بھی بیہاں دیکھا تھا! وہ کافی دیر سے سوچ رہا تھا کہ آخر شوکت کیوں غائب ہے؟ کھانے کے دوران میں جاوید مرزا کو اچانک اپنے والد مرحوم یاد آگئے اور عمران خواہ بورہ نہ تازا لیں گے اس نے کسی مصرع پر گردہ نہیں لگائی ہو سکتا ہے کہ وہ خود ہی بات بڑھانے چاہتا رہا ہو!

خداحدا کر کے والد صاحب کی اہم ترین ختم ہوئی... پھر وادا صاحب کا بیان بھی چھڑنے والا تھا تھا کہ عمران بول پڑا "وہ صاحب! کیا نام تے اتنی کہ سامنداں صاحب نظر نہیں آتے..."!

"شوکت! جاوید مرزا بے دل تے بڑھ لیا" وہ لیبارٹری میں جھک مار رہا ہو گا!"

"اچول والا تو ڈا!" عمران نے اس طرح ہونٹ سکیرے چیزیں لیبارٹری میں ہونا اس کے نزدیک بڑی دلیل بات ہو۔

اس پر عرفان نے سامنہ انہوں اور فائیوں تی بولھلاہٹ کے لطینی چھیر دیے! ... عمران اب بھی بوریت محسوس لرتا رہا آئن وہ پچھہ کرتا چاہتا تھا جیسے ہی عرفان کے اٹینوں کا اتنا کچھ ختم ہو عمران بول پڑا "آپ کی کوئی بہت شاندار ہے... پہاڑی علاقوں میں ایسی ظیم عمارتیں بنانا آسان کام نہیں ہے....!"

"میرا خیال ہے کہ آپ نے پوری کوئی نہیں دیکھی!" جاوید مرزا چک کر بولا
"جی نہیں!... ابھی تک نہیں!"

"اگر آپ کے پاس وقت ہو۔ تو...!"

"ضرور... ضرور... میں ضرور دیکھوں گا!..." عمران نے کہا۔ کھانے کے بعد انہوں نے اتنی بیوی میں کافی لپی... اور پھر باوید مرزا مرزا کو عمارت کے مختلف حصے، کھانے اس تقریب میں ان دونوں کے علاوہ اور ولی شریک نہیں تھا! جاوید مرزا ایک بار بھی عظمت رفتہ کی بکواس کا دوڑہ پڑا۔ لیکن عمران نے اتنیا ہی نہیں بیکھنے دیا!

"آپ کے شوکت صاحب... کیا اسی ایجاداں لی فخر میں ہیں؟"

"ایجادا!" باوید مرزا بڑھ لیا "ایجاد وہ کیا کرے گا انس وقت اور پیسوں کی بربادی ہے! لیکن آخر آپ اس میں اتنی چیزیں کیوں لے رہے ہیں؟"

"وجہت!...."

"وجہ! دھنعتا جاوید مرزا کر عمران کو گھومنے لگا!

"یقیناً آپ کو گراں گزرے گا!" عمران جلدی سے بولا" کیوں کہ آپ پرانے وقوں کے لوگ میں! لیکن ہمارے طبقے پر جو نہاد وقت پڑا ہے اس سے آپ ناقص نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا!

"لیکن کیا کرنا پڑے گا...!"

"میں نے ایک پروگرام بنایا ہے... شوکت صاحب سے کہنے کے لیے لیبارٹری میں مدد و ہو کر سر کھپانا مخفی ذہنی عیاشی ہے!... باہر نکلیں اور اپنے طبقے کی عظمت برقرار رکھنے کے لئے پچھے کام کریں!"

"وہ کیا کرے گا!"

"متا انیک بزرگ ایڈز میں میں...!"

"کاشت کاری!" جاوید مرزا جلدی سے بولا... "بکواس ہے؟"

"افوس میں تو آپ نہیں سمجھے انہر میں خود ہی شوکت صاحب سے گفتگو کروں گا!... ان کی لیبارٹری کہاں ہے؟"

"آپ خواہ نخواہ ایڈز وقت برپا کریں گے! جاوید مرزا نے بے دلی سے کہا!... وہ شاید ابھی یہاں یا درمیان کو بپورہ را چاہتا تھا!

"نہیں! بتاں میں اسے ضروری سمجھتا ہوں۔ اگر وہ میری مدد کر سکیں... " جاوید مرزا نے لیکن ملازم تو آواز دی اور عمران کا بندہ او ہسپور اڑا گیا!-

پھر زندہ لمحات کے بعد وہ اس ملازم کے ساتھ لیبارٹری کی طرف جا رہا تھا۔

لیبارٹری اصل عمارت سے تقریباً بیڑھے فرائیں کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی عمارت میں تھی۔ اس میں تین کمرے تھے! شوکت نہیں رہتا بھی تھا! عمران نے فوکر کو عمارت کے باہری حصے، خست کر دیا!-

ظاہر ہے کہ وہ کسی کام کے لئے بیہاں آیا تھا! دروازے بند تھے اور وہ سب نیچے سے اوپر تک خوس لکھری کے تھے! ان میں شیشے نہیں تھے! لکھریاں تھیں... لیکن ان میں باہر کی طرف سلانہیں لگی ہوئی تھیں!... البتہ ان میں شیشے تھے اور وہ سب روشن نظر آرئی تھیں جس کا مسابب یہ تھا کہ کوئی اندر موجود ہے!... اس نے ایک کھڑکی کے شیشوں پر پل بھر کے لئے ایک سایہ سار دیکھا! ممکن ہے وہ کسی کی تحریر پر چھا کیں رہی ہو!-

ومرمان اس کھڑکی کی طرف بڑتا...

دوسرا ہی لمحہ میں وہ عمارت کے اندر کے ایک کمرے کا عال جنوبی دیکھ سکتا تھا!... حقیقتاً وہ لیبارٹری ہی میں جھانک رہا تھا!... بیہاں مختلف قسم کے آلات تھے! شوکت لوہے کی ایک آنگیٹھی پر جھکا ہوا تھا! اس میں کوئی دبک رہے تھے اور ان کا عکس شوکت کے چہرے پر پڑ رہا تھا!... اسیں آجستہ آہستہ یہ آوازیں بھی دور ہوتی گئیں اور پھر سننا چھا گیا!

عمران نے کی اوت سے نکل کر سیدھا صدر دروازے کی طرف آیا! اسے موقع تھی کہ وہ مغلل ہو گا!... لیکن ایسا نہیں تھا! باتح کرتے ہی دنوں پت پچھے کی طرف کھکھ گئے!...!

عمران ایک لحظہ کے لئے رکا!... دروازہ غیر مغلل ہونے کا مطلب یہ تھا کہ شوکت زیادہ دور نہیں گیا! ہو سکتا تھا کہ وہ رات کے لامپ کی طرف کو ٹک گیا ہو! مگر وہ روایوں اور آخر صرف کوئی تک جانے کے لئے روایوں ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت تھی! عمران نے اپنے سر کو خفیہ سی جبیش دی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ خواہ کچھ بھی ہواں وقت اس چھوٹی سی عمارت کی تلاشی ضروری جائے گی؟

اس نے جیب سے ایک سیاہ نقاب نکال کر اپنے چہرے پر چھالیا! ایسے موقع پر وہ عموماً بھی کرتا تھا۔ مقصود یہ تھا کہ کسی سے مذہبیت ہو جانے کے باوجود بھی وہ نہ پچھانا جاسکے۔

بیہاں آتے وقت اس نے جاوید مرزا کے فوکر سے شوکت کے عادات و اطوار کے متعلق بہت کچھ معلوم کر لیا تھا!... شوکت بیہاں تھاہرا تھا!... اور اس کے لیبارٹری استشنت کے علاوہ بغیر اجازت کوئی وہاں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ خواہ وہ خاندان ہی کا کوئی فرد کیوں نہ ہو!... فی الحال اس کا لیبارٹری استشنت جیل میں تھا! لہذا شوکت کے علاوہ وہاں کسی اور کی موجودی ناممکنات میں سے تھی۔ لیکن عمران نے اس کے باوجود بھی احتیاط نقاب استعمال کیا تھا وہ اندر داخل ہوا!... عمارت میں چاروں طرف گھری تاریکی تھی!... لیکن عمران سے روشنی کرنے کی حکمت سرزد نہیں ہوئی!... وہ دیکھ بھال کے لئے ایک نہیں سی ٹارچ استعمال کر رہا تھا۔ جس کی روشنی محدود تھی!

وس منٹ گزر گئے! لیکن کوئی ایسی چیز باتحہ نہ گلی جسے شوکت کے خلاف بطور ثبوت استعمال کیا جاسکتا!

دو کروں کی تلاشی لینے کے بعد وہ لیبارٹری میں داخل ہوا بیہاں بھی اندھیرا تھا! لیکن انگیٹھی میں اب بھی کوئی دبک رہے تھے!...

عمران نے سب سے پہلے وفتی کے سب سے پہلے کا جائزہ لیا جس میں سے مردہ پرندے نکال نکل کر انگیٹھی میں ڈالے گئے تھے! مگر ذبہ اب خالی تھا!

دوسرے ہی لمحہ میں وہ عمارت کے اندر کے ایک کمرے کا عال جنوبی دیکھ سکتا تھا!... حقیقتاً جو لیبارٹری کی حدود سے نکل کر باہر بھی پھیل گئی تھی!...!

شوکت چند لمحے انگیٹھی پر جھکا رہا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا!

اب وہ قریب ہی کی میز پر رکھے ہوئے وفتی کے ایک ذبہ کی طرف دیکھ رہا تھا!

بپھراں نے اس میں ہاتھ ڈال کر جو چیز نکالی وہ کم از کم عمران کے خواب و خیال میں بھی نہ رہی ہو گی!... ظاہر ہے کہ وہ کسی فوری کامیابی کی موقع لے کر تو بیہاں آیا نہیں تھا!...

شوکت کے ہاتھ میں ایک نخاسا نیلے رنگ کا پرندہ تھا!... اور شاید وہ زندہ نہیں تھا!... وہ چند لمحے اس کی ایک ناگہ کپڑ کر لکھنے اسے بغور دیکھتا رہا پھر عمران نے اسے دیکھتے ہوئے انگروں میں گرتے دیکھا!... ایک بار پھر انگیٹھی سے گھر ادھوں اٹھ کر خلا میں بل لامانے لگا!... شوکت نے مزید دو پرندے اس ذبہ سے نکالے اور انہیں بھی انگیٹھی میں جھونک کر سگریٹ سلاگا نے!...

عمران بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے! ویسے وہ اب بھی قانونی طور پر اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا!...

عمران سوچنے لگا! کاش ان میں سے ایک ہی پرندہ اس کے ہاتھ لگ سکتا! مگر اب وہاں کیا تھا!... ایک بات اس کی سمجھ میں نہ آسکی! مردہ پرندے ان کے جلانے کا مقصود تو یہی ہو سکتا تھا کہ وہ انہیں اس شکل میں بھی کسی دوسرے کے قبضے میں نہیں جانے دیتا چاہتا! یعنی ان مردہ پرندوں سے بھی جیل والے واقعہ پر روشنی پر عکتی تھی!

عمران لیبارٹری کی تلاشی لینے کے لئے بے جین تھا!... لیکن! وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو اس پر فرہ برابر بھی شک ہو سکے کیونکہ یہ ایک ایسا کیس تھا جس میں مجرم کے خلاف ثبوت ہم پہنچانے کے سلسلے میں کافی کدو کاوش کی ضرورت تھی!... اور مجرم کا ہوشیار ہو جانا یقیناً دشوار یوں کا باعث بن سکتا تھا!...

شوکت انگیٹھی کے پاس سے ہٹ کر ایک میز کی دراز کھوں رہا تھا! دراز مغلل تھی! اس نے اس میں سے ایک روایوں نکال کر اس کے چیزبر بھرے اور جیب میں ڈال لیا! انداز سے صاف

ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کہیں باہر جانے کی تیاری کر رہا ہے! پھر وہ اس کمرے سے چلا گیا!

عمران کھڑکی کے پاس سے ہٹ کر ایک درخت کے تنے کی اوٹ میں ہو گیا! جلد ہی اس نے کسی دروازے کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنی۔ پھر ناٹے میں قدموں کی آہیں گوئنے لگیں۔ آجستہ آہستہ یہ آوازیں بھی دور ہوتی گئیں اور پھر سننا چھا گیا!

عمران نے کی اوت سے نکل کر سیدھا صدر دروازے کی طرف کھکھ گئے!...

عمران ایک لمحہ کے لئے رکا!... دروازہ غیر مغلل ہونے کا مطلب یہ تھا کہ شوکت زیادہ دور نہیں گیا! ہو سکتا تھا کہ وہ رات کے لامپ کی طرف کو ٹک گیا ہو! مگر وہ روایوں اور آخر صرف کوئی تک جانے کے لئے روایوں ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت تھی! عمران نے اپنے سر کو خفیہ سی جبیش دی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ خواہ کچھ بھی ہواں وقت اس چھوٹی سی عمارت کی تلاشی ضروری جائے گی?

اس نے جیب سے ایک سیاہ نقاب نکال کر اپنے چہرے پر چھالیا! ایسے موقع پر وہ عموماً بھی کرتا تھا۔ مقصود یہ تھا کہ کسی سے مذہبیت ہو جانے کے باوجود بھی وہ نہ پچھانا جاسکے۔

بیہاں آتے وقت اس نے جاوید مرزا کے فوکر سے شوکت کے عادات و اطوار کے متعلق بہت کچھ معلوم کر لیا تھا!... شوکت بیہاں تھاہرا تھا!... اور اس کے لیبارٹری استشنت کے علاوہ بغیر اجازت کوئی وہاں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ خواہ وہ خاندان ہی کا کوئی فرد کیوں نہ ہو!... فی الحال اس کا لیبارٹری استشنت جیل میں تھا! لہذا شوکت کے علاوہ وہاں کسی موجودی ناممکنات میں سے تھی۔ لیکن عمران نے اس کے باوجود بھی احتیاط نقاب استعمال کیا تھا وہ اندر داخل ہوا!... عمارت میں چاروں طرف گھری تاریکی تھی!... لیکن عمران سے روشنی کرنے کی حکمت سرزد نہیں ہوئی!... وہ دیکھ بھال کے لئے ایک نہیں سی ٹارچ استعمال کر رہا تھا۔ جس کی روشنی محدود تھی!

وس منٹ گزر گئے! لیکن کوئی ایسی چیز باتحہ نہ گلی جسے شوکت کے خلاف بطور ثبوت استعمال کیا جاسکتا!

دو کروں کی تلاشی لینے کے بعد وہ لیبارٹری میں داخل ہوا بیہاں بھی اندھیرا تھا! لیکن انگیٹھی میں اب بھی کوئی دبک رہے تھے!...

عمران نے سب سے پہلے وفتی کے سب سے پہلے کا جائزہ لیا جس میں سے مردہ پرندے نکال نکل کر انگیٹھی میں ڈالے گئے تھے! مگر ذبہ اب خالی تھا!

عمر ان دہ سری طرف متوجہ ہوا۔
”خبردار!“ اچاک اس نے انہیں میں شوکت کی آواز سنی! ”تم جو کوئی بھی ہو، پنے ہاتھ
اوپر انھا لو...“
گمراں کا جملہ پڑانہ نے سے قبل ہی عمران کی نارچ بجھ چکی تھی! وہ جھپٹ کر ایک الماری
کے پیچھے بوس کیا!...
”خبردار۔ خبردار...“ شوکت کہہ رہا تھا ”ریا اور کارخ دروازے کی طرف ہے۔ تم بھاگ
نہیں سکتے!“

عمران نے اندازہ کر لیا کہ شوکت آہستہ آہستہ سوچ بورہ کی طرف جا رہا ہے... اگر اس
نے روشنی نہ رہی تو؟... اس خیال نے عمران کے جسم میں برق کی سرعت بھر دی اور وہ
تیزی سے بے آواز چلا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا! اسے شوکت کی حفاظت پر بھی بھی
آرہی تھی۔ اول تو اتنا نہ ہیرا تھا کہ وہ اسے دیکھ نہیں سکتا تھا! دوم اس کمرے میں اکیلا ایک وہی
دروازہ نہیں تھا۔ لیکن عمران نے اسی دروازے کو راہ فرار بنا لیا جس کی طرف شوکت نے اشارہ
کیا تھا! وہ نہایت آسانی سے عمارت کے باہر نکل آیا اور پھر تیزی سے کوئی کی طرف حادثہ
وقت اس نے مز کر دیکھا تو لیبارٹری والی عمارت کی ساری کھڑکیاں روشن ہو چکی تھیں!

11

وشی نے تجھ آئیں انداز میں عمران کی طرف دیکھا۔
”ہاں میں نمیک کہہ رہا ہوں!“ عمران نے سر ہلا کر کہا ”چھپلی رات شوکت نے بھجے دھوکا دیا
تھا... تباہی اسے کسی طرح علم ہو گیا تھا کہ میں کھڑکی سے جھانک رہا ہوں!...“
”ریا اور تھا اس کے پاس!“
”ہاں! لیکن اسی لی کوئی ابھیت نہیں! اسکا ہے کہ وہ اس کالائنس بھی رکھتا ہوا!
”اور وہ پر نہ ملے ہی تھا!“
”سو فیصد بی!“ عمران نے کہا! کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا ”تم چھپلی رات کہاں غائب رہیں!“
”میں اسی آدمی سلیم کے چکر میں رہی تھی!“
”ہا میں روشنی اتم جیسے سر اغرساں ہوتی جا رہی ہو!... بہت خوب!... ہاں تو پھر... تم
نے غالباً...“

”نہبہرو! ایتاں ہوں!...“ میں نے اس کے متعلق بہتری معلومات حاصل کی تھیں!“
”شروع ہو جاؤ!“
”اس کے بعض اعزہ نے اس کی صفات لینی چاہی تھی! لیکن اس نے اسے منظور نہیں کیا!
اس پر خود پولیس کو حیرت ہے!“
”اس سے اس کی وجہ ضرور پوچھی گئی ہو گی!“
”ہاں! ہاں۔ لیکن اس کا جواب کچھ ایسا ہے جو کسی فلم یا اخلاقی قسم کے ہاں، موضوع بن کر
زیادہ لچک پتابت ہو سکتا ہے!“
”یعنی...!“
”وہ کہتا ہے کہ میں اپنا مکروہ پیرہ کسی کو نہیں دکھانا پاہتا! میں نے ایک ایسے مالک کو دھوکہ دیا
ہے جو انتہائی نیک، شریف اور مہربان تھا! میں نہیں چاہتا کہ اب بھی اس کا سامنا ہو۔ میں جیل کی
کوٹھری میں مر جانا پس کروں گا!“
”اچھا!“ عمران احتساب لی طرح آنکھیں پھاڑ کر رہا گیا!“
”میں نہیں سمجھ سکتی کہ بیسویں صدی میں بھی اتنے حساس آدمی پاے جاتے ہوں گے!“
ظاہر ہے جو اتنا حساس بوا کا وہ رہی حق یوں کرنے لگا...! ویسے اس کے سامنے والوں نہیں یہ
خیال عام ہے کہ وہ ایک بہت اچھا آدمی ہے اور اس سے چوری جیسا فعل سرزد ہونا ممکنات میں
سے نہیں۔! اگر دوسرا طرف وہ خود ہی اغتراف جرم کرتا ہے!“
”تو پھر اس کے جانے والوں میں کی صرف کے خیالات پاے جاتے ہوں گے!“
”ہاں میں نے بھی بھی محosoں کیا ہے!“ روشنی سر بلاؤ بولی ”کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ محض
کسی قسم کا زادہ ہے۔“
”لیکن کس قسم کا! اس کے مقصد پر بھی کسی نہ، نہ، انہیں!“
”نہیں اس کے بارے میں کسی نے کچھ نہیں کہا!“
”مرمان کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے کہا ”معاملات کافی سید، ہیں!“
”تیزیوں نہیں بلکہ سلسلہ خیز کہوا“ روشنی مسلک اتر بولی ”لیم شوکت کا ملازم تھا اگر شوکت
اصل بھرم تصور کر لیا جائے تو سلیم کے بیل جانے والوں تو؟“ ”میں بے مقصد ہوا بتا ہے!“
”کسی سلسلہ تہمارا خیال، بالکل درست ہے!“
”میں سلسلہ کیا بالکل درست ہے!“ روشنی بولی
”نہیں اس پر بالکل کی تھا پاکیا! ہیک! نہیں!“ ”مر!“ میں وچھا ہوا بولا!

”اچھا بھر تم ہی بتاؤ کہ اسے بیل کیوں بھجوایا گیا!“
 ”ہو سکتا ہے کہ اس نے حق تھی چوری کی ہوا!“
 ”اوہ! کیا تمہیں وہ گفتگو یاد نہیں جو بیل میں میرے اور اس کے درمیان ہوتی تھی!“
 ”مجھے اچھی طرح یاد ہے!“
 ”پھر!“

”پھر کچھ بھی نہیں! مجھے سوچنے دو! ہاں نہیں ہے اسے یوں ہی سمجھو! فرض کرو کہ سلیم شوکت کے جرم سے واقع ہے اسی لئے وہ اس پر چوری کا الزام لگا کر اسے بیل بھجوادیتا ہے!“
 ”اگر یہی بات ہے!“ روشنی جلدی سے بولی ”تو وہ نہایت آسانی سے شوکت کے جرم کا راز فاش کر سکتا تھا! عدالت کو وہ بتا سکتا تھا کہ اسے کس لئے بیل بھجوایا گیا ہے!“

”وا.....ہا!“ عمران ہاتھ پنا کر بولا ”تم بالکل بدھو ہو!... عدالت میں شوکت بھی یہی کہہ سکتا تھا کہ وہ اپنی گردی بچانے کے لئے اس پر جھونا الزام عائد کر رہا ہے.... آخر اس نے گرفتار ہونے سے قبل ہی اس کے جرم سے پولیس کو کیوں نہیں مطلع کیا.... واضح رہے کہ سلیم فی گرفتاری جبیل والے اتفاق کے تین دن بعد عمل میں آئی تھی!“

”چلو میں اسے مانے لیتی ہوں!“ روشنی نے کہا ”سلیم نے مجھ سے یہ کیوں کہا تھا کہ تم مجھ کو غصہ نہیں دلا سکتیں!“

”تم خاموشی سے میری بات سنتی جاؤ!“ عمران جھنجلا کر بولا ”بات ختم ہونے سے پہلے نہ تو کہ کرو.... میں تمہیں سلیم کے ان الفاظ کا مطلب بھی سمجھا دوں گا اور اسی روشنی میں کہ شوکت ہی مجرم ہے ویسے میری گفتگو کا ماحصل یہ ہو گا کہ سلیم شوکت سے بھی زیادہ گھاگ ہے! فرض کرو سلیم نے سوچا ہو کہ وہ بیل ہی میں زیادہ محفوظ رہ سکے گا! اور نہ ہو سکتا ہے کہ شوکت اپنا جرم چھپانے کے لئے اسے قتل ہی کرادے! شوکت نے اسے اس موقع پر چوری کے الزام میں بیل بھجوایا ہو گا کہ وہ اس کا راز ضرور اگل دے گا! لیکن خود بھی ماخوذ ہونے کی بنا پر عدالت کو اس کا یقین دلانے میں کامیاب نہ ہو گا! شوکت کے پاس اس صورت میں سب سے بڑا عذر یا اعتراض بھی ہو گا کہ اس نے گرفتار ہونے سے تین دن قبل پولیس کو اس سے مطلع کیوں نہیں کیا!“

”میں سمجھ گئی.... لیکن سلیم کے وہ جملے....!“ روشنی نے پھر تو کا!
 ”اے خدا تمہیں غارت کرے.... سلیم کے جملوں کی ایسی کی تسمی۔.... میں خود چاہنا چاہیے
 چڑھ جاؤں گا! تمہارا لگا گھوٹ کر....! ہاں.... مجھے بات پوری کرنے دو۔ روشنی تی بچی!
 روشنی نہ پڑی! عمران نے کچھ اسی قسم کے مضمکہ خیز انداز میں جھلاہٹ ظاہر کی تھی!“

”اے اس بندوق کے پٹھے نے بالکل خاموشی اختیار کر لی.... یعنی شوکت کے جرم کا معاملہ بالکل ہی گھوٹ کر اپنے جرم کا اعتراف کر لیا!... اب تم خود سوچوں شیطان کی خالہ ک شوکت پر اس کا کیا رد عمل ہوا ہو گا!... ظاہر ہے اس نے یہ ضرور چاہا ہو گا کہ وہ سلیم کے اس کی روئی کی وجہ معلوم کرے.... اور دوسری طرف سلیم نے بھی یہ سوچا ہو گا کہ شوکت اس کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش ضرور کرے گا.... پھر تم وہیں با پہنچیں! سلیم سمجھا کہ تم شوکت پر ہی کی طرف سے اس کی نوٹ میں آئی ہو! لہذا اس نے تمہیں اڑاں گھائیاں بتائیں اور یہاں تک کہہ دا کہ تم اسے غصہ دا کر بھی اصلیت نہیں اگلوں سکتیں....! ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی دانست میں شوکت کو اور زیادہ خوفزدہ کرنے کے لئے تم سے اس قسم کی گفتگو کی ہوئی!“

”مگر کی پچھی اب اگر تم نے کوئی نیا نکتہ نکالا تو میں ایک بوتل کو کا کو لاپی کر بیٹھے کے لئے خاموش ہو جاؤں گا۔“

”تمہارا نظر یہ نعلٹ بھی ہو سکتا ہے!“ روشنی نے سمجھ دی گئی سے کہا!

”تھاں... میں شر لاک ہومز ہوں!“ عمران طلق پھاڑ کر چین۔ مجھ سے بھی کوئی نعلٹی نہیں ہو سکتی!.... میں جوتے کا چڑواڑ دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ کوتھر کی کھال کا ہے یا مینڈک کی کھال کا ہے.... ابھی مجھے ڈاکٹر والیں جیسا کوئی چند نہیں ملا۔ بھی وجہ ہے کہ میں تیزی سے ترقی نہیں کر سکتا!....“

”اپنھا فرض کرو اگر پیریں ناٹ کلب کے نیجہ ہی کی بات تھی ہو تو!“

”مجھے بڑی خوشی ہو گی! اخدا ہر ایک کوچ بولنے کی توفیق عطا کرے!“

”مجھ سے بے نکلی باتیں نہ کیا کرو!“ روشنی جھاگائی!

”اے.... روشنی تم اپنا لیجہ ٹھیک کرو! میں تمہارا شوہر نہیں ہوں.... ہاں!“

”تمہیں شوہر بنانے والی کسی گدھی ہی کے پیٹ سے بیدا ہو گی!“

”خبردار اگر تم نے گدھی کی شان میں کوئی ناز بیانگہ منہ سے نکالا!“ عمران گرج کر بولا اور روشنی براسامنہ ہیائے ہوئے کمرے سے نکل گئی!

عمران کا ایک ایک لمحہ مصروفیت میں گزر رہا تھا! اس کی دانست میں مجرم اس کے سامنے موجود تھا۔ اب اس کے خلاف ایسے ثبوت فراہم کرتا باقی رہ گیا تھا جنہیں عدالت میں پہنچیں۔

لیا جائے۔

اس نے شوست کے پاس مردہ پرندے دیکھے تھے! جنہیں وہ آگ میں جلا رہا تھا۔ بعہد وقت مختلف حالات سے ظاہر کیے گئے تھے، مولانا کی مصیبتیں تمہاری منتظر تھیں۔

دن میں ہمیں کسی میری شادی تو نہیں طے کر دی....!

”ختم کرو!“ فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا ”شوکت والے نظریے کے علاوہ کسی اور کام کی مکان بتانیں....!

”ہے کیوں نہیں! یہ حرکت جیل کے چیپا یاماں کی بھی ہو سکتی ہے!“

”ہاں ہو سکتا ہے! مگر میں اس پر یقین کرنے کے لئے تیار نہیں!“

”مکھ اس لئے کہ جادو سے تمہارے دوستانہ تعلقات ہیں! کیوں؟“

”نہیں! یہ بات نہیں! ان میں سے ہر ایک میرے لئے ایک کھلی ہوئی کتاب ہے! ان میں کوئی بھی اتنا زیں نہیں ہے....“

”غیر مجھے اس سے بحث نہیں ہے! میں بنے جس کام کے لئے بالایا ہے اسے سنو!“ عمران

نے کہا اور پھر خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا!

”بھوڑی در بعد پھر بولا“ سلیم کا قصہ سن ہی چکے ہو ایں چاہتا ہوں کہ کسی طرز سے جیل

سے باہر لایا جائے!

”بھلا کیسے ممکن ہے۔۔۔!“

”کوئی صورت نکالو....!“

”آخر اس سے کیا ہو گا!“

”بچہ ہو گا اور تمہیں یاماں کہے گا!“ عمران جلا کر بولا!

”نا ممکن ہے.... یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا!“

”بچہ!“ عمران نے پوچھا!

”بکوچ! میں سلیم کی رہائی کے متعلق کہہ رہا ہوں! وہ یوری کے جرم میں ماخوذ ہے! اسے

کافر کے سپرد کرنے والا شوکت ہے! جب تک کہ وہ خود عدالت سے اس کی رہائی لی

او خواستہ نہ کرے ایسا نہیں ہو سکتا!“

”میں بھی اتنا جانتا ہوں؟“

”اس کے باوجود بھی اس قسم کے احتفاظ خیالات رکھتے ہو!“

”اگر وہ رہا نہیں ہو سکتا تو پھر اصل مجرم کا ہاتھ آتا بھی محل ہے!“

”پیش پنڈ نجس پر سوچتا ہا پھر آجتے ست بولا تم ممکن ہے ہوا!“

”میں بھٹک ماربا ہوں۔۔۔ اور تم بالکل گدھے ہو!“ فتا عمران کا موسہ بگڑ گیا!

”کیا!“ پیش اسے متبرانہ انداز میں گھونٹنے لگا!

”چچہ نہیں میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ تم اس منے کے لئے مناسب نہیں ہو!“ استغفار کر کر میری فرم میں ملازamt کر دیا۔ فی طلاق کے حساب سے نیشن الگ۔ یعنی اس سے او

”کوئی مطلب نہ ہو گا!“

”عمران پیدا کے کام کی بات کرو!“ فیاض بڑی لجاجت سے بولا ”میں چاہتا ہو، کہ تو اس محلے کو جلد سے جلد پہنچا کر واپس چلو۔۔۔ وہاں بھی کئی مصیبتیں تمہاری منتظر تھیں۔“

”ہم میں کسی میری شادی تو نہیں طے کر دی....!“

”ختم کرو!“ فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا ”شوکت والے نظریے کے علاوہ کسی اور کام کی مکان بتانیں....!

”ہے کیوں نہیں! یہ حرکت جیل کے چیپا یاماں کی بھی ہو سکتی ہے!“

”ہاں ہو سکتا ہے! مگر میں اس پر یقین کرنے کے لئے تیار نہیں!“

”مکھ اس لئے کہ جادو سے تمہارے دوستانہ تعلقات ہیں! کیوں؟“

”نہیں! یہ بات نہیں! ان میں سے ہر ایک میرے لئے ایک کھلی ہوئی کتاب ہے! ان میں کوئی بھی اتنا زیں نہیں ہے....“

”غیر مجھے اس سے بحث نہیں ہے! میں بنے جس کام کے لئے بالایا ہے اسے سنو!“ عمران

نے کہا اور پھر خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا!

”بھوڑی در بعد پھر بولا“ سلیم کا قصہ سن ہی چکے ہو ایں چاہتا ہوں کہ کسی طرز سے جیل

سے باہر لایا جائے!

”بھلا کیسے ممکن ہے۔۔۔!“

”کوئی صورت نکالو....!“

”آخر اس سے کیا ہو گا!“

”بچہ ہو گا اور تمہیں یاماں کہے گا!“ عمران جلا کر بولا!

”نا ممکن ہے.... یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا!“

”بچہ!“ عمران نے پوچھا!

”بکوچ! میں سلیم کی رہائی کے متعلق کہہ رہا ہوں! وہ یوری کے جرم میں ماخوذ ہے! اسے

کافر کے سپرد کرنے والا شوکت ہے! جب تک کہ وہ خود عدالت سے اس کی رہائی لی

او خواستہ نہ کرے ایسا نہیں ہو سکتا!“

”میں بھی اتنا جانتا ہوں؟“

”اس کے باوجود بھی اس قسم کے احتفاظ خیالات رکھتے ہو!“

”اگر وہ رہا نہیں ہو سکتا تو پھر اصل مجرم کا ہاتھ آتا بھی محل ہے!“

آخر شوکت کے خلاف ثبوت کیون نہیں مہیا کرتے....!

”محظی یہ سب کچھ بندل معلوم ہوتا ہے!.... خصوصاً پرندوں کی کہانی!“

”پھر شوکت ان مردہ پرندوں کو آگ میں کیوں جلا رہا تھا؟“ فیاض نے کہا:

”وہ جھک مار رہا تھا! اسے جہنم میں ڈالو! لیکن کیا تم کسی ایسے پرندے کے وجود پر یقین رکھتے ہو جس کے چونچ مارنے سے آدمی مبروس ہو جائے؟ اور اس کے جسم میں ایسے جراشیم اپنے جائیں جو ساری دنیا کے لئے بالکل نئے ہوں! ظاہر ہے کہ سفید داغوں کی وجہ سے جراشیم میں۔“

”ممکن ہے کسی سائنسیک طریقہ سے ان پرندوں میں اس قسم کے اثرات بیوں اکٹھے ہوں!“

”اچھا... اچھا... یعنی تم بھی بھی سمجھتے ہو! اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہر آدمی اسکی ایسے سائنسیک طریقے کے متعلق سوچ سکتا ہے! تو گویا شوکت بالکل بدھو ہے اس نے دیدہ دانتہ اپنی گروں پھنسوائی ہے! سارا سردار گلہ اس بات سے واقع ہے کہ شوکت ایک ذین سا نکندہ انہیں اور جراشیم اس کا خاص موضوع ہے!“

”پھر وہ مردہ پرندے....!“

”میں کہتا ہوں اس بات کو فرم ہی کر دو تو اچھا ہے! سلیم کی رہائی کے متعلق سوچو!“

”وہ ایسا ہے جیسے پھر کے بطن سے ہاتھی کی پیدائش کے متعلق سوچنا؟“

”تپ پھر اصل مجرم کا ہاتھ آنا بھی مشکل ہے.... اور میں اپنابستر گول کرتا ہوں!“

”تم خود ہی کوئی تدبیر کیوں نہیں سوچتے؟“ فیاض جھخڑا کر بولا۔

”میں سوچ چکا ہوں!“

”تو پھر کیوں جھک مار ہے ہو! مجھے تاؤ کیا سوچا ہے؟“

”اس کے کسی عزیز کو صفات کے لئے تیار کرواؤ!“

”مگر وہ صفات پر رہا ہونے سے انکار کرتا ہے!“

”اس کے انکار سے کیا ہوتا ہے....! میں اسے عدالت میں جھلی ثابت کراؤں گا اور پھر

اے اس بات کی اطلاع دینے کی طریقہ ہی نہیں ہے کہ اس کی صفات ہونے والی ہے اتنا تو نہ

کر ہی سکو گے کہ جیل سے عدالت نکل لانے سے قبل اس پر یہ ظاہر کیا جائے کہ متذہلہ

پیشی کے سلسلے میں اسے لے جیلا جا رہا ہے!“

”ہاں یہ ہو سکتا ہے!“

”ہو نہیں سکتا بلکہ اسے کل تک ہو جانا چاہیے!“ عمران نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا

۱۳

ہفتہ ہو جانے کے بعد بھی سلیم عدالت سے نہیں ملا! اس کے پھرے پر سر اسیلگی کے آہر تھے! وہ عدالت ہی کے ایک برآمدے میں مفترضہ بانہ انداز میں ٹھہر رہا تھا اور بھیجی بھی خوف زدہ آنکھوں سے ادھر ادھر بھی دیکھ لیتا تھا!

عمران اس کے لئے بالکل راجحی تھا! اس لئے اس سے بہت قریب رہ کر بھی اس کی حالت کا مشاہدہ کر سکتا تھا!

شام ہو گئی اور سلیم وہیں ٹھہر رہا! جس نے اس کی ہفتہ ہی کی صفات دی تھی وہ تھے کہ ٹھیک ہے پہلے عدالت سے کھکھ گیا تھا!

پھر وہ وقت بھی آیا جب سلیم اس برآمدے میں بالکل تھہارہ گیا! عمران بھی اب وہاں سے ہٹ گیا تھا! لیکن اب وہ ایسی جگہ پر تھا جہاں سے وہ اس کی گمراہی ہے آسانی کر سکتا تھا! سلیم کو شہر کرنے کا موقع دیجئے بغیر!

عدالت میں سنا تا چھا جانے کے بعد سلیم وہاں سے چل پڑا۔ عمران اس کا تعاقب کر رہا تھا! سلیم نے نیکیوں کے اُوے پر پہنچ کر ایک نیکی کی! عمران کی نو شیر بھی یہاں سے دور نہیں فٹی!

بہر حال تعاقب جاری رہا! لیکن عمران محوس کر رہا تھا کہ سلیم کی نیکی یوں نہیں بے مقصد شہر کی سڑکوں کے کچک کاٹ رہی ہے! پھر انہیں چھیلے گا! شہر ایں بھلی کی روشنی سے دیکھنے لگیں! عمران نے سلیم کا پیچھا نہیں چھوڑا وہ اپنا پڑھول پھونکتا رہا!

جیسے ہی انہیں چھپے اور گہرا ہوا اگلی نیکی بیکسن روڑ پر درڑنے لگی اور عمران نے جلد ہی اندازہ کر لیا کہ اس کا رخ نواب جاوید مرزا کی حوالی کی طرف ہے!

دونوں کاروں میں تقریباً چالیس گز کا فاصلہ تھا اور یہ فاصلہ اتنا کم تھا کہ سلیم کو تعاقب کا شہر پرور ہو سکتا تھا! ہو سکتا ہے کہ سلیم کو پہلے ہی شبہ ہو گیا ہو اور وہ نیکی کو اسی لئے ادھر ادھر پکڑ کھلا رہا ہے!

جاوید مرزا کی حوالی سے تقریباً ایک فرلانگ ادھر ہی نیکی رک گئی! لیکن عمران نے صرف اندازہ کر دی!.... کار نہیں روکی اب وہ آہستہ آہستہ رینگ رکھی تھی!

سڑک سنان تھی۔ تھکی والہی کے لئے مژدی! عمران نے اسے راستہ دے دیا!
اپنی کار کی اگلی روشنی میں اس نے دیکھا کہ سلیم نے بے تحاشہ دوڑنا شروع کر دیا ہے! عمران
نے رفاد کچھ تیز کر دی ... اور ساتھ ہی اس نے جیب سے کوئی چیز نکال کر باہر کر دی۔ کپیکا
ایک بلکا سادھا کر ہوا اور سلیم دوڑتے دوڑتے گر پڑا لیکن پھر فوراً ہی انھر بھاگنے لگا! ... پھر
عمران نے اسے جاوید مرزا کے پامیں باغ میں چلا گئے لگاتے دیکھا...!
عمران کی کار فرانے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی! ... لیکن اب اس کی ساری روشنیاں بھگ
ہوئی تھیں!

وہ فرلاگ آکے جا کر عمران نے کار روکی اور اسے ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ میں کھا کر
دیا۔ اب وہ پیدل ہی پامیں باغ کے اس حصے کی طرف جا رہا تھا جہاں لیبارٹری والی عمارت واقع
تھی! اچاک اس نے ایک فائر کی آواز سنی جو اسی طرف سے آئی تھی۔ جھر لیبارٹری تھی
پھر دوسرا فائر ہوا اور ایک جیخ سننے کا سینہ چیرتی ہوئی تاریکی میں ڈوب گئی! ... عمران نے پہ
تو دوڑنے کا رادہ کیا پھر رک گیا! ... اب اس نے لیبارٹری کی طرف جانے کا رادہ بھی تھا۔
دیا تھا جہاں تھا وہیں رکا رہا۔ جلد ہی اس نے کہی آدمیوں سے دوڑنے کی آوازیں سنیں۔ ان میں
بلکہ ساتھور بھی شامل تھا! ... عمران کار کی طرف پلٹ گیا! اس کا ذہن بہت تیزی سے سوچ رہا تھا
لیکن اچاک اس کے ذہن میں ایک نیا خیال پیدا ہوا۔ کیا وہ تھائی میں بھی صافتی نہ ہے؟
کیا وہ حماقت نہیں تھی؟ اس نے فائروں کی آوازوں سنبھالیں! اور وہ جیخ بھی کسی زخمی ہی لایا
معلوم ہوئی تھی! پھر آخر وہ کار کی طرف کیوں پلٹ آیا تھا۔ اسے آواز کی طرف بے تاثر
دوڑنا چاہیے تھا! ..

عمران نے کار اشارت کی اور پھر سڑک پر واپس آگیا! ... کوئی کے قریب پہنچ کر اس سے
کار پامیں باغ کی روشنی پر مور دی اور اسے سیدھا پورچ میں لیتا چاہا گیا!
جاوید مرزا کوٹھی سے نکل کر پورچ میں آ رہا تھا۔ اس نے رفاد تیز تھی چہرے پر ہوانیاں!
رعی تھیں ... اور ہاتھ میں رانفل تھی!

"خیریت نواب صاحب!" عمران نے حیرت ظاہر کی!
"اوہ ... سطوت جاہ ... اوہ ... اس نے لیبارٹری کی است اشارة کرنے کے بعد "کوئی عادہ
ہو کیا ہے ... دو فائر ہوئے تھے ... جیخ ... بھی ... آؤ ... آؤ ..."
جاوید مرزا اس کا بازو پکڑ کر اسے بھی لیبارٹری کی طرف کھینچنے لگا! ...
کوٹھی کے سارے نوکر لیبارٹری کے قریب آئھ تھے! صدر عمران در شوائے بھی دہاں

موجود تھے! توکت نے جاوید مرزا کو بتایا کہ وہ اندر تھا! اچاک اس سے فائروں کی آواریں
نہیں۔ پھر جیج بھی سنائی دی ... باہر لگا تو اندر ہیرے میں کوئی بھاگتا ہوا کھائی دیا! لیکن اس
کے سنجھنے سے پہلے ہی وہ غائب ہو چکا تھا! ...

"اور ... لاش!" جاوید مرزا نے پوچھا!

"ہم ابھی تک کسی کی لاش ہی تلاش کرتے رہے ہیں! " عرفان بولا۔

"لیکن ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی!"

"لاش!" عمران آبستہ سے بر بھا کر چاروں طرف ریکھنے لگا!

"تم اب یہاں تھا نہیں رہو گے! سمجھو!" جاوید مرزا توکت کے شانے جھنجور کر چینا!

توکت پچھنے بولا! وہ عمران کو گھوڑ رہا تھا!

"کون آسمی خلل ... سیر ادھوئی ہے ...!" عمران مکا بلا کر رہ گیا!

"آپ اس وقت یہاں کیے؟" توکت نے اس سے پوچھا!

"شوائت تمہیں بات لرنے کی تیزی سب آئے گی! " جاوید مرزا نے بھلتے ہوئے بھجے میں

ہوا اور عمران پہنچنے لگا ... اچاک اس کے دابنے گال پر دو تین کرم گرم بوندیں پھسل کر رہ گئیں
اور عمران اپنے کی طرف دیکھنے لگا! پھر گال پر ہاتھ کھیس کر بیب سے نارچ نکالی! انھیاں کسی رقیق

چیز سے چھپانے لگی تھیں۔

نارچ کی رہائش میں اسے اپنی انگلیوں یہ خون نظر آیا ... نازہ خون! ... سب اپنی اپنی باولوں

میں گھوٹھے! کبھی لی تو ... عمران کی طرف نہیں تھی! ...

عمران نے ایک بار کہہ دیا! وہی کی طرف دیکھا! ایک درخت کے نیچے تھا اور درخت کا اپری

حشد تاریں میں گھنگھا تھا!

"لیکن ... تیل بیہاں کسی کے جو نتے ہیں؟" صدر کہہ رہا تھا!

"ٹائی بھالے، ادا اپنے جو تے چوڑ گیا ہے۔"

اس نے درخت کے تے لی طرف نارچ کی روشنی ڈالی! ... جو تے چج موجود تھے! عمران

اُسے بڑھ کر اٹھیں دیکھنے لگا! لیکن صدر نے نارچ بھاگا! اور عمران کو اپنی نارچ روشن آئی!

چننا!

"ذمہ نروایہ قس! چلو یہاں سے!" جاوید مرزا نے کہا

"شوائت میں تم تھے خاص طور پر کہہ رہا ہوں تم اب یہاں نہیں رہو گے!"

"نہیں کے خطرہ نہیں تھے!" توکت بولا۔

"ہے کیوں نہیں! " عمران بول پڑا " میں بھی آپ کو بھی مشورہ دوں گا! " " میں نے آپ سے مشورہ نہیں طلب کیا! "

" اس کی پرواہ نہ کیجئے! میں بلا معاوضہ مشورہ دیتا ہوں! " عمران نے کہا! اور پھر بلند آواز میں بولا " میں اسے بھی مشورہ دیتا ہوں جو درخت پر موجود ہے ... اسے چاہتے کہ وہ بیچے از آئے ... وہ زخمی ہے ... آؤ ... آجائو بیچے ... مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم ملک نہیں ہوئے ... اور یہاں سب تمہارے دوست ... میں ... آجائو بیچے! "

" ارے، ارے، تمہیں کیا ہو گیا سوت جاہا! " جاوید مرزا نے گھبراۓ ہوئے مجھے میں کہا۔ اچانک عمران نے اپنی نارجی کا راستہ اپنی ناک تک لے گیا اتال سے بارود کی بو آرہی تھی! صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس سے کچھ ہی دیر قبض فائز کیا گیا ہے! ... پھر ... ان نے میگرین پر نظر ڈالی ... دو چیزیں خالی تھے اس نے اپنے سر کو خفیہ سی جھٹک دی۔ ... دریوال اور کوبہت احتیاط سے رومال میں لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا پھر وہ دیس سے لوٹ آیا ... نگے جانے کی ضرورت ہی نہیں تھی اتنا ہی کافی تھا بلکہ کافی سے بھی زیادہ! ...

عمران کوٹھی کی طرف چل پڑا اس کا ذہن خیالات میں الجھا ہوا تھا ... یک بیٹ وہ رک گیا اور پھر تیزی سے لیبارٹری کی طرف مڑ کر وڑنے لگا!

" کون ہے! نہبڑو! " اس نے پشت پر شوکت کی آواز سنی! ... لیکن عمران رک نہیں۔ برابر دوسرے رہا ... شوکت بھی غالباً اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا!

" نہبڑو ... نہبڑو ... ورنہ گولی مار دوں گا " شوکت پھر چینا ...

عمران لیبارٹری کی عمارت کے گرد ایک چکر لگا کر جھازیوں میں گھس گیا اور شوکت کی سمجھ میں نہ آس کا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا!

شوکت نے اب نارجی روشن کر لی تھی اور چاروں طرف اس کی روشنی ڈال رہا تھا! ... لیکن اس نے جھازیوں میں گھنسنے کی بہت نہیں کی!

پھر عمران نے اسے عمارت کے اندر جاتے دیکھا! عمران نیک دروازے کے سامنے والی جھازیوں میں تھا۔ اس نے شوکت کو دروازہ کھول کر نارجی روشنی میں کچھ تلاش کرتے دیکھا!

اب عمران شوکت کو وہیں چھوڑ کر خرماں خرماں کوٹھی کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے ایک بار ٹکر لیبارٹری کی عمارت پر نظر ڈالی ... اب اس کی ساری کھڑکیوں میں روشنی نظر آرہی تھی!

وہ لوگ بے ہوش سلیم کو کوٹھی کی طرف لے جائے تھے اور اب لیبارٹری کی عمارت ... قریب عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا! وہ بھی ان کے ساتھ تھوڑی دور تھے یا تھا! لیکن

اس واقعہ کو تین دن گزر گئے! فیاض سردار گڑھ میں مقیم تھا! عمران اس سے برادر کام لیتا رہا.... لیکن اسے کچھ بتایا نہیں!.... فیاض اس پر جھنجھلاتا رہا اور اس وقت تو اسے اور زیادہ تاؤ آیا۔ جب عمران نے لیبارٹری کی راہداری میں پائے جانے والے روپالور کے دستے پر انگلیوں کے نشانات کی اسٹڈی کا کام اس کے پرہ دیا!.... عمران نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسٹڈی کے نتائج معلوم کرنے کے بعد اسے سب کچھ بتادے گا....! مگر وہ اپنے وعدے پر قائم نہ رہا! ظاہر ہے کہ یہ غصہ دلانے والی بات ہی تھی!....

فیاض واپس جاتا چاہتا تھا مگر عمران نے اسے روکے رکھا۔ مجبوراً فیاض کو ایک بیٹتے کی چھٹی لئی پڑی۔ کیوں کہ وہ سر کا ہی طور پر اس کیس پر نہیں تھا!.... آج کل عمران تجھ پاگل نظر آ رہا تھا!.... کبھی اوہر کبھی اوہر.... اور اپنے ساتھ فیاض کو بھی گھبیٹے پھرنا تھا!

ایک رات تو فیاض کے بھی ہاتھ پیر پھول گئے.... ایک یا ڈیڑھ بجے ہوں گے اچاروں طرف ناٹے اور اندر ہیرے کی حکمرانی تھی.... اور یہ دونوں بیدل سڑکیں ناپے پھر رہے تھے! عمران کیا کرنا چاہتا تھا؟ یہ فیاض کو معلوم نہیں تھا!....

عمران ایک جگہ رک کر بولا!.... "جیل کی کوئی میں گھستا زیادہ مشکل کام نہیں ہے!"
"کیا مطلب!"

"مطلب یہ کہ چوروں کی طرح....!"
"اس کی ضرورت ہی کیا ہے....!"

"کل رات! نواب جاوید مرزا کی کوئی میں میں نے ہی نقب لگائی تھی!.... تم نے آج شام اخبارات میں اس کے متعلق پڑھا ہو گا!"

"تمہارا دماغ تو نہیں چلن گیا!"
"پہلے چلا تھا.... درمیان میں رک گیا تھا! اب پھر چلنے لگا ہے.... ہاں میں نے نقب لگائی تھی اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا!"

"کیوں لگائی تھی!
"بہت جلد معلوم ہو جائے گا! پروانہ کرو، ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ جیل کی کوئی!"
"بکواس مت کرو!" فیاض نے بر اسمانہ بنا کر کہا "میں اس وقت بھی کوئی کھلوا سکتا ہوں!

تم وہاں کیا دیکھنا چاہتے ہو؟"
"وہ لڑکی.... سعیدہ ہے تا.... میں بس اس کاروئے زیاد کیجھ کرو اپس آ جاؤں گا۔ تم فکر نہ کرو۔ اس کی آنکھ بھی نہ کھلنے پائے گی.... اور میں...."

"کیا بک رہے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں کہ جب وہ صبح سو کر اٹھے تو اسے اپنے چہرے پر اسی قسم کے سیاہ دھبے نظر آئیں میں اس سے شرط لگا پکا ہوں!"
"کیا بات ہوئی؟"

"کچھ بھی نہیں بس میں اسے یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جیل کے چہرے پر وہ سفید دماغ مخفض ہادی ہیں.... یعنی میک اپ"

"ہائیں تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"دوسرا طیفہ سنو!" عمران سر ہلا کر بولا "جس دن سلیم کی صفائحہ ہوئی تھی اسی رات کو کسی نے اس پر دو فائز کئے تھے.... ایک گولی اس کے دابنے بازو پر لگی تھی!"

"کیا تم نے بھنگ پی رکھی ہے؟" فیاض نے حیرت سے کہا!

"فائز جاوید مرزا کے پائیں باغ میں ہوئے تھے! لیکن سلیم نے پولیس کو اس کی اطلاع نہیں دی!"

"یہ تم مجھے آج بتا رہے ہیں!"

"میں! میرا قصور نہیں!.... یہ قصور سراسر اسی گدھے کا ہے.... وہ مرنا ہی چاہتا ہے تو میں کیا کروں!"

"اس کا خون تمہاری گروں پر ہو گا تم نے ہی اسے جیل سے نکلوا یا ہے؟"

"اس کے مقدار میں یہی تھا.... میں کیا کر سکتا ہوں؟"

"عمران خدا کے لئے مجھے بورنے کرو۔!"

"تمہارے مقدار میں بھی یہی ہے! میں کیا کر سکتا ہوں اور تیرا طیفہ سنو! وہ روپالور مجھے لمبڑی والی عمارت کی راہداری میں ملا تھا.... اور وہ نشانات.... جو اس کے دستے پر پائے گئے ہیں! سو فیصدی شوکت کی انگلیوں کے نشانات ہیں!...."

"او.... عمران کے بچے....!"

"اب چوھا طیفہ سنو....! سلیم اب بھی جاوید مرزا کی کوئی میں مقیم ہے!"

"خدا گھبیں غارت کرے....!" فیاض نے جھلا کر عمران کی گردن پکڑی!

"ہائیں... ہائیں!" عمران پیچھے بنتا ہوا بولا "یہ سڑک ہے پیارے اگر اتفاق سے نوٹ ہوئی کاشیبل اوھ آکا تو شامت ہی آجائے گی!"
"میں ابھی سلیم... کی خبر لوں گا!...."
"ضرور... لو... اچھا تو میں چلا...!"
"کہاں؟"

"جیل کی کوئی تھی کی پشت پر ایک درخت... جس کی شاخیں چھت پر جتی ہیں!"
"بکواس نہ کرو... میرے ساتھ پولیس اسٹینشن چلو! وہاں سے ہم اسی وقت جاوید مرزا کے یہاں جائیں گے!"
"میں کبھی اپنا پروگرام تدبیں نہیں کرتا۔ تم بھائی پر، تو شوق سے جائے ہو اندر کھیل گونے کی تمام تر مدد داری تم پر ہو گی!"

"کیسا کھیل... آخر تم مجھے ساف ساف یوں نہیں بتاتے!"
"غزوں کے کھیل میں مر کناؤ!... جانا بے اُن دن سوچ نہ آئی!" عمران نے کہا اور ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو کیا...!
فیاض کچھ نہ بولا اس کا بس چلتا تو عمران کی بوئیاں ازادیتا!
"اب! میں تمہاری کسی محانت میں جس نہ لوں گا!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا "جدول چاہے کرو! میں جا رہا ہوں! اب تم اپنے ہر فعل کے خود مدد دار ہو گے!"
"بہت بہت شکریہ! تم جاسکتے ہو... ناٹا!... اور اگر اب بھی نہیں جاؤ گے تو... باتا... ہپا!"

۱۶

عمران دھن کا پکا تھا... فیاض کے لاکھ منجع کرنے کے باوجود بھی وہ چوروں کی طرح جیل کی کوئی تھی میں داخل ہوا تھا! فیاض دیں سے واپس ہو گیا تھا! لیکن اسے رات بھر نیند نہیں آئی تھی!... عمران کی بکواس سے اس کے صحیح خیالات کا اندازہ کرنا اپنی مشکل تھا... اور یہی وجہ فیاض کے لئے الجھن کا باعث تھی!... وہ ساری رات یہی سوچتارہ گیا کہ معلوم نہیں عمران نے وہاں کیا حیرت کی ہو!... ضروری نہیں کہ وہ ہر معاملے میں کامیاب ہی ہوتا رہے اور مکالمے کو وہ پڑا گیا ہو!... پھر اس کی کیا پوزیشن ہو گی!

صحیح ہوتے ہی سب سے پہلے اس نے سجادہ و فون کیا!... ظاہری مقصد یونہی رسمی طور پر فریت دریافت کرنا تھا سے توقع تھی کہ اُکر کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہو کا تو سجادہ خود ہی بنائے گا!... لیکن سجادہ نے کسی نئے واقعے کی اطاعت نہیں دی! فیاض کو پھر بھی اطمینان نہیں ہوا!... اس نے سجادہ سے کہا کہ وہ بعض مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے وہاں آئے گا اور پھر ہاشم کے جیل کی کوئی تھی کی طرف روانہ ہو گیا!... اسے ذرا انگریز روم میں کافی دیر تک بیٹھنا پڑا۔ لیکن فیاض سوچنے لگا کہ اسے کتنے مسائل پر گفتگو کرنی ہے!... بہر حال تباہ ذرا انگریز روم میں موجود نہیں تھا۔ اس لئے اسے سوچنے کا موقع مل گیا!... لیکن وہ کچھ بھی نہ سوچ سکا! اس کی دلانت میں ابھی تک کوئی نئی بات ہوئی ہی نہیں تھی!... عمران کی پیچھی رات کی باتوں کو وہ بندوبست کی بڑی سمجھتا تھا اور اسی بنا پر اس نے سلیم کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی بھی ضرورت نہیں محسوس کی تھی! عمران کا خیال آتے ہی اسے خصہ آیا!... اور ساتھ ہی عمران نے ذرا انگریز روم میں داخل ہو کر "السلام علیکم یا اصل اتصور ہے کاغذہ لگایا!"

فیاض کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ وہ بے ساختہ اچھل پڑا۔
"یہ کیا ہے ہو گئی ہے...!" فیاض جلا گیا!

"پرواہ نہ کرو! میں اس وقت شرلاک ہوز ہو رہا ہوں! پیارے ڈاکٹر والٹن... نیلے پرندوں کے والد بزرگوار کا سراغ مجھے مل گیا ہے... اور میں بہت جلد... السلام علیکم..."
"و علیکم السلام" سجادہ نے سلام کا جواب دیا، جو دروازے میں کھڑا عمران کو گھور رہا تھا...
"آئیے... آئیے...!" عمران نے احتقون کی طرف بوجلا کر کیا!
سجادہ آگے بڑھ کر ایک صوفی پر بیٹھ گیا! اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے!...
"کیوں کیا بات ہے؟" فیاض نے کہا "تم کچھ پریشان تھے تو آئیے ہو!"
"میں... ہاں... میں پریشان ہوں سعیدہ بھی اسی مر غم میں جتنا ہو گئی ہے...!"
"کیا؟" فیاض اچھل کر کھڑا ہو گیا!

"ہاں... مگر... اس کے صرف چہرے پر دھبے ہیں... بقیہ جسم پر نہیں!"
"سیاہ دھبے؟" فیاض نے بے ساختہ پوچھا!
"فیاض صاحب!" سجادہ نے تا خوشنگوار لمحے میں کہا! میرا خیال ہے کہ یہ مذاق کا موقع نہیں ہے!
"اوہ... معاف کرنا... مگر... کیا کوئی نیلا... پرندہ!..."
پتہ نہیں اوہ سورہ تھی!... اچاک کی تکلیف کے احسان سے جاگ پڑی... اور جانے

پر محسوس ہوا جیسے کوئی چیز.... داہنے بازو میں چھپ گئی ہوا!
”پر نندہ لکھا ہوا تھا!“ عمران جلدی سے بولا!

”جی نہیں وہاں کچھ بھی نہیں تھا!“ سجاد نے جھلائے ہوئے لجھ میں کہا ”اچاک اس کی نظر
ڈرینگ نیل کے آئینے پر پڑی اور بے تحاشہ چھینیں مارتی ہوئی کمرے سے نفل بھاگی!“

”اوہ....!“ عمران اپنے ہونٹوں کو دائرے کی شکل دے کر رہ گیا!

فیاض عمران کو گھورنے لگا اور عمران آہستہ سے بڑا بڑا! ایسی جگہ ماروں گا جہاں پانی بھی نہ
مل سکے!“ اس پر سجاد بھی عمران کو گھورنے لگا!

”مگر....“ عمران نے دونوں کو باری باری سے دیکھتے ہوئے کہا ”جمیل صاحب اور دار
بانے کا مقصد تو بھجہ میں آتا ہے۔ مگر سعیدہ صاحبہ کا معاملہ!.... یہ میری بھجوں سے باہر
ہے.... آخر شوکت کو ان سے کیا پر خاش ہو سکتی ہے!“

”شوکت!“ سجاد چوک پڑا۔

”جی ہاں! اس کی لیبارٹری میں ایسے جراشیم موجود ہیں جن کا تذکرہ ڈاکٹروں کی روپورٹ میں
ملتا ہے!“

”آپ اسے ثابت کر سکیں گے!“ سجاد نے پوچھا!

”چنکی بجا تے اس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ڈلوادوں گا! اس دیکھتے رہ جائیے گا!“

”آخر کیا شوت ہے تمہارے پاس!“ فیاض نے پوچھا!

”آہ! اسے مجھ پر چھوڑ دا جو کچھ میں کہوں کرتے جاؤ.... اس کے خلاف ہوا تو پھر میں کچھ
نہیں کر سکوں گا! بہر حال آج اس ذرائے کا ذرا پ سین ہو جائے گا!“

”نہیں پہلے مجھے بتاؤ!“ فیاض نے کہا!

”کیا بتاؤں!“ یک بیک عمران جلا گیا! ”تم کیا نہیں جانتے! بچوں کی سی باتیں کر رہے
ہو!.... کیا سلیم پر گولی نہیں چلانی گئی تھی.... کیا ریو اور کے دستے پر شوکت کی انگلیوں کے
نشأت نہیں ملتے! کیا میں نے اس کی لیبارٹری میں نیلے رنگ کے پرندے نہیں دیکھے جنمیں؟“

”آتش دالن میں جھوک رہا تھا!...!“

”ریو اور... سلیم... مردہ پرندے.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں کچھ نہیں سمجھا!“
سجاد تحریر انداز میں بولا!

”بس سجاد صاحب! اس سے زیادہ ابھی نہیں! جو کچھ میں کہوں کرتے جائے!.... محروم کے
ھھکڑیاں لگ جائیں گی!“

”باتیے.... جو کچھ آپ کہیں گے کروں گا!“

”گذ..... تو آپ ابھی اور اسی وقت اپنے بھائیوں اور جمیل صاحب کے ماموؤں سمیت
جاوید مرزا کے بیہاں جائیے! کیپن فیاض بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے!.... وہاں جائیے اور
جاوید مرزا سے پوچھئے کہ اب اس کا کیا ارادہ ہے جمیل سے اپنی لڑکی کی شادی کر کے کیا نہیں۔
ظاہر ہے کہ وہ انکار کرے گا۔! پھر اس وقت ضرورت اس بات کی ہو گی کہ کیپن فیاض اس پر
اپنی اصلیت ظاہر کر کے کہیں کہ انہیں اس سلسلے میں اس کے بھیجوں میں سے کسی ایک پر شبہ
ہے اور فیاض تم اسے کہنا کہ وہ اپنے سارے بھیجوں کو بلائے.... تم ان سے کچھ سوالات کرنا
چاہتے ہو!“

”پھر اس کے بعد“ فیاض نے پوچھا!

”میں ٹھیک اسی وقت وہاں پہنچ کر نپٹ لوں گا!“

”کیا نپٹ لو گے!“

”تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر روؤں گا!“ عمران نے سنجیدگی سے کہا!
فیاض اور سجاد سے گھورتے رہے.... اچاک سجاد نے پوچھا۔ ”ابھی آپ نے کسی رویا اور کا
حوالہ دیا تھا۔ جس پر شوکت کی انگلیوں کے نشأت تھے!“

”جی ہاں.... بقیہ باتیں وہیں ہوں گی! اچھا ناٹا!....“ عمران ہاتھ ہلاتا ہوا ذرا انہیں روم سے
نکل گیا.... اور فیاض اسے پکارتا ہی رہ گیا!

”میں نہیں بھجھ سکتا کہ یہ حضرت کیا فرمائے والے ہیں!“ سجاد بولا!

”کچھ نہ کچھ تو کرے گا ہی! اچھا باب اٹھو!“ میں وہی کرنا چاہئے جو کچھ اس نے کہا ہے!

۱۷

بات بڑھ گئی!.... نواب جاوید مرزا کا پارہ چڑھ گیا تھا!

اس نے فیاض سے کہا.... ”جی ہاں فرمائے! میرے سب بچے یہیں موجود ہیں! یہ شوکت
ہے! یہ عرقان ہے، یہ صدر ہے.... بتائیے آپ کو ان میں سے کس پر شبہ ہے اور شبہ کی وجہ
کی ہی آپ کو بتائی پڑے گی!.... سمجھے آپ!“

فیاض بغلیں جھانکنے لگا! وہ بڑی بے چینی سے عمران کا منتظر تھا! اس وقت اسٹڈی میں جاوید
مرزا کے خاندان والوں کے علاوہ جمیل کے خاندان کے سارے مرد موجود تھے! بات جمیل اور

پوہنچ کی شادی سے شروع ہوئی تھی! جاوید مرزا نے ایک بہ وص سے اپنے لونگی کا رشتہ کرنا سے صاف انکار کر دیا!... اس پر سجاد نے کافی لے دے کی، پھر فیاض نے اس کے بھیجوں میں سے کسی کو جیل کے مرض کا ذمہ دار نہ سمجھ لیا!...

لیکن جب جاوید مرزا نے وضاحت چاہی تو فیاض کے ہاتھ پر پھول گئے! اسے تو قع تھی کہ عمران وقت پر پہنچ جائے گا!... لیکن عمران؟..... فیاض دل ہی دل میں اسے ایک بڑا الفاظی منٹ کی رفتار سے گالیاں دے رہا تھا!

”ہاں آپ بولتے کیوں نہیں! خاموش کیوں ہو گئے؟“ جاوید مرزا نے اسے لکھا۔ ”ماں چلو... یاد... شرماتے کیوں ہوا؟“ اسٹڈی کے باہر سے عمران کی آواز آتی اور فیاض کی بانچیں کھل گئیں۔

سب سے پہلے سلیم داخل ہوا۔ اس کے پیچے عمران تھا.... اور شاید وہ اسے دھکیلتا ہوا لازماً تھا! ”سطوت جاہ!“ جاوید مرزا جھلائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”یہ کیا نہ اق ہے... آپ بغیر اجازت یہاں کیسے جلے آئے؟“

”میں تو یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ آخر ان حضرت کی روپورث کیوں نہیں درن کرائی!“ عمران نے سلیم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ”آج سے چاروں قبل...!“

”آپ تشریف لے جائیے... جائیے!“ نواب جاوید مرزا غریباً ”آپ کو بتانا پڑے گا جتاب!“ دھعن عمران کے چہرے سے محافت تابی کے سارے آثار غائب ہو گئے۔

”یہ مجھے زبردستی لائے ہیں!“ سلیم خوفزدہ آواز میں بولا! ”سطوت جاہ!“ میں بہت بُری طرح پیش آؤں گا!“ جاوید مرزا کھڑا ہو گیا! اسی کے ساتھ ہی شوکت بھی اٹھا!

”میٹھو!“ عمران کی آواز نے اسٹڈی میں جھکار کی پیدا کردی! فیاض نے اس کے اس لمحے میں اجنبیت سی محسوس کی!... وہ اس عمران کی آواز تو نہیں تھی، جسے وہ عرصہ سے جانتا تھا۔ ”میرا تعلق ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ہے!“ عمران نے کہا۔ ”آپ لوگ ابھی تک غلط نہیں میں بتلاتھے! مجھے ان جراشیم کی حلاش ہے، جو آدمی کے خون میں ملتے ہی اسے بارہ گھنٹے کے اندر ہی

اندر مبروس بنا دیتے ہیں! شوکت! کیا تمہاری لیبارٹری میں ایسے جراشیم نہیں ہیں؟“ ”ہرگز نہیں ہیں!“ شوکت غریباً!

”کیا تم بدھ کی رات کو اپنی لیبارٹری میں چند مردہ پر نہتے نہیں جلا رہے تھے... ظاہر نہ ہے؟“

”ہاں! میں نے جلائے تھے پھر؟“

”عمران سلیم کی طرف مڑا“ تم پر کس نے فائز کیا تھا!“

”میں نہیں جانتا!“ سلیم نے خشک ہونوں پر زبان پھیر کر کہا۔

”تم جانتے ہو! تمہیں بتانا پڑے گا!“

”میں نہیں جانتا جتاب....! مجھ پر کسی نے اندر ہیرے میں فائز کیا تھا! ایک کوئی بازو پر گلی تھی... اور میں بد حواسی میں درخت پر چڑھ گیا تھا!“

”یہ ریوالوں کس کا ہے! عمران نے جیب سے ایک ریوالوں نکال کر سب کو دکھاتے ہوئے کہا!“

شوکت اور جاوید مرزا کے چہروں پر ہوانیاں اڑنے لگیں!

”میں جانتا ہوں کہ ریوالوں شوکت کا ہے اور شوکت کے پاس اس کا لائسنس بھی ہے!...“ میا یہ بھی جانتا ہوں کہ سلیم پر اسی ریوالوں سے گولی چلانی تھی اور جس نے بھی فائز کیا تھا اس کی انگلیوں کے نشانات اس کے دستے پر موجود تھے۔ اور وہ نشانات شوکت کی انگلیوں کے تھے!“

”ہو گا! ہو گا... مجھے شوکت صاحب سے کوئی شکایت نہیں ہے!“ سلیم جلد ہی سے بول پڑا۔

”اصیلیت کیا ہے سلیم!“ عمران نے زمی سے پوچھا!

”انہوں نے کسی دوسرے آدمی کے دھوکے میں مجھ پر فائز کیا تھا!“

”کس کے دھوکے میں!“

”یہ وہی بتا سکیں گے! میں نہیں جانتا!“

”ہوں! فیاض! ہتھ کڑیاں لائے ہو!“ عمران نے کہا۔

”نہیں! نہیں.... یہ کبھی نہیں ہو سکتا....!“ جاوید مرزا کھڑا ہو کر ہندیانی انداز میں چینجا!

”فیاض ہتھ کڑیاں....!“

فیاض نے جیب سے ہتھ کڑیوں کا جوڑا نکال لیا۔

”یہ ہتھ کڑیاں! سجاد کے ہاتھوں میں ڈال دو!“

”کیا....!“ سجاد حلقوں کے مل جیج کر کھڑا ہو گیا!

”فیاض....! سجاد کے ہتھ کڑیاں لگادو!“

”کیا بکواس ہے!“ فیاض بچھنگا گیا!

”خُردار سجاد! اپنی جگہ سے جبٹش نہ کرنا!“ عمران نے ریوالوں کا رخ سجاد کی طرف کر دیا!

”عمران میں بہت بُری طرح پیش آؤں گا!“ فیاض کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا!

”فیاض میں تمہیں حکم دیتا ہوں.... میرا تعلق برادر راست ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ہے اور

دلانے لگی تاکہ میں جلا کر اپنے جیل آنے کا راز اگل دوں!

”خیر... خیر... آگے کھو!“ عمران بڑا یادوں کی طرف گیا کہ اس کا اشارہ روشنی کی طرف ہے!

”پھر پتے نہیں کیوں اور کس طرح میری حضانت ہوئی!... ظاہر ہے کہ اس انہوں بات نے مجھے بد جواں کر دیا اور میں نے اسی طرف کا رخ کیا! لیکن کوئی میرا تعاقب کر رہا تھا!... کوئی مجھی کے پاس پہنچ کر اس نے ایک فائر بھی کیا! لیکن میں پھر نہ گیا۔ یہاں پائیں باغ میں اندھیرا تھا... میں لیبارٹری کے قریب پہنچا... شوکت صاحب مجھے شام میں وہی آدمی ہوں جو آئے دن لیبارٹری میں مردہ پرندے ڈال جایا کرتا تھا!... انہوں نے اسی کے دھوکے میں مجھ پر فائز کر دیا!...“

”کیوں؟“ عمران نے شوکت کی طرف دیکھا!

”ہاں یہ بالکل درست ہے!... سجاد یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح ان پرندوں پر پہنچا صاحب کی بھی نظر پڑ جائے اور وہ مجھے ہی مجرم سمجھنے لگیں! ویسے انہیں تھوڑا بہت شبہ تو پہلے بھی تھا!“ عمران نے جاوید مرزا کی طرف دیکھا! لیکن جاوید مرزا خاموش رہا!

”کیا بکواس ہو رہی ہے... یہ سب پاگل ہو گئے ہیں!“ سجاد حلق پھاڑ کر چینا! ”ارے بد بختوں! میرے ساتھ چل کر میری لڑکی سعیدہ کی حالت دیکھو! وہ بھی اسی مرض میں متلا ہو گئی ہے! کیا میں اپنی بیٹی پر بھی اس قسم کے جراحتیم... یادا... یہ سب پاگل ہیں۔“ دفعتہ شوکت نہیں پڑا...“

”خوب!“ اس نے کہا ”تمہیں بیٹی پاٹیئے نے کیا سروکار تمہیں تو دولت چاہئے۔ دنوں ببروں کو کی شادی کر دو! وہ دنوں ایک دوسرے کو پسند کریں گے! دوسری حرکت تم نے محض اپنی گرد بن چانے کے لئے کی ہے!“

”نہیں سجاد! تم کچھ خیال نہ کرنا!“ عمران مسکرا کر بولا ”دوسری حرکت میری تھی!“ سجاد سے گھونٹنے لگا... اور شوکت کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئی تھیں! فیاض اس طرح خاموش بیٹھا تھا جیسے اس ساتھ سو گھنگیا ہوا!

”دوسری حرکت میری تھی!... اور تمہاری لڑکی کسی مرض میں متلا نہیں ہوئی! ان داغنوں کو خالص اپرٹس سے دھوڈنا چہرہ صاف ہو جائے گا!...“

”خیر... خیر...! مجھ پر جھوٹا الزام لگایا جا رہا ہے اور میں عدالت میں دیکھوں گا!“ ”ضرور دیکھنا سجاد! واقعی تمہارے خلاف ثبوت یہم پہنچانا برا مشکل کام ہو گا! لیکن یہ بتاؤ... کہ پچھلی رات اپنی لڑکی کا چہرہ دیکھ کر تم بے تحاشہ ایندھن کے گودام کی طراف کیوں بھاگے

ڈائرکٹر جزل کے علاوہ سی بی آئی کا ہر آفیسر میرے ماتحت ہے... چلو جلدی کرو!“

عمران نے اپنے سر کاری شاخی کا رڈ جیب سے نکال کر فیاض کے سامنے ڈال دیا!

فیاض کے چہرے پر چمچ ہو ایساں اڑنے لگیں! اس کے ہاتھ کا نپر رہے تھے۔ شاخی کا رڈ میز پر رکھ کر وہ جہاد کی طرف بڑھا اور ہتھ کڑیاں اس کے ہاتھوں میں ڈال دیں!

”ویکھا آپ نے؟“ سلیم نے شوکت کی طرف دیکھ کر پاگلوں کی طرح تقبہ اکھیا ”خدابے انصاف نہیں ہے!“ شوکت کے ہونوں پر خفیف سی مسکراہت پھیل گئی!

”تم اوہر دیکھو سلیم!“ عمران نے اسے مخاطب کیا! ”تم نے کس کے ذریعے جیل میں پہلوں تھی؟“

”جس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ہیں! یہ یقیناً مجھے مار دالتا... ہم جانتے تھے کہ وہ جراشیم ہماری لیبارٹری سے اسی نے جائے ہیں! لیکن ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا!... اکثر لوگ

ہماری لیبارٹری میں آتے رہے ہیں! ایک دن یہ بھی آیا تھا... جراشیم پر بات پہنچ کی تھی...“

میں نے خورد میں سے کئی جراشیم بھی دکھائے ان میں وہ جراشیم بھی تھے جو سر نیمی دی شوکت صاحب کی دریافت ہیں! پھر ایک بیٹے کے بعد ہی جراشیم کا ہر بیان پر اسرار طور پر لیبارٹری سے غائب ہو گیا! اس سے تین ہی دن قبل کالج کے سائنس کے طلباء ہماری لیبارٹری پر دیکھنے آئے تھے!... ہمارا خیال انہیں کی طرف گیا!... لیکن جب غائب ہونے کے چوتے ہی دن جیل صاحب اور نیلے پرندے کی کہانی مشہور ہوئی تو میں نے شوکت صاحب کو بتایا۔ ایک دن سجاد بھی لیبارٹری میں آیا تھا! پھر اسی شام کو ہماری لیبارٹری میں تین مردہ پرندے پائے گئے اور بالکل اسی قسم کے تھے جس قسم کے پرندے کا تذکرہ اخبلاد میں کیا گیا تھا! ہم نے انہیں آگ میں جلا کر راکھ کر زیادہ پھر یہ بات واضح ہو گئی کہ سجاد یہ جرم شوکت صاحب کے سر تھوپنا چاہتا ہے!

دوسری شام کی نامعلوم آدی نے مجھ پر گولی چالائی! میں بال بال بچا! شوکت صاحب نے مجھے مشورہ دیا کہ میں کسی محفوظ مقام پر چلا جاؤں تاکہ وہ اطمینان سے سجاد کے خلاف ثبوت فراہم کر سکھیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ مجھ پر سجاد ہی نے حملہ کیا تھا! سچن اس لئے کہ میں کسی سے یہ کہنے کے لئے زندہ نہ رہوں کہ سجاد بھی کبھی لیبارٹری میں آیا تھا! وہ جراشیم دکھائے گئے تھے!

”بکواس ہے! سجاد چینا!“ میں کبھی لیبارٹری میں نہیں گیا تھا!“

”تم خاموش رہو! فیاض اسے خاموش رکھو!“ عمران نے کہا پھر سلیم سے بولا ”بیان جاری رہے۔“ سلیم چند لمحے خاموش رہ کر بولا ”شوکت صاحب نے سچن میری زندگی کی حفاظت کے خیال سے مجھ پر چوری کا الزام لگایا گر فرار کر دیا!... لیکن سجاد نے میرا وہاں بھی پہنچا۔“

چھوڑا... ایک انگریز لڑکی وہاں پہنچی، جو غالباً سجاد ہی کی بھیجی ہوئی تھی اور مجھے خواہ غصہ

تھے... بتاؤ... بولو... جواب دوا!

وفدائی سجاد کے چہرے پر زردی پھیل گئی! پیشانی پر سینے کی بوندیں پھوٹ آئیں۔ آنکھیں آہستہ
آہستہ بند ہونے لگیں اور پھر فدائی اس کی گردن ایک طرف؛ حلقہ گئی وہ بے ہوش ہو گیا تھا!

۱۸

ای شام کو عمران روشنی اور فیاض را مل ہو تھیں میں چائے پی رہے تھے! فیاض کا یہہ داترا ہوا تھا
اور عمران کہہ رہا تھا! ”مجھے اسی وقت یقین آگیا تھا کہ سلیم شوکت سے خائف نہیں ہے جب اس
نے میل سے نکلے کے بعد جادید مرزا کی کوئی خوشی کا رخ کیا تھا!

”مگر ایندھن کے گوام سے کیا برآمد ہوا ہے؟“ روشنی نے کہا ”تم نے وہ بات“ اسی چھوڑ
دی تھی....“

”وہاں سے ایک مرتبان برآمد ہوا ہے، جس میں جرا شیم ہیں!... اور نینے... نینے پرندوں
کا ایک ڈھیر بڑے تین پرندے... گوند کی ایک بوتل! اور انجکشن کی تین نیزیں... اکی
سمجھیں!... وہ حقیقتاً پرندہ نہیں تھا جسے جمیل نے اپنی گردن سے کھینچ کر لٹھ لیا تھا باہر پہنچا
تھا!... بلکہ رہب کا پرندہ جس پر گوندھ سے نیلے رنگ کے پرچکاے گئے تھے! اس نے پیٹے میں
وہ سیال مادہ بھرا گیا تھا جس میں جرا شیم تھے! پرندے کی پوچھ کی جگہ انجکشن اکا۔ ان عوحل
سوئی فٹ کی گئی تھی!... پہلے جمیل پر باہر سے کھڑکی کے ذریعے ایک پرندہ ہی پہنچ کا آیا تھا جو
اس کے شانے سے نکلا کر اڑا گیا تھا۔ پھر وہ نعلیٰ پرندہ پھیکا گیا! جس نیں لگی ہوئی مولی اس کی
گردن میں پیوست ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ وہ بد جو اس سے کھینچ کر کھا ہو گیا! پھر اس نے اسے پڑا ہو کا بادا
پڑنے سے سیال مادہ سوئی کے راستے اس کی گردن میں داخل ہو گیا ہو گا! پھر اس نے
بوکلاہٹ میں اسے کھینچ کر کھڑکی کے باہر پھیک دیا! پہلے نیلے رنگ کا ایک پرندہ اس نے شانے
سے نکلا کر اڑا چکا تھا۔ اس نے اسے بھی پرندہ ہی سمجھا!... اور جکپٹی رات...
واہ... وہ بھی عجیب اتفاق ہامیں جمیل کی کوئی میں گھسا۔ سیدہ کو کلوروفارم سے ذریعہ تری
ہوش کر کے اس کے چہرے پر اپنی ایک ایجاد آزمائی ہے میک اپ کے سلسلے میں اس نے زیادہ تر
دینے کا خیال رکھتا ہوں! پھر کلوروفارم کا اثر زائل ہونے کا منتظر ہا یہ سب میں نے اس نے کیا
تھا کہ گھروالوں پر اس کا رد عمل دیکھ سکوں! خاص طور سے سجاد کی طرف خیال بھی نہیں تھا
جیسے ہی میں نے محسوس کیا کہ اب کلوروفارم کا اثر زائل ہو رہا ہے۔ میں نے اس کے بازو میں

سوئی چھوٹی اور مسیری کے نیچے گھس گیا!... پھر بہنگاہ بربا ہو گیا! سجاد ہی سب سے زیادہ
بڑھاں نظر آرہا تھا۔ ظاہر ہے کہ اسے بھی کوئی اہمیت نہیں دی جا سکتی تھی کیونکہ سعیدہ اس کی
بنی ہی خبری!... لیکن جب میں نے اسے گھروالوں کو دیں چھوڑ کر ایک طرف بھائی سے تو یکھا تو
تم خود سوچو فیاض! بھلا اس وقت ایندھن کے گوام میں جانے کی کیا سماں تھی! ابھر حال سجاد
میں نے بے خبری میں میرے اپنے خلاف ثبوت ہم پہنچاے! اور اصل اس کی شاہت ہی آگئی
تھی! اور نہ ان چیزوں کو رکھ چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی!

”اچھا یا وہ تو سب نہیک ہے!“ فیاض نے ایک طویل انگڑائی لے کر کہا ”وہ تمہارا شناختی کا رد“
”یہ حقیقت ہے کہ میں تمہارا آفسر ہوں! میرا تعلق برادر راست ہو، مذپور نہیں سے ہے!
اور ہوم بیگ نزی سر سلطان نے میرا تقرر کیا ہے... لیکن خبردار... خبردار... اس کا علم
ڈیڑی کو نہ ہونے پائے ورنہ تمہاری منی پلید کر دوں گا سمجھے...!“

فیاض کا چہرہ لٹک گیا! اس کے لئے یہ نئی دریافت بڑی تکلیف دہ تھی!

”تم نے مجھے بھی آن ٹک اس سے بے خبر کھا!“ روشنی نے جملائے ہوئے لمحے میں کہا۔

”اے کس کی باتوں میں آئی ہو روشنی ڈیڑا!“ عمران بر اسمانہ بنا کر بولا ”یہ عمران بول رہا
ہے... عمران جس نے بچ بولنا سیکھا ہی نہیں!... میں تو فیاض کو گھس رہا تھا!“
فیاض کے چہرے پر اب بھی بے یقینی پڑھی جا سکتی تھی!

عمران سیریز نمبر 7

(۱)

تیمور اینڈ بار ملے کا آفس پوری عمارت میں پھیلا ہوا تھا!... اس فرم کے عادوہ اس عمارت میں اور کسی کا کاروبار نہیں تھا!... اسی بنابریہ عمارت کو برائیشن کے نام سے مشہور ہو گئی تھی! دیسے اس کا نام کچھ اور تھا!

تیمور اینڈ بار ملے کی فرم سانپ کی کھالوں کی تجارت کرتی تھی!... کاروبار بہت بڑا تھا۔ دفتر میں درجنوں کلرک تھے مختلف شعبوں کے مخبر الگ الگ تھے اور ان کی تعداد بارہ سے کسی طرح کم نہیں تھی!... تین درجن شکاری تھے!... جن کے ذمے سانپوں کی فراہمی کا کام تھا!... لیکن یہ سپیرے نہیں تھے.... اور نہ اس کے قابل تھے کہ میں سن کر سانپ جھونٹنے لگتے ہیں! یہ تعلیم یافتہ لوگ تھے اور سانپوں کے شکار کے سلسلے میں ان کا طریقہ کار سائنسیک ہوتا تھا! انہیں بڑی بڑی تخفیفیں ملتی تھیں اور ان کی ظاہری حالت دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ ان کا پیش اتنا حیر اور گندہ ہو گا!

کو برائیشن کا ہال فرم کا شوروم تھا! یہاں نہ صرف صد ہاتھم کے سانپوں کی کھالیں، موجود تھیں بلکہ مختلف اقسام سے تعلق رکھنے والے زندہ سانپ بھی کثیر تعداد میں تھے! یعنی میں دو دن یہ شوروم پبلک میوزم بن جایا کرتا تھا! یعنی بیٹھتے میں دو دن ہر آدمی کسی روک کے بغیر ہبھاں جاسکتا تھا!—!

آج اتوار تھا.... اور کو برائیشن کے اس ہرے ہال میں تل رکھنے کی بھی جگہ نہیں تھی!... آج کچھ غیر ملکی سانپ نمائش کے لئے رکھے گئے تھے جن میں جنوبی امریکہ کے جارا کاکا.... اور افریقہ کے بلیک مومنا بھی تھے!

سانپوں کے شکاری

(مکمل ناول)

راضیہ صرف انہیں دو اقسام کے سانپ دیکھنے کے لئے بیہاں آئی تھی ورنہ اور سب تو اس کے دیکھنے ہوئے تھے!... اسے سانپ بہت اچھے لگتے تھے!... اس کے پاس صد ہاتھ کے سانپوں کی تصویریں تھیں اور اس کے ذہن پر بھی سانپ مسلط تھے! وہ جب بھی آنکھیں بند کرتی اسے بیک وقت بڑا دوسنے کے لئے پلٹ پر لیتھی تو غنوگی کے عالم میں اسے ایسا محسوس ہوتا تھی اس کے سارے جسم پر مختدے مختدے سانپ ریگنے پر رہ رہے ہوں! لیکن اسے اسے وحشت نہیں ہوتی تھی! بلکہ وہ ایک عجیب قسم کی آسودگی اور طمانتی محسوس کرتی!... اس پر خود اسے بھی جرم تھی۔

وہ کافی دیر تک کوہرا مینشن کے شوروم میں رہی... وہ اتنی محظی کہ اسے پانچ بجے کی بھی خبر نہ ہوئی! حالانکہ یہ وقت اس کی زندگی میں بہت ابہیت رکھتا تھا!... وہ جہاں کہیں بھی ہو روزانہ نیک پانچ بجے شام کو اس کا ارشاد کا برٹاؤ تھا! وہ اسے ایک پڑتی تھی!... رات اسے وہیں بہر کرنی پڑتی تھی!

بوڑھا ارشاد اس کا دادا تھا... کروزوں کی دولت کا مالک! اس کے تین بیٹے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی ارشاد منزل میں قدم نہیں رکھ سکتا تھا!... تھی کہ خود راضیہ کا باپ بھی نہیں ان کا نیب بہت بڑا تھا!... لیکن راضیہ کے علاوہ اوز کوئی بھی بوڑھے ارشاد سے قریب نہیں تھا!... ارشاد اسے بہت پنڈ کرتا تھا!... اور وہ اس کے معاملات میں بہت زیادہ دخیل تھی!... لیکن یہ دیونی اسے بھی بہت کھلتی تھی!... خواہ کچھ ہو اس کا پانچ بجے شام کو بوڑھے ارشاد کے پاس پہنچنا بہت ضروری تھا!

آن وہ سارے حصے پانچ بجے پہنچی! ارشاد جھنجھلایا ہوا تھا! اسے دیکھتے ہی برس پڑا!... "میں نے ابھی تک چائے نہیں پی!" وہ غریباً! "تم جانتی ہو کہ میں نیک سو اپنے بجے چائے پیتا ہوں اور تم ہے حال میں میرے ساتھ ہوئی ہو..."

"جی... بادو، میری... ایک سینیلی...!"

"سینیلی...! مجھ سے زیادہ تھی...!"

"جی... وہ... دیکھئے!..."

"کچھ نہیں...! جاؤ... اب بیہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے...!" ارشاد نے کہا لیکن لجھ میں تحکم کی بجائے شکوئے کا ساند از تھا!

"دادا جان... آپ تو سمجھتے نہیں... وہ میری... سینیلی!"

"میں نے ابھی چائے نہیں پی....!"
 "تو میں منگواتی ہوں چائے...!" راضیہ کرے سے چلی گئی!...
 ارشاد کی عمر اسی سے کم نہیں تھی! ادبلا پتلا پلپی جسم کا آدمی تھا!... چہرے پر بیٹھا گھری جھریاں تھیں!... لیکن وہ روزانہ شیو کرنے کا عادی تھا!...
 لوگ اسے جھکی سمجھتے تھے!... ارشاد منزل میں وہ تھا!... کہنے کے دوسرا افراہ شہر کے مختلف حصوں میں مقیم تھے!... ان کا کفیل ارشاد ہی تھا! لیکن انہیں ارشاد منزل میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی!... اس کی وجہ خود ان لوگوں کو بھی نہیں معلوم تھی۔
 ارشاد منزل ایک بہت بڑی عمارت تھی اور شاہک شہر کی خوبصورت ترین عمارتوں میں اس کا شمار ہوتا تھا! اپاں ایک دو نہیں بلکہ پورے پندرہ عدد نوکروں کی فوج رہتی تھی!... لا تعداد پالتو پرندے تھے!... درجنوں بلیاں تھیں!... اور اتنے ہی خرگوش اور کبھی کبھی راضیہ یہ سمجھتے تھی کہ وہ بھی انہیں پالتو جانوروں میں سے ہے! اس خیال کا محرك ارشاد کا برٹاؤ تھا! وہ اسے ایک نہیں سی بھی سمجھتا تھا اور اسے اپنی مرضی کا پابند بنائے رکھتا چاہتا تھا!... اس کی ذرا را اسی باتوں کی نوٹے میں رہتا!... اور اس وقت تو راضیہ کو کچھ بچ غصہ آ جاتا، جب وہ اس کا دو بیٹی بیک نوٹے لے گتا!

اسے کھول کر اس میں رکھی ہوئی چیزیں الٹ پلٹ ڈالتا۔
 اس وقت بھی وہ ہمیں حرکت کر رہا تھا راضیہ چائے کے لئے اس کے کرے سے چلی گئی تھی!
 اور وہ نیز سے اس کا دو بیٹی بیک اٹھا کر اپنے زانوپر رکھے اسے کھول رہا تھا۔
 اچاک اس کے منہ سے ایک ہلکی سی چیز ٹھلی اور وہ دو بیٹی بیک کو پرے جھٹک کر کری سمیت دوسری طرف الٹ گیا!...
 دو بیٹی بیک سے ایک چھوٹا سا سانپ نکل کر فرش پر لہریں لے رہا تھا!...
 بوڑھا ارشاد بڑی پھرتی سے فرش سے اٹھا!... لیکن نہ تو اس نے شور چلایا اور نہ کسی کو اپنی مدد کے لئے آواز دی!...
 سانپ کی رفتار میں سرعت نہیں تھی! وہ آہستہ آہستہ فرش پر ریگ رہا تھا!... ارشاد نے اپنی واک گل اسک سے چہ آسانی اس کا سر چکل دیا! تھوڑی دیر بعد وہ پھر بہت اطمینان سے اسی کری پر بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا!... راضیہ کا دو بیٹی بیک اس نے وہیں رکھ دیا تھا جہاں سے اٹھا چکا!...
 تقریباً اس منٹ بعد راضیہ خود تھی چائے کی ٹرے اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے کرے میں داخل ہوتی!...
 ارشاد نے اپنی کرسی میز کی طرف کھکھائی!... اچاک راضیہ کی نظر مردہ سانپ پر پڑی!...

وہ چائے کی ٹرے میز پر رکھ چکی تھی!
”اے... یہ سانپ!“
بوزھا اسے گھوننے لگا... لیکن راضیہ کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے...
”یہ بیہاں!“

”پھر! پھر اسے کھاں ہونا چاہئے تھا!“ ارشاد نے آہستہ سے پوچھا!
”میں کیا جانوں... میرا مطلب یہ ہے کہ... یہ بیہاں کرے میں تھا...!“
”میں نے اسے مار دالا...!“ ارشاد اس کا چھرہ غور سے دیکھتا ہوا بولا!
”مگر یہ بیہاں کیسے آیا...!“

”تم لای تھیں!“ ارشاد بدستور اس کے چہرے پر نظر جائے رہ۔ راضیہ بننے لگی!... لیکن
ارشاد کی سخیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔
”میں اسے اپرٹ میں رکھوں گی! یہ کتنا خوش رنگ ہے...!“
راضیہ نے ارشاد کے لئے چائے اندازیت ہوئے کھا!

دونوں تھوڑی دیر تک خاموشی سے چائے پینے رہے، پھر ارشاد نے کہا!
”تم مجھ سے ٹنگ آگئی ہو!... کیوں؟“
”نہیں تو... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!“
”میں... میں محوس کر رہا ہوں!“

”اس معاملے میں، میں آپ سے لڑاؤں گی! آخر آپ کس بناء پر ایسا کہہ رہے ہیں!
”اس لئے کہ میں یعنی تم پر ظلم کرتا ہوں!...“
”میں تو ایسا نہیں تھیں! آخر آج آپ یہ جگڑا کیوں لے بیٹھے ہیں!“
”ضرور تا۔! آخر میری ذرا سی غفلت مجھے موت کے گھاث اتار دیتی... یہ سانپ
تمہارے دینی بیک میں تھا۔!“

”نہیں!“ راضیہ بوکھلا کر کھڑی ہو گئی!
”بیٹھ جاؤ... یہ حقیقت ہے!... یہ واقعی ایک نازیبا بات ہے کہ میں تمہارے دینی بیک
میں ہاتھ ڈال دیا کرتا ہوں۔!“

”اے... دادا جان... خدا کی قسم! میرے فرشتوں کو بھی... علم نہیں!
راضیہ کا چہرہ زرد ہو گیا تھا اور اس کا سینہ دھونکنی کی طرح چھول اور پچک رہا تھا! وہ بار بار
اپنے خشک ہوتزوں پر زبان پھیبر رہی تھی!

”بیٹھ جاؤ... چائے پینو!“ ارشاد نے نرم لہجے میں کہا۔
راضیہ بیٹھ گئی!... لیکن اس کا سارا جسم کاپ رہا تھا!... ارشاد نے ایک بار پھر اسے غور
سے دیکھ کر پوچھا! ”یہ سانپ تمہارے دینی بیک میں کس نے رکھا ہوا گا!“
”میں... میں... اس کے متعلق کچھ نہیں جانتی... لیکن...!“
”ہاں... لیکن کیا...!“
”اگھی میں نے... آپ سے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تھی...!“
”کیا؟“
”میں کسی سکھی کے گھر نہیں گئی تھی... بلکہ میں تیو ایڈ بارٹل کے شوروم سے سیدھی
بیٹھی آئی ہوں!“
”وہاں تم کیوں گئی تھیں؟“
”مم... مجھے سانپوں سے دلچسپی ہے...!“
”میں جانتا ہوں!“
”گھر سے جب میں چلی ہوں تو... مجھے یقین ہے کہ دینی بیک میں سانپ نہیں تھا...!
کیونکہ میں نے راستے میں بھی ایک جگہ اسے کھولا تھا!“
”شوروم میں تمہارے ساتھ اور کون تھا!“
”کوئی بھی نہیں! میں تھا گئی تھی! مجھے اطلاع می تھی کہ وہاں آج دو بالکل نئی قسم کے
سانپ نماش کے لئے رکھے جائیں گے!“
ارشاد تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا... پھر بولا۔ ”میری اس بڑی عادت سے بھی واقف
ہوں گے کہ میں تمہارے دینی بیک کھول کر دیکھا کرتا ہوں!“
”نج... جی... ہاں...!“
”تم نے شکایتیں... لوگوں سے تذکرہ کیا ہوا گا...!“
”اوہ... وہ... دیکھئے...!“
”میں برائیں مانتا... صرف یہ جانتا چاہتا ہوں کہ کچھ لوگ اس سے واقف ہیں یا نہیں!“
”صرف گھر والے...“
”گھر سے مراد صرف تمہارا گھر ہے تا... یا جو دا اور اجاد کے گھر والے بھی جانتے ہیں!“
”جی ہاں انہیں بھی علم ہے!“
ارشاد ایک طویل سانس لے کر کری کی پشت سے نکل گیا!...

وہ چھت کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کے چہرے کی جھریاں کچھ اور زیادہ گہری معلوم ہونے لگی تھیں!

"دادا جان آپ یقین کیجئے...!"

"میں یہ نہیں کہتا کہ یہ حرکت تمہاری ہے...!" بوڑھے ارشاد نے آہستہ سے کہا۔

"آپ نے یہ کیوں پوچھا تھا کہ دنیشی یگ کے متعلق کون کون جانتا ہے...!"

"میں پھر بھی کہتا ہوں کہ یہ حرکت تمہاری نہیں ہو سکتی..."

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ خاندان کے کسی دوسرے فرد پر شہر کر رہے ہیں!"

"کیوں نہ کروں...! کیا آدمی کی وقعت دولت سے زیادہ ہوتی ہے...!"

"اوہ! یک بیک راضیہ کا چہرہ سرخ ہو گیا!" بت تو یہ حرکت میری بھی ہو سکتی ہے!"

"نہیں تم ایسا نہیں کر سکتیں مجھے یقین ہے...!"

"اسی لئے آپ خاندان والوں کو یہاں نہیں رکھتے!" راضیہ نے پوچھا! اس کے لمحہ میں تنہی تھی اور چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے یک بیک غصہ آگیا ہے!

"ہاں اس کی وجہ بھی ہے!"

"پھر آپ کو مجھ پر اتنا اعتماد کیوں ہے!"

"بس یوں نہیں...!"

"نہ ہونا چاہیے!... اب میں یہاں بکھی نہ آؤں گی! کبھی نہیں! میں گر بجویٹ ہوں اور اپنی روزی خود کما سکتی ہوں!"

"میں اسی لئے تمہیں پسند کرتا ہوں! اسی لئے مجھے تم پر اعتماد ہے!" بوڑھا ارشاد مسکرا کر بولا۔ "تم میری خوشامد نہیں کرتیں!... صاف گوئی سے کام لیتی ہو!..."

"لیکن میں اسے برداشت نہیں کر سکتی کہ آپ والد صاحب پر کسی قسم کا شہر کریں!"

"اس سے میری اپنی پسند پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔"

"بہر حال آپ کھلے ہوئے الفاظ میں والد صاحب پر اپنا شہر ظاہر کر رہے ہیں!"

ارشد کچھ نہیں بولا!... وہ خاموشی سے چائے پی رہا تھا اور راضیہ کی چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی!... اس نے ابھی تک ایک گھونٹ نہیں پیا تھا۔

ارشد خیالات میں کھوبیا ہوا تھا۔ اس نے اس کی طرف دھیان نہ دیا!...

"پھر اب میری یہاں کیا ضرورت ہے!" راضیہ اٹھتی ہوئی بولی۔ "کیونکہ سانپ کے پنج سپوں لئے کھلاتے ہیں! والد صاحب اگر آپ کو ختم کر کے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اس میں

میرا بھی حصہ ہو گا... اور دولت کے متعلق بھی آپ ہی انہمار خیال فرمائے چکے ہیں!"

"تم ہر بات میں میری ماں سے مشابہ ہو!" ارشاد نے اس کے ہاتھ پر رہا تھا رکھ کر آگے کی طرف چھٹے ہوئے کہا۔ "وہی صورت خل... وہی انداز گفتگو ویسا ہی مزاج... پھر بتاؤ... مگر تم کیا جانو... یہ بات تمہارے والدین کے علم میں بھی نہیں ہے کوئی نہیں جانتا... سوائے میرے...!"

"کوئی بات...!"

"لیکن میں تمہیں ضرور بتاؤں گا مجھے تم پر اب بھی اعتماد ہے!"

راضیہ حرث سے اسے دیکھتی رہی۔

"اوہ... میرے ساتھ! بوڑھا ارشاد اٹھتا ہوا بولا۔ "میں تمہیں کچھ دکھانا چاہتا ہوں!"

وہ اسے عمارت کے ایک حصے میں لا یا جہاں کے مقفل کر کوں میں کسی کا گذر نہیں ہوتا تھا، خود راضیہ بھی نہیں جانتی تھی کہ ان میں کیا ہے اور وہ مقفل کیوں رکھے جاتے ہیں۔

ارشد نے ایک کمرے کا قفل کھول کر دروازے کو دھکا دیا!... کمرے میں تاریکی تھی! دروازہ ٹھلتے ہی راضیہ نے کچھ اس قسم کی بو محسوس کی جیسے وہ کمرہ سالہاں سال سے تازہ ہوا سے محروم رہا ہو!... اسی بو میں چکاؤڑوں کے بیٹ کی بدبو بھی شامل تھی۔

توہڑی دیر بعد جب اس کی آنکھیں اندر ہیرے کی عادی ہو گئیں تو اس نے دیکھا کہ کمرے کا فرش گر دنے آئنا ہوا ہے اور دیواروں پر بھی گرد کی کافی موٹی موجود ہے! یہاں اسے کسی قسم کا سامان نظر نہیں آیا... البتہ سامنے ہی دیوار پر ایک بڑا سفریم آویزاں تھا اور اس کے شیشے پر اتنی گرد جی ہوئی تھی کہ وہ بالکل تاریک ہو کر رہ گیا تھا۔

پھر اس نے ارشاد کو شیشے کی گرد صاف کرتے دیکھا!... اس فریم میں ایک تصویر تھی!... لیکن اس کمرے میں اسے اپنے باپ نو شاد کی تصویر دیکھ کر بڑی حرث ہوئی! آخر وہ اس تیرہ و تار کر کرے میں کیوں لگائی گئی!

"یہ کون ہے!" ارشاد نے راضیہ کی طرف مڑ کر پوچھا!

"آخر اس سے آپ کا مقدمہ کیا ہے!" راضیہ نے اکتھا ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ کس کی تصویر ہے!" ارشاد نے پھر پوچھا۔

"اب کیا میں والد صاحب کو بھی نہ پہچانوں گی!" راضیہ نے بے دلی سے کہا۔

"خوب غور سے دیکھو...!"

"دیکھ رہی ہوں!....؟ تو پھر کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ والد صاحب کی تصویر نہیں ہے!"

”میں نہیں ڈرولے گی!... مجھے بتائیے...!“
 ”اچھا...!“ ارشاد نے کمرے کے ایک گوشے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا!
 راضیہ وہیں کھڑی رہی!... گوشے میں پہنچ کر ارشاد نے فرش کی گرد صاف کی اور پھر
 راضیہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس نے کسی صدوق کا ذہن انھیا ہوا!... فرش میں ایک چوکر سی
 خلا نظر آرہی تھی، جس کارتبہ ایک مرربعہ فٹ سے زیادہ نرہا ہو گا!... ارشاد نے بھک کر اس
 خلائی میں نارجی کی روشنی ڈالی... اور چند لمحے اسی حالت میں رہا پھر راضیہ کی طرف مز لر بولا۔

”آؤ... ڈرو نہیں!...!“

راضیہ لامکھڑاتے ہوئے قدموں سے آگے بڑھی۔ بوڑھے ارشاد کے رویے سے بچ گئی
 خوفزدہ کر دیا تھا!

”آؤ... دیکھو یہ ایک خانہ ہے...!“

راضیہ دوزانویں کر خلاء میں بھاگنے لگی!... وہ چند لمحوں تک آنکھیں چلتی رہی لیکن اس
 کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا... نارجی کی روشنی کافی گہرائی میں کسی الگی چیز پر پڑنے تھی! جو بذات
 خود غیر واضح تھی... لیکن پھر جلد ہی اس کے سارے پرے پر پیشہ پہنوت آئی... اور حق
 نشک ہونے لگا...! جس چیز پر نارجی کی روشنی پر رہی تھی وہ کسی آدمی کی بذریوں کا ذہن پر تھا۔
 ”دیکھ چکیں...!“ دھنعتار شاد نے پوچھا... راضیہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی آواز بہت
 دور سے آئی ہو...!“

”جی ہاں!“ اس نے مردہ سی آواز میں جواب دیا۔
 ”کیا دیکھا...!“

”ہم... ہمیں... کا ذہن پر!“ راضیہ تھوک ٹکل کر بولی:
 ”ٹھیک بس آؤ...“ ارشاد... اسے ایک طرف بنا کر سوران کا ذہن بند کرتا ہوا بولا!
 ہوزی دیر بعد وہ کمرے کے باہر آگئے۔ ارشاد نے اسے مقفل کیا... اور وہ پھر رہائشی حصے کی
 طرف پلت آئے۔

راضیہ کا پھرہ زرد ہو گیا تھا... اور آنکھوں میں دھشت نظر آنے لگی تھی دنوں کافی دیر
 تک خاموش بیٹھے رہے۔ بوڑھا ارشاد خیالات میں کھویا ہوا تھا!... زرد رنگ کے ذہنیے ذہانے
 لبادے میں اس کا چھوٹا سا جبریا یا ہوا پھرہ انتہائی پر اسوار معلوم ہو رہا تھا!...
 ”میں جو کچھ بھی کہنے جا رہا ہوں، وہ ہمیشہ تمہاری ہی ذات تک محدود رہے گا!“ اس نے کچھ
 دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”ہاں میں بھی کہتا چاہتا ہوں!“ ارشاد مسکرا کر بولا۔!
 ”تب پھر مجھے سمجھنا چاہئے کہ آج آپ مجھے چڑانے پر حل گئے ہیں!“
 ”نہیں تھی بچی!“ ارشاد نے سنجیدگی سے کہا۔ ”یہ نوشاد نہیں ہے!... یہ میرے ایک پچا
 کی تصویر ہے... اور میرے تینوں لڑکے نوشاد، جو اور ارجما اس سے مشابہت رکھتے ہیں اور
 تمہارا باپ تو ہو بہوای کی تصویر ہے!“
 راضیہ آگے جھک کر بخور تصویر کی طرف دیکھنے لگی!... اس کے پھرے پر جھٹت لے آثار
 تھے... اگر صاحب تصویر کے جسم پر قدیم وضع کا لباس نہ ہوتا تو وہ اپنے دادا کے بیان پر بھی
 یقین نہ کرتی!... لیکن اب بھی اسے شبہ تھا!... اس کی دانست میں قدیم وضع کا بس اس
 زمانے میں مہیا کرنا دشوار تو نہیں تھا!... کیونکہ وہ اکثر ڈراموں اور فلموں میں دو تین بار ارسال
 قبل کے لباس بھی دیکھے چکی تھی!... وہ چند لمحے خاموش رہی پھر اس نے ارشاد سے آہا۔

”اگر ایں تسلیم بھی کرلوں... تو پھر...!“

”تو پھر... میں ہمیں گاکہ میں اسی مشابہت کی بناء پر اپنے تینوں لڑکوں سے دور ہی دور
 رہنا پسند کرتا ہوں...!“

راضیہ کا اشتیاق بڑھ کیا! اس نے کہا۔ ”میں کچھ نہیں سمجھی!“

”میں ابھی سمجھاتا ہوں!“ ارشاد نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔! وہ دونوں اس
 کمرے سے نکل آئے... ارشاد نے اسے پھر مقفل کر دیا...! پھر ارشاد نے کہا!

”تم ہمیں سمجھوں...!“ نارجی کے بغیر کام نہیں بننے گا... میں نارجی لے کر آتا ہوں...!
 وہ راضیہ کو دیہیں پھوڑ کر چلا گیا!... آج وہ بوڑھا راضیہ کو سدد درجہ پر اسرار معلوم...! باختہ
 قوڑی دیر بعد ارشاد، اپنی آگئی!... اس کے ہاتھ میں نارجی تھی... اس نے براہ کے
 دوسرے کمرے کا قفل کھولا!... اس کمرے میں تاریکی گندگی اور بدبوہی کاران تھا!... لیکن
 راضیہ کو یہاں کچھ بھی نہیں نظر آیا!

ارشاد اس سے کہہ رہا تھا۔ ”تم ہر معاملے میں بالکل اپنی پرداوی ہی کی طرح ہوئے تو قع
 ہے کہ انہیں کی طرح ایک مخصوص کردار کی مالک ہو گی!“

”کیا اب آپ... کوئی بہت ڈراؤنی چیز سامنے لانا چاہتے ہیں!“ راضیہ نے پوچھا:
 ”ہاں... بات کچھ ایسی ہی ہے...!“ میں آج تمہیں سب کچھ بتا دینا چاہتا ہوں... آج راز
 میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا!... لیکن تم اسے ہمیشہ راز ہی رکھو گی! ہمیشہ...! مجھے یقین ہے
 کہ تم اپنی پرداوی ہی کی طرح مخصوص کردار رکھتی ہو!“

”میں وغدہ کرتی ہوں!.... آپ مطمئن رہئے!“ راضیہ کا اشتیاق واضطراب بہت زیادہ بڑھ گیا تھا!

”سنا!.... وہ میرے دادا کی بڑیوں کا ڈھانچہ تھا!“

راضیہ کے ہونٹ ہلے لیکن آواز نہ نکلی، وہ حیرت سے بوڑھے ارشاد کو گھور رہی تھی!

”ای زمین پر آج سے پہنچے سال پیشتر ایک بہت بڑی ٹریبیڈی ہوئی تھی اور وہ آج بھی ایک بہت بڑی ٹریبیڈی ہے!.... صرف پچاس روپیوں کی بات تھی.... میرے خدا.... میں آج بھی یاد کرتا ہوں تو میرے روگئے کھڑے ہو جاتے ہیں!“

”جلدی سے کہہ دالنے.... مجھے اختلاج ہونے لگا ہے!“ راضیہ نے کہا!

بوڑھا چند لمحے خاموش رہا پھر اس نے کہا! ”ابھی تم جس کی تصویر دیکھ چکی ہو!.... اس نے میرے دادا.... یعنی اپنے باپ کو صرف پچاس روپیوں کے لئے قتل کر دیا تھا.... اور وہ لاش آج تک بے گور و کفن پڑی ہے!.... بے گور و کفن.... خدا مجھے اور سب کو معاف کرے.... مجھے میں اتنی بہت نہیں ہے کہ ان بڑیوں کو وہاں سے نکال کر فن کر سکوں.... میرے باپ نے بھی بہت ہار دی تھی۔“ بوڑھا ارشاد خاموش ہو گیا!

”لیکن وہ بڑیاں بے گور و کفن کیوں ہیں!“ راضیہ نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ ”مجھے پورا اقدہ بتائیے!....“

”پچا کو پچاس روپیوں کی ضرورت تھی.... وہ اچھا آدمی نہیں تھا! کسی برے کام میں سرف کرنے کے لئے اسے روپیوں کی ضرورت تھی!.... وہ شراب کے نشے میں تھا.... دادا صاحب نے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ اسے برا بھلا بھی کہا! وہیں دیوار پر ایک تم آویزاں تھا!.... پچانے غصہ میں آکر وہیں اسی آتمر سے ان پر حملہ کر دیا.... پے در پے تین چار والے کے اور وہ دیں ٹھنڈے ہو گئے۔ پھر وہ کمینہ فرار ہو گیا اور اس دن سے آج تک اس کی خبر ہی نہیں ملی.... والد صاحب اور میرے سب سے چھوٹے پچا گھر ہی میں موجود تھے۔ حقیقتی دیر میں وہ وہاں بیٹھے۔ سب کچھ ہو چکا تھا!.... گھر میں اس وقت صرف تین آدمی تھے! میری ماں والد صاحب اور چھوٹے پچا۔ میں موجود نہیں تھا!.... تم یقین جاؤ چالیس سال کی عمر تک مجھے یہ واقعہ نہیں معلوم ہو سکا وجد یہ ہوئی کہ دادا صاحب انہیں ایام میں حج کے لئے جانے والے تھے!.... جب میں گھر آیا تو مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ حج کے لئے چلے گئے! سب بھی جانتے تھے کہ وہ حج کے لئے تھے... گر حقیقت یہ تھی کہ والد صاحب اور چھوٹے پچا نے مل کر ان کی لاش تہہ خانے میں ڈال دی تھی وہ نہیں چاہتے تھے کہ خاندان بدنام ہو۔ کیونکہ ہمارا خاندان صدیوں سے ذی عزت سمجھا جاتا رہا

قا!.... بہر حال کچھ دنوں بعد دادا صاحب کے لئے یہ مشہور کر دیا گیا کہ وہ بہت اللہ شریف میں فوت ہو گئے! رہ گیا گشیدہ پچا کا معاملہ تو اس کی طرف کسی نے دھیان بھی نہ دیا کیونکہ وہ ایک اباش آدمی تھا، ویسے بھی مہینوں گھر میں اس کی شکل نہیں دکھائی دیتی تھی۔“

”لیکن....!“ راضیہ نے تھوک نگل کر کہا۔ ”لاش یو نبی کیوں پڑی رہ گئی....!“

”اوہ.... پھر کسی کی بہت ہی نہیں پڑی کہ وہ اس تھا!.... والد صاحب نے مجھے اس کے متعلق اس وقت بتایا جب میں چالیس برس کا تھا! یعنی آج سے چالیس سال پہلے.... لیکن میں تم سے کیا تاؤں!.... مجھ میں بھی اتنی بہت نہیں ہے کہ تھا!.... میں اتر کر ان بڑیوں ہی کو سپرد خاک کر دوں!“

کچھ دیر کے لئے کمرے پر خاموش مسلط ہو گئی!

پھر بوڑھا بڑلا۔ ”جب تک یہ واقعہ مجھے معلوم نہیں ہوا تھا!.... میں اپنے بچوں پر جان دیتا تھا.... لیکن جب یہ واقعہ معلوم ہوا.... مجھے ان تینوں سے وحشت ہونے لگی! والد صاحب کی زندگی تک وہ میرے ساتھ رہے.... پھر میں نے انہیں الگ کر دیا!....“

”آخر ان کا کیا قصور تھا!“ راضیہ نے پوچھا!

”پچا.... سے مشاہدت کی بناء پر مجھے ان سے وحشت ہوتی ہے.... تمہارا باپ تو خاص طور سے....“

”تو کیا آپ سمجھتے ہیں!.... وہ بھی اس مشاہدت کی بناء پر آپ سے وہی برناہ لریں گے!“ ”میں جانتا ہوں کہ یہ ایک لغو خیال ہے.... مگر میں کیا کروں.... اور اب تو مجھے اور زیادہ مختار ہنپاڑے گا آخر وہ سانپ تمہارا بے وثیقی بیک میں کہاں سے آیا تھا مجھے بتاؤ!....!“

راضیہ کچھ نہ بولی.... اس کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا!.... سالات کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ بھی سوچ سکتی تھی کہ سانپ کسی نے گھر ہی میں رکھا ہوگا! لیکن اسے اچھی طرح یاد قاکہ کہ وہ گھر سے روانہ ہو کر کوبرا میشن جانے سے پہلے ایک ریستوران میں گئی بھی اور وہاں اس نے پف کرنے کے لئے وثیقی بیک بھی کھولا تھا!.... پھر کیا کوبرا میشن میں کسی نے یہ حرکت کی تھی؟.... مگر وہاں تو وہی بیک اس کے ہاتھ ہی میں رہا تھا.... ممکن ہے کسی نے اس کے باوجود بھی ہاتھ کی صفائی دکھائی ہو!.... مگر وہ اس کا باپ یا کوئی پچا ہرگز نہیں ہو سکتا تھا!“

”کیا ہو پئے لگیں!“ ارشاد نے پوچھا۔

”اکی سانپ کے متعلق!....!“

”مت سوچو!.... مجھے یقین ہے کہ یہ حرکت تمہاری نہیں ہو سکتی!“

”ورنہ کیا ہو گا!“... عمران نے اپنے منہ پر سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا!
”میں تمہیں کسی مصیبت میں پھنسا دوں گا...“ تم نے نیلے پرندوں والے معنے میں ایک
بہت بڑا جعل کیا تھا...“
”کیا مطلب....!“

”تم نے ہوم سیکرٹری کا جو سرٹیفیکیٹ دکھایا تھا جعلی تھا!
”آج سمجھے ہو یہ بات!“ عمران نے قبھہ لگایا۔ ”مگر پیدا کے پستان صاحب! تم میں اچھے نہیں
بلاکتے...!“

”چو چھوڑا! میں کسی سے اس کا ذکر نہیں کروں گا....!
”اس طریقے میں تم خود اپنے اوپر ایک احسان عظیم کرو گے!“ عمران نے آہستہ
”آخر تم تیمور اینڈ بارٹے کے متعلق صاف کیوں نہیں بتاتے...!
”صف صاف....! یہ اسی وقت بتا سکوں گا جب مجھے صاف صاف معلوم ہو جائے...
دیے وہ لوگ کوئی غیر قانونی حرکت ضرور کر رہے ہیں!“

”نوعیت ہی بتا رہا!“

”یہاں سے دو کلمہ داستان جیرت نشان نیاض فخر سوار کے بیان کئے جائے ہیں کہ پہلوان
زبردست تھا۔ مار کھانا اس کا ہاتھ سے عمران صابر قران عالیشان کے... اور رونا سر پیٹ
بیب کر رہا!“

”تم گدھے ہو!...“ نیاض جھنجھلا گیا۔

”یہی بات تم نے پہلے کہہ دی ہوتی تو اتنا سر نہ مارتا پر تا!“

”پرسوں...! تیمور اینڈ بارٹے کے شرودم میں تم بھی تھے...“ تم نے دو یادیں منٹ تک
دہاں ارشاد کی پوچھی راضیہ سے گفتگو بھی ٹھیک کیوں؟... کیا میں غلط ہو رہا ہوں!...
انیسہ تمہاری بہن شریا کی دوست ہے!“

”ہاں ہاں! تو پھر?“

”تمہیں اس کا اعتراض ہے کہ وہ تمہیں وہاں لی تھی!“

”قطعی ہے!...!“ عمران نے کہا اور جیب میں چیزوں گم کا پیکٹ ٹلاش کرنے لگا!

”تب پھر تمہیں میرے چند سوالات کا جواب دینا پڑے کا!“

”سوالات لکھ کر لاو...“ پرچہ ڈھائی گھنٹے سے کم نہ ہوتا چاہئے!... سات میں پانچ سوال
خود کی ہوں! فارغ خلی... ارب... کیا کہتے ہیں... اسے خوش قسمی... ار... نہیں...“

”مگر دادا جان! میں اپنے بابا کسی چچا پر بھی شہر نہیں کر سکتی!
”ختم کرو، ان باتوں کو!“ بوڑھا ہاتھ بلا کر بولا! ”میں اپنی بات سے پہلے نہیں رکتا!
”اگر بھی خیال ہے... تو بھر آپ نے ان لوگوں کو الگ کیوں کر دیا ہے!“
”تمہاری منطق اور بحث مجھے تنگ کر ذاتی ہے! میں نے الگ کر دیا... میرے مرضی میرا بوجو
دل چاہے گا۔ کروں گا!...!“

”بہر حال میں اب یہاں نہیں رہوں گی...!“
”کیا!“ بوڑھا۔ آنکھیں نکال کر بولا۔ ”تم مجھے تھا نہیں چھوڑ سکتیں! میں اپنی اوایا میں تمہیں
سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ تم نہیں جا سکتیں!“
راضیہ خاموش بیٹھی رہی! لیکن اس کے چہرے پر بیزاری کے آثار تھے۔

(۲)

کیپشن نیاض نے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا! عمران اپنا سر پیٹنے لگا...! نیاض نے اس کی
پروانہ نہ کی... آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھ پیڑنے اور دانت میں لرزدا۔ تم خواہ خواہ
ایک نہ ایک شوش چھوڑ کر ہمیشہ الگ ہو جاتے ہو!“

”شوش خواہ بجود چھوٹا ہے پیارے نیاض!“ عمران نے سمجھ دی گئی سے کہا۔ ”غائبًا تم تیور اینڈ
بارٹے والی بات کی طرف اشارہ کر رہے ہو...!“ بیٹھ جاؤ... آج میری عقل میں خست درد ہے
اس لئے میں کوئی بسانی محنت نہیں کر سکتا!“

”میرا موزہ بہت خراب ہے!...! اگر تم نے اوٹ پنائک باتیں شروع کیں تو... بیٹھوں گا!“
”میں آج کل طسم ہو شربا کی آٹھویں جلد لکھ رہا ہوں!...! بیٹھو... بیٹھو... میں تمہیں
چند لکڑے کھلاؤں... ار... سناوں گا!...!“

”عمران...!“
”یہ نالی ڈیر سوپر نیاض...!...! یہ لکڑا بڑے غصب کا ہے۔... آنابد نہ مر صع پوش کا
طرف کوہ چھماق کے اور...! یہاں سے دو کلمہ داستان...!... ولد ساتھی نامہ...!... ماصل باقی نہیں
ارے باپ رے...!“

”نیاض نے اٹھ کر اس کا منہ دبادیا...!“ نیاض بڑا بیا...
”تم خواہ خواہ مجھے سے نہ الجھوڑو نہ...!“ نیاض بڑا بیا...!

خا... راضیہ سانپ کے وجود سے لا علمی ظاہر کرتی رہی.... اور یہ خود راضیہ ہی کا بیان ہے کہ بوڑھا اکثر اس کا وہی بیگ کھول کر اس میں رکھی ہوئی چیزیں الٹ پلٹ ڈالا کرتا تھا!“
”بہت اچھی عادت ہے...!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”آن کل کی لڑکیاں نہ جانے کیا الابلا
وہی بیگوں میں لئے پھر تیں!“

”ارشاد کا خیال تھا کہ یہ حرکت اسے مار دالنے کے لئے کی گئی تھی! کس نے کی تھی!... یہ
اب تک نہیں معلوم ہو سکا!“
”سمال ہے یار فیاض... کہیں تمہیں گھاس تو نہیں کھا گئی! ابھی تم کہہ رہے تھے کہ سانپ
راضیہ کے وہی بیگ سے برآمد ہوا تھا!“

”وہ نہیں جانتی کہ سانپ اس کے وہی بیگ میں کیسے پہنچا تھا!“
”پھر میں کیا کروں...!“ عمران اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔ ”میرا دماغ کیوں چاٹ رہے ہوا!
وہ تیور اینڈ بارٹلے کے شوروم میں سانپ دیکھنے کی تھی!... لیکن تم وہاں موجود تھے!
تمہارا وہاں کیا کام تھا...!“

”میں وہاں جھک مار رہا تھا... تم سے مطلب...!“
”تم ابھی پورے حالات سے آگاہ نہیں ہو!“ فیاض نے بر اسامنہ بنا کر کہا۔ ”ورنہ اس طرح
نہ چکتے!“

”تو چکنائیں کر دوتا... میرا...“ عمران لاپرواٹی سے بولا۔
”پرسوں رات راضیہ اپنے کمرے میں سورہی تھی... وہ ارشاد منزل ہی میں رات بسر کرتی
ہے!... اس کے علاوہ ارشاد کے اعزہ میں سے اور کوئی ارشاد منزل میں نہیں پ داخل ہو
سکا!... بہر حال وہیں رہتی ہے۔ اس کی اور ارشاد کی خواب گاہ کے درمیان صرف ایک دیوار
حائل ہے... راضیہ سورہی تھی... اچانک کسی قسم کی تیز آواز نے اسے جگا دیا... اور پھر
”سری جیخ اس نے بیدار ہو جانے پر منی... وہ بلاشبہ ارشاد کی تھی! تقریباً پانچ جھ منٹ تک
”سکھی پر بے ص و حرکت پڑی رہی! ارشاد کے کمرے سے اب کچھ اس قسم کی آوازیں اڑیں
تھیں جیسے کئی آدمی لڑپڑے ہوں... تھوڑی دیر بعد بالکل سننا ہو گیا!...“

”خدا کا شکر ہے!“ عمران آہست سے بڑا بڑا فیاض کی پیشانی پر سلوٹیں ابھریں لیئن وہ عمران
سے اچھے بغیر بولتا رہا... ”راضیہ اللہ کر سید ہی نوکروں کے کوارٹر میں گئی... اور انہیں جگا کر
اپنے ساتھ ارشاد کی خواب گاہ تک لائی جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا!... لیکن خواب گاہ خالی تھی!
ارشاد کے بستر پر بہت ساخون تھا!... پنگ کے نیچے ایک خیبر ملا... وہ بھی خون آکو دھا!

کیا کہتے ہیں... خوشی... خوشی... کے نمبر الگ!“
”جب تم اس سے ملے تھے تو اس کا وہی بیگ اس کے ہاتھ میں تھا یا نہیں!“
”نہیں وہی بیگ تو نہیں تھا! البتہ اس نے اپنے لگلے میں متعدد جھوٹیاں لفکار کھی تھیں!“
”عمران میں تم سے سنجیدگی اختیار کرنے کی اندعا کروں گا!“
”کیا فائدہ!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”اگر میں سنجیدہ ہو گیا تو تم کمرے کے باہر نظر آؤ گے!...
یا پھر اس قابل ندرہ ہو گے کہ نظر آسکو...!“
”میرے سوال کا جواب دو!“ فیاض دانت پیس کر بولا!

”چیقچی!“ عمران نے تشویش آمیز لمحے میں کہا۔ ”ای قسم کی بد احتیاطیوں کی بناء پر دانت کر دو
ہو جاتے ہیں! آنکھوں کے سامنے نیلی پیلی چنگاریاں اڑتی ہیں۔ سر چکراتا ہے... اور عقل کام
نہیں کرتی کہ کس دو اخانے سے رجوع کیا جائے تاکہ ایمان و حرم سے کہہ دینے پر آدمی قیمت
وہاں مل جائے...!“

”اچھا تم بھگتے گے!...“ فیاض اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

”بھگتے ہی کے ذریے میں نے ابھی تک شادی نہیں کی!“
”اس کے وہی بیگ میں سانپ تھا!“ فیاض نے دروازے میں رک کر عمران کی طرف
مڑتے ہوئے کہا۔

”بڑی کم بہت لڑکی معلوم ہوتی ہے!“ عمران نے لاپرواٹی سے کہا۔
”اگر میں لڑکی ہوتا تو میرے وہی بیگ سے کم از کم ایک ہاتھی ضرور برآمد ہوتا... الاما شاء
اللہ...!“

”عمران میں تمہیں آفس میں طلب کر کے تمہیں ان سوالات کے جواب پر مجبور کروں گا!“
”جب تک تم مجھے پوری بات نہیں بتاؤ گے مجھ سے کچھ بھی معلوم نہیں کر سکو گے!“
”فیاض پھر پلٹ آیا... چند لمحے خاموش بیمار ہا... پھر بولا...
”ارشاد سے واقف ہو!...“

”ہاں مشاعروں میں اکثر مکر ارشاد سننے کا اتفاق ہوا ہے!“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔
”میں شہر کے مشہور کروڑ پتی ارشاد کی بات کر رہا ہوں!“ فیاض جھلا گیا!
”تو ایسے بولو نا... ہاں میں نے اس کا نام سنائے... اور اس کی پوچھی راضیہ سے اچھی طرح
واقف ہوں کیونکہ وہ شریا کی دوست ہے!“
”پرسوں اس کے وہی بیگ سے ایک سانپ برآمد ہوا تھا... وہی بیگ ارشاد نے کھووا

بادلے والوں کی غیر قانونی حرکت کا تذکرہ کیا تھا!... راضیہ کہتی ہے کہ شوروم میں جانے سے پہلے سانپ وینٹی بیگ میں نہیں تھا!“
”کہتی ہو گی... مت بور کرو... جاؤ اپنا کام دیکھو!... میں آج کل بہت مشغول ہوں اس وقت میرے پاس طلاق کے بارہ کیس ہیں! ہر کیس میں لم ازم ایک ہزار روپے کی توقع ہے....“

(۳)

تیمور ایڈ بارٹے کا جزل نجیگی تیور اپنے شاندار مکان کی شاندار اسلامی میں بیٹھا پی فرم کے دشکاریوں سے ہم کلام تھا! تیور دراصل اس فرم کا حصہ دار تھا۔ دوسرا حصہ دار بارٹے تھا جو انگریز تھا اور نیادہ تر مندرجہ پارہی رہ کر بیرونی تجارت کی دلکشی بھال کرتا تھا!
تیمور ایک دراز قدم اور قوی ہیکل آدمی تھا! عمر پچاس کے لگ بھگ رہی ہو گی! چیزہا بھی کوشش تھی!

”تم دونوں!“ وہ شکاریوں سے کہہ رہا تھا ”بعض اوقات بہت آگے بڑھ جاتے ہو! میں اسے پنڈ نہیں کرتا!...“

شکاریوں میں سے ایک جو، جوان العمر اور مضبوط ہاتھ تھے والا تھا بولا ”آئے ہے بغیر اگر کام ہل کے تو اس کی ضرورت ہی کیا ہے!...“

”نہیں... اب تم اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرو گے!“ تیمور کے لمحے میں تھی تھی۔
”آپ اپنا الجو درست بیجھے مشر تیور!...“ جوان العمر شکاری نے کہا!

”کیا!...“ تیمور اس طرح چونکا ہیسے اس کے سر پر ہم پھٹا ہو!... چند لمحے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آتے رہے! پھر وہ یک سرخ ہو گیا!...“

”تم مجھ سے اس انداز میں گفتگو کی جوأت کر رہے ہو!“ وہ غریبا!

”ہاں مشر تیور!“ جوان العمر شکاری مسکرا کر بولا ”میں بہت باحوصلہ آدمی ہوں اور میں نہیں بھرا سی کتر حیثیت میں نہیں رہوں گا! ہو سکتا ہے... دس پانچ سال بعد فرم کا نام ہی بل جائے... لوگ اسے طارق تیمور ایڈ بارٹے کے نام سے یاد کرنے لگیں... پہلے تو صرف بارٹے کی فرم تھی... مشر تیور اس کے ایک معمولی ملازم تھے! پھر ایک دن اچانک وہ فرم کے حصہ دار ہو گئے... میں... طارق... آج ایک معمولی شکاری ہوں!... ہو سکتا ہے...“

سرہانے کی چھوٹی میز الٹی پڑی تھی! ادو کریاں الٹ گئی تھیں! غرضیکہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہاں کافی دیر تک کٹکش ہوئی ہے... مگر!... ارشاد کا کہیں پتہ نہ تھا!...“
عمران کچھ نہ بولا! وہ غور سے فیاض کی طرف دیکھ رہا تھا!...“
”ارشاد... اب بھی لاپتہ ہے...“ راضیہ نے بہت کچھ بتایا ہے... حالانکہ خود اپنا وجود بھی شہبے سے بالآخر نہیں رکھا!...“

”اس نے کیا بتایا ہے...!“ عمران نے پوچھا۔
”یہی کہ ارشاد اپنے تینوں لڑکوں کی طرف سے مطمئن نہیں تھا... میں وجہ ان کی علیحدگی کی بھی تھی... راضیہ کے علاوہ اور کوئی ارشاد منزل میں نہیں جا سکتا تھا!“

”اس لڑکی کی پر اسے بہت اعتاد تھا!“
”ہاں! اس کا بیان یہی ہے...!“
”تمہارا کیا خیال ہے...“

”میں ابھی تک کوئی رائے قائم نہیں کر سکا!“
”جس دن تم رائے قائم کرنے کے قابل ہوئے اس دن تمہاری بیوی بالغ ہو جائی!“
”عمران...! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم وہاں کیا کر رہے تھے!“
”کہاں! امامی ذیر فیاض...!“

”تیمور ایڈ بارٹے کے شوروم میں...!“
”عمران یک بیک سنجیدہ ہو گیا! چند لمحے فیاض کو گھورتا رہا پھر بولا۔“ تم مجھ پر کس بات کا شہر کر رہے ہو؟“
”میں فی الحال تم پر کسی قسم کا شہر نہیں کر رہا... صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہارا کیا کر رہے تھے!“

”وہاں قریب قریب ڈیڑھ سو آدمی تھے...“ عمران نے سنجیدگی سے کہا! ”میں ان سے مشورہ کرنے کے بعد تمہارے اس سوال کا جواب دوں گا!“
”فیاض کو پھر غصہ آگیا! اس نے غرا کر کہا۔

”تم سمجھتے ہو شاید میں اس کیس میں تمہاری مدد چاہتا ہوں!“
”نہیں میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم دوسروں کا وقت برداشت کے اپنے خلشت ہو۔“
”تم جھک مار رہے ہو!“ فیاض کری سے اٹھتا ہوا بولا۔ ”راضیہ کے وینٹی بیگ سے برآئے ہونے والے سانپ کی وجہ سے میں نے تم سے ملنا مناسب سمجھا! کیونکہ تم نے ایک بار تیمور ایڈ

"شٹ آپ! " تیور حلق کے بل چینا!

"مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا مسٹر تیور...!" طارق بدستور مسکراتا ہوا بولا!

"طارق بے تنگی باقیں مت کرو!" اس کے ساتھی شکاری نے دبی زبان سے کہا۔

"تم خاموش رہو ناصر...!" طارق نے اس سے کہا!

"میں تمہیں اسی وقت اپنی ملازمت سے بر طرف کر رہا ہوں اور اب تمہاری شکل نہیں دیکھتا

"تیور نے سخت لمحے میں کہا!

"مسٹر تیور جلد بازی اچھی نہیں ہوتی!" طارق نے اپنے گھٹیلے بازوں پر ہاتھ پھیرتے

ہوئے کہا! "انجام پر غور کر لجئے گا!"

تیور اسے پھر گھورنے لگا!

"اس سے کیا مطلب ہے تمہارا...!" اس نے پوچھا!

"ایکس فائیو تھری ناٹین! " طارق آہستہ سے بولا! لیکن وہ براور است تیور کی آنکھوں میں

دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں عجیب قسم کی وحشیانہ چیک تھی۔ دفعتاً تیور کا پھرہ تاریں ہو گیا۔

اور دوسرے شکاری ناصلے نہیں یہ تبدیلی محسوس کر لی۔

"بس مسٹر تیور ہماری آج کی گنتی ختم ہو گئی!" طارق اٹھتا ہوا بولا۔

"آؤ ناصر!" ناصر چپ اٹھ گیا اور وہ دونوں تیور کی اسٹڈی سے باہر آگئے۔ پورچ میں

ایک موڑ سائکل کھڑی تھی! طارق نے اس کی سیٹ پر بیٹھ کر اسے اشارت کیا۔ ناصر کیریڈ

پر بیٹھ چکا تھا! موڑ سائکل فرانے بھرتی ہوئی چاہک سے نکل آئی تھی۔

"طارق یہ کیا تھا! " ناصر نے پوچھا۔

طارق ہلاکا ساقہ پہ لگا کر بولا "اگر اس قسم کے قصے ہر ایک کی سمجھ میں آنے لگتیں تو ہر ایک

تیور اینڈ پارٹی کا حصہ دار ہو جائے! میں اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہوں دوست...!"

"مگر یا اس وقت تو تم نے کمال ہی کر دیا! مگر وہ نمبر کیا تھا.... جسے سنتے ہی وہ بد حواس

ہو گیا تھا!

"سنوا ناصر! ہم دونوں گھرے دوست ہیں! " طارق نے کہا، اور خاموش ہو گیا! ناصر

منتظر تھا کہ وہ کچھ اور بھی کہے گا... لیکن وہ خاموش ہی رہا۔

"میں اس جملے کا مطلب نہیں سمجھا! " ناصر نے کہا!

"اس کا مطلب پھر سمجھاؤں گا.... فی الحال ایک کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے! اس میں

یقیناً تیور کے آدمی ہوں گے! لہذا میں چاہتا ہوں کہ انہیں ایک اچھا سبق دوں!"

ناصر نے مژ کر دیکھا...! حقیقتاً سار کے علاوہ سڑک پر دور تک کوئی کار نظر نہیں آ رہی تھی!

"وہم ہے تمہارا...?" ناصر بڑا لیا!

"وہم نہیں بلکہ موقع...!" طارق نے کہا! "اس گفتگو کے بعد تیور مجھے زندہ دیکھنا پسند نہیں کرے گا... خیر دیکھو...! بھی معلوم ہوا جاتا ہے...!"

دفعتاً طارق نے موڑ سائکل ایک لگلی میں موز دی! دوسری کار بھی اسی لگلی میں مژ گئی۔

"کیوں اب کیا خیال ہے!" طارق نے بلکے سے قبیلے کے ساتھ کہ ساتھ کہا۔

"ٹھیک ہے!" ناصر بڑا لیا۔

"کیا میں تمہیں کہیں اتنا دوں!" طارق نے پوچھا! "وہ لوگ ہمیں رس ملائی نہیں کھلانیں گے!"

"کیا تم مجھے بزدل سمجھتے ہو؟" ناصر نے کہا!

"نہیں پیداے! مطلب یہ تھا کہ تمہیں خطرے سے آگاہ کر دوں! مگر ہمیں یہ ضرور دیکھ لیتا چاہئے کہ یہ کتنے آدمی ہیں!"

ناصر کچھ نہ بولا! طارق موڑ سائکل کو لگلی سے نکال کر دوسری سڑک پر لایا... پھر کہنے گر انٹ کے سامنے اسے روک کر مشین بند کر دی! دوسری کار بھی تھوڑے ہی فاصلے پر رک گئی تھی!....

دونوں اڑ کر کیفے گر انٹ میں داخل ہوئے... اس کا ہال چھوٹا ہی تھا... اور اوپر زچاروں طرف گلبری بنی ہوتی تھی! اس طرح چھوٹی سی جگہ میں زیادہ نشتوں کا انتظام کیا گیا تھا۔

طارق نیچے بیٹھنے کی بجائے اوپر جانے کے لئے زینے طے کرنے لگا! ناصر نے دیکھا کہ چار آدمی کیفے میں داخل ہوئے... اور وہ گھنکیوں سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے!

جب تک کہ طارق اور ناصر اور جا کر بیٹھ نہیں گئے وہ لوگ بھی کھڑے ہی رہے۔ ظاہر ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ چاروں طرف نظر دوڑا کر اپنے لئے کوئی جگہ منتخب کر رہے ہوں۔! طارق اور ناصر گلبری کی جالیوں سے لگ کر اس طرح بیٹھ کر نیچے سے کم از کم ان نے سرخوبی دکھائی دے سکیں! وہ چاروں بھی بیٹھ چکے تھے! لیکن انہوں نے بھی ہمیں جذب منتخب ہی تھی جہاں سے وہ بے آسانی ان پر نظر رکھ سکتے تھے۔

طارق آہستہ پر وہ کھٹکا کر اپنے چہرے کے قریب لارہا تھا.... تھوڑی ہی دیر میں اس کا چہرہ! پردے کے پیچے ہو گیا! لیکن ناصر اب بھی نیچے والوں کو دکھائی دے رہا تھا۔

"ناصر" طارق نے اسے آہستہ سے مخاطب کیا! "زیادہ نہیں! صرف میں منٹ تک انہیں

”میرے خدا....!“ ناصر گڑ بڑا کر بولا! ”تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیں مار دالنے کی فکر میں ہیں!“

”یقیناً!“ طارق نے قہقہہ لگایا ”ورنہ ہم دو خوبصورت تخلیاں تو نہیں کہ وہ ہمارے گھروں کا پہنچانے کے لئے ہمارا تعاقب کر رہے ہیں!“

”اور ہم یکپ ہی کی طرف جائیں گے!“ ناصر نے سوال کیا!

”یقیناً.... ہم وہیں جائیں گے اور اسی سڑک سے گزریں گے جس نے روزانہ گذرتے ہیں!“

”تب تم پاگل ہو گئے ہو!“

”پرواہ نہ کرو.... صرف تین منٹ بعد تم بھی پاگل ہو جاؤ گے!“ یقیناً نہ آئے تو گھر ہی کی طرف دیکھتے رہو!.... اور تمہارے پاگل ہو جانے کی خبر سن رہ تیور پاگل ہوں لی طرح جھوٹنے لگے گا!“

ناصر کچھ نہ بولا! وہ اب اس فکر میں تھا کہ کسی بہانتے فی الحال طارق سے بیچا چھڑا۔ ... لیکن ایسے موقع پر عموماً بہانتے پیدا کرنے کا کوئی پبلو ہی نہیں تھا!.... ناصر کا ذہن اسی میں الجھ کر رہ گیا۔ موڑ سائیکل کی رفتار بذریع تیز ہوتی جا رہی تھی اور اب وہ یکپ ہی کی طرف جانے والی سڑک پر مزدوجی تھی! ناصر کا دل دھڑکنے لگا! اس نے مز کر دیکھا! کار بھی اسی سڑک پر مزدوجی تھی۔ لیکن سڑک کا یہ حصہ سنسان نہیں تھا، کیونکہ ابھی شہری آبادی کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا۔

طارق... سک... سچ!....!“ ناصر ہکلایا۔ ... لیکن اسے اپنی ہکلائیت جاری رکھنے کا موقع نہ مل سکا! کیونکہ دفعتاً ایک بلند آواز کے دھاکے نے اس کے اعصاب کو ساکت کر دیا! چونک پڑنے کی بھی سکت اس میں نہ رہ گئی! پھر اس نے بیک وقت کئی چینیں سینیں! مز کر دیکھا تو.... اسے تھوڑے ہی فاصلے پر آگ کی لپک دکھائی دی! طارق بے تحاشہ ہنس رہا تھا.... اور موڑ سائیکل ہجھائی جا رہی تھی!....!

”اب یہ کل کے اخبار میں دیکھتا کر لکھنے مرے اور کتنے زخمی ہوئے!“ طارق نے کہا۔

”یہ.... گک.... کیا ہوا!....!“ ناصر پھر ہکلایا!

”نامم بم....“

”ای کار میں!....!“

”ہاں میں آؤ ہے گھٹے تک جھک نہیں مارتا رہا تھا....!“

”مگر.... اف.... فوہ....!“ تم نے یہ کیا کیا طارق....!

”میں شکاری ہوں ناصر.... بس اس سے زیادہ اور کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ مگر ان

یہاں روکے رکھو!.... اسی کے بعد پھر تمہیں ایسا تماشا دکھاؤ گا کہ تم دیگر رہ جاؤ گے....!“

”کس طرح روکو! میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا!“

”تم بس اس طرح بیٹھے رہو!.... میں صرف میں منٹ کے لئے باہر جا رہا ہوں!.... یہ دروازہ دیکھ رہے ہو! اس کے زینے باورپی خانے میں جا کر ختم ہوتے ہیں۔ میں اوپر ہی جاؤں گا!.... لیکن نیچے والوں کو یہی معلوم ہونا چاہئے کہ میں یہاں موجود ہوں!.... تم بھی کبھی اس طرح اوپر دیکھتے رہنا چیزے مجھ سے مطابق ہو!“

”تم کہاں جا رہے ہو!“

”لبیں واپس آکر بتاؤں گا!....“

طارق.... گیلری کے زینوں سے دوسرا طرف اتر گی! ناصر بدستور وہیں بیٹھا رہا!.... طارق کے جانے کے بعد چائے بھی آگئی!.... اس وقت ناصر بڑی شاندار اینٹک کر رہا تھا!.... وہ طارق سے عمر میں برا تھا! لیکن قوت میں اس کا لواہ مانتا تھا!.... اس نے اس انداز میں چائے اتنی میلی بھیسے وہ ساتھ ہی ساتھ اپنے مخاطب سے گفتگو بھی کرتا جا رہا ہو۔ ویسے اس کی نظر چائے کی پیالی ہی کی طرف ہو!.... پھر اس نے نیچے بیٹھے ہوئے آدمیوں پر ایک اپنی ہی نظر ڈالی۔ ... وہ چاروں والیں ابھی تک ہاں میں موجود تھے! نہیں منٹ گزرنے لیکن طارق واپس نہیں آیا۔ ... ان کی واپسی ٹھیک آدمی گھنٹے بعد ہوئی اور وہ اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے اسے بہت دوڑتا پڑا ہوا!

”کیا کر آئے....!“ ناصر نے مسکرا کر پوچھا۔

”بس ابھی دیکھ لیتا!.... اور اب اٹھو!....!“

وہ زینے طے کر کے نیچے ہاں میں آئے.... لیکن ان کے انداز سے بھی ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ تعاقب کرنے والوں سے لام ہوں!.... باہر آکر طارق نے پھر موڑ سائیکل سنjalی.... ناصر کیریئر پر بیٹھ گیا اور موڑ سائیکل چل پڑی!....

تقریباً پاندرہ نہیں منٹ تک وہ مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی پھر طارق نے ناصر سے کہا۔

”ذرا گھر ہی تو دیکھو۔ کیا وقت ہوا ہے!“

”سلااچے چھ!“ ناصر نے جواب دیا!

”کاراب بھی ہمارے تعاقب میں ہے!....“

”آخر اس کا مقصد کیا ہے!“ ناصر نے پوچھا!

”انہیں معلوم ہے کہ آج کل شکار ہو رہا ہے اور ہم یہاں سے سیدھے یکپ کی طرف جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے ہمیں ایک سنسان سڑک سے گزرنा ہو گا!“

شکاروں کی کھال تیمور کے کسی کام نہ آئے گی!"

"تم نے انہیں مار ڈالا!...."

"ہاں میرے دوست!" طارق نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ "سانپوں کو پھنس انھانے کی مہلت ہی نہ دینی چاہئے اسکی ہمارا سب سے پہلا سبق ہے!"

"کیا تم ذرر ہے ہو!" طارق نے پھر قبیلہ کیا! اناصر پنچہ نہ بولا! اس کا دماغ کھوپڑی سے ٹکل

کر گویا ہوا میں تیر نے لگا تھا! اس دھماکے کا اثراب بھی اس کے اعصاب پر باقی تھا اور پھر طارق کی باتیں بھی اس دھماکے سے کیا کم تھیں۔

(۲)

آج فیاض کو پھر عمران کی تلاش تھی! لیکن وہ اپنے فلیٹ میں نہیں ملا۔ بہر حال اس نک شپنچے کے لئے فیاض کو اچھی خاصی سراغرانی کرنی پڑی!.... وہ اسے شہر کے ایک گھٹیا سے شراب خانے میں ملا۔ لیکن فیاض یہ نہ معلوم کر سکا کہ عمران وہاں کیا کر رہا تھا! حقیقت تو یہ تھی کہ اس وقت اسے یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی تھی کہ عمران وہاں یوں آیا تھا! ہو سکتا ہے کہ کسی دوسرے موقع پر اسے کھوچ پڑ گئی ہوتی!.... لیکن آج تو خود اس کے ہی ذہن میں انتہائی حیرت انگیز واقعات کے تصورات ابل رہے تھے.... عمران فیاض اور سرگ نی پر دیکھ کر شراب خانے سے اٹھ گیا تھا! لیکن اس وقت اسے فیاض کی آمد گر ان ضرور گذری تھی! عمران نے سڑک پر آکر فیاض کو اشارہ کیا کہ وہ آگے بڑھ جائے! لیکن فیاض اشارہ نہ سمجھ کر اسی کی طرف بڑھتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عمران دوسری طرف مزکر بڑی تیزی سے چلتا ہوا ایک گلی میں گھس گیا!.... بہر حال بات اسی وقت فیاض کی سمجھ میں آئی، جب عمران نظر وہ اور جھل ہو گیا!

اب فیاض بھی آہستہ آہستہ اسی گلی کی طرف جا رہا تھا اور گلی میں داخل ہو کر اس نے اپنی رفتار تیز کر دی! اگر عمران کا کہیں پتہ نہ تھا! فیاض گلی سے گزر کر دوسری سڑک پر پہنچ گیا!.... لیکن.... اب.... اب بھی عمران کہیں نظر نہ آیا! فیاض کو تقریباً ایک یا یہڑھ منٹ تک دہیں کھڑے رہ کر سوچتا پڑا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے!

اچانک اسے ایک ریستو ان کی کھڑکی میں عمران کا چہرہ نظر آیا.... فیاض نے تیزی سے سڑک پار کی اور ریستو ان میں داخل ہو گیا۔

"کیا مصیبت آگئی ہے....!" عمران جھلانے ہوئے لبجھ میں بولا!.... اس کی بحاجت کا مظاہرہ بھی انہائی مھکنے خیز معلوم ہوا کرتا تھا!

"تم بیخو تو.... یقیناً تم اس معاملے میں دلچسپی لو گے!" فیاض نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کیا بے جلدی سے بکو... اور کچھ دنوں کے لئے میرا یچھا جھوڑو!"

"وہ لاکی راضیہ اب ایک نئی کہانی سنارہی ہے....!" فیاض نے کہا "مگر آخر تھا تو اکھڑے اکھڑے سے کیوں ہو!"

"فکر مت کرو!.... میں قلفی کی طرح جما جما سا ہوں.... تمہاری آنکھیں کا قصور ہے...." عمران گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"میں تمہیں صرف پندرہ منٹ دے سکتا ہوں!"

"تب تم جہنم میں جاؤ.... مجھے کچھ نہیں کہنا۔"

"نہیں! تمہیں بہت کچھ کہتا ہے!.... تمہیں یہ بتانا ہے کہ ارشاد اپنے لاکوں سے خائف تھا! اور تمہیں اس تصویر کے متعلق بتانا ہے، جو ارشاد کے بیٹے نوشاد سے مشابہ ہے.... پھر تم مجھے انسانی ہڈیوں کے ایک ڈھانچے کے متعلق بتاؤ گے!...."

"اوہ.... تو راضیہ پہلے ہی بتاچکی ہے....!" فیاض نے مایوسی سے کہا!

"نہیں! اس نے مجھے کچھ بھی نہیں بتایا....!"

"تم اور کیا جانتے ہو؟" فیاض نے پوچھا!

"ظاہر ہے میں اتنا ہی جانتا ہوں گا جتنا مجھے راضیہ نے بتایا ہو گا!....!" عمران نے خشک لبجھ میں کہا! چند لمحے خاموش رہا پھر بولا "لیکن راضیہ کو اس کا کیا علم کہ تم نے ہڈیوں کے اس ڈھانچے کو تھہ خانے سے لکھا لیا ہے!"

"اچھا بھر! فیاض اپنے ہوٹوں پر زبان پھیر کر بولا!

"اور ہڈیوں کے اس ڈھانچے کو دیکھ کر تمہیں بڑی مایوسی ہوئی!.... کیونکہ وہ ہڈیاں ہرگز نہیں تھیں لہتہ تم اس کار مگری کے دل سے قائل ضرور ہو!.... لکڑی کا بخیر بنا کر اس پر سفید پالش کرنا آسان کام نہیں ہے.... کافی محنت صرف ہوئی ہو گی!.... کیوں کیا خیال ہے!"

"تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا؟"

”آج سے دس سال پہلے!

”پھر اب تمہارا کیا خیال ہے؟“ عمران نے پوچھا!

”ظاہر ہے، ایسے حالات میں یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ ارشاد کو کوئی حادثہ پیش آیا ہے!....“

”اور کچھ!.... یہ تو بڑی موٹی سی بات تھی!“ عمران نے کہا ”حالات کو مد نظر رکھ کر ایک ناخواندہ کا نشیل بھی سیکھ سکتا ہے.... مگر تم ملکہ سر اغتر سانی کے پر نہندن ہو!

”تم کیا کہنا چاہتے ہو؟“ فیاض نے پوچھا!

”مجھے الگ ہی رکھو!.... تو بہتر ہے.... ورنہ تم خود ہی کہہ چکے ہو کہ اچھا نہ ہو گا!....“

فیاض کچھ نہ بولا! پھر تھوڑی دیر بعد کہنے لگا! ”معاملہ بہت چیز ہے!.... اگر وہ پھر لکڑی کا نہ ثابت ہوا ہوتا تو کہا جاسکتا تھا کہ وہ اپنے لڑکے نوشاد کو پھنسانا چاہتا ہے!

”بنڈل“

”یا مطلب....“ فیاض اسے گھورنے لگا!

”کچھ نہیں! میں دوسرا بات سوچنے لگا تھا!.... مگر ہاں.... تم.... تم اس معاملے کو چھپا کریں رہے ہو!... میرا خیال ہے کہ سارے واقعات اخبارات میں آجائے چاہیں اور خوب فیاض مری جان! بہترین موقع ہے وہ ذیلی میں کی رپورٹ ہے تا.... مس مونا.... تم ایک بار اس پر مر ٹھے قے.... پھر بعد کی اطلاع مجھے نہیں ہے کہ کیا ہوا تھا!.... خیر بہر حال.... تم اسے فون کر کے اپنے پاس بلاؤ.... اور صرف اس کے اخبار کے لئے ایک رپورٹ مرتب کراؤ!.... پھر دیکھا.... ہائے!.... اوہ بھی تم پر مر ٹھے گی اور میں بعد کی اطلاعات سے محروم ہو جاؤں گا!

”میں فی الحال اس کی پہلی نہیں چاہتا!“ فیاض نے کہا!

”اچھی بات ہے تو پھر میں یہی مس مونا کو مر ٹھے کا چانس دوں گا!“

”تم ایسا نہیں کرو گے!“ فیاض نے سخت لمحہ میں کہا!

”امان لعنت ہے اس پر.... لا حول ولا قوہ۔ مجھے کیا! میں تو تیور اینڈ بارٹلے!....“

”تیور اینڈ بارٹلے والی بات بھی تمہیں بتانی پڑے گی!“ فیاض نے کہا۔

”باتا تو دیا کہ مجھے وہاں نوکری مل گئی ہے!“

”خیر.... پرواہ نہیں!“ فیاض نے لاپرواہی ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا! ”میں تمہیں کامیاب نہیں ہونے دوں گا!....“

”پندرہ منٹ پورے ہو گئے!“ عمران اسے گھڑی دکھاتا ہوا بولا۔ ”لیکن میں ایک منٹ اور دے کر اتنے وقفہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ تم ان واقعات کی تشبیہ کئے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے!

”نہایت آسانی سے جن لوگوں نے تمہے خانے میں جانے کا راستہ بنایا تھا!....؟“

”قطیعی غلط! ان میں سے کوئی بھی نہیں تسلکتا! وہ سب میرے مجھے کے آدمی تھے!“ فیاض نے کہا!

”اور تمہارے مجھے میں سب فرشتے ہیں۔ نہیں نہ تو شراب سے دچپی ہو سکتی ہے اور نہ عورت سے۔ میری سیکریٹری روشنی کو تم کیا سمجھتے ہو! سوپر فیاض!.... اس نے تمہارے ایک آدمی سے سب کچھ معلوم کر لیا ہے.... ہاا.... ہپا!“

فیاض کچھ نہ بولا! لیکن وہ عمران کو برا بر گھورے جا رہا تھا!

”اب رہا اس تصویر کا معاملہ.... تو اس کے متعلق تم مجھے بتاؤ گے!“ عمران نے کہا پھر لکڑی کی طرف دیکھ کر بولا ”صرف پانچ منٹ اور باقی ہیں!“

”میں گھونسہ مار دوں گا!“ فیاض جھنجھلا گیا!

”مگر پانچ منٹ کے اندر ہی اندر....“ عمران نے سمجھ دی گئی سے کہا۔

فیاض مزید کچھ کہے بغیر اٹھ گیا۔ اسے تو قع تھی کہ شاید عمران اسے دے گا!.... لیکن وہ بدستور بیٹھا رہا۔ فیاض دروازے تک جا کر پھر پلٹ آیا!

”میں اب صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر تم نے اس لیس میں دخل اندازی لی تو اچھا نہ ہو گا!“ فیاض نے کہا!

”لخت بھیجا ہوں تمہارے کیس دلیں پر!“ عمران بر اسامنہ بنا کر بولا۔ ”مجھے تیور اینڈ بارٹلے کی فرم میں نوکری مل گئی ہے!“

فیاض میساختہ چوک پڑا!

”نوکری مل گئی ہے!“ اس نے سمجھا تھا دہر لیا۔

”اور کیا ایک نہ ایک دن عقل آہی جاتی ہے!.... میں میں ایک سو پچاس روپے میں گے.... بہت میں اور کیا!....“

فیاض پھر بیٹھ گیا!

”ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا!“ فیاض نے گرامون کے ریکارڈ کی طرح بولنا شروع کر دیا۔

”نوشاد کو جب یہ بتایا گیا کہ وہ اس کے باپ کے کسی پچاکی تصویر ہے تو وہ بے تحاشہ بینے لگا! پھر اس نے بتایا کہ حقیقتاً کی تصویر ہے! جو اس نے قدیم بس میں ایک مصور سے بنوائی تھی! اس نے مصور کا نام اور پتہ بتایا.... اور مصور نے بھی اس کے بیان کی تصدیق کر دی!

”تصویر کب جوانی گئی تھی!“ عمران نے پوچھا!

پسند نہیں کرتی تھی....
مگر یہ نیا اکاؤنٹنٹ اس پر اپنے اکاؤنٹنٹ سے بھی زیادہ بور ثابت ہوا وہ سارا دن سر جھکائے ہندسوں میں غرق رہتا.... اور اس پارٹیشن میں ناپر رائٹر کی "کٹ کٹ" کے علاوہ اور کوئی آواز نہ سنائی دیتی! اپنے اکاؤنٹنٹ کی بکواس جولیا کو گراں گزرتی تھی.... اور اب نے اکاؤنٹنٹ کی حد سے بڑھی ہوئی غاموشی اسے کھلنے لگی تھی--!
کبھی وہ اسے ذہنی طور پر بہت اوپچا آدمی معلوم ہونے لگتا.... اور کبھی بالکل بدھو....! وہ اکثر ناپر رائٹر پر ہاتھ روک کر اسے غور سے دیکھنے لگتی۔

اس وقت بھی وہ کام بند کر کے ہو لے ہوئے اپنی انگلیاں دباری تھی.... اور اس کی نظریں اکاؤنٹنٹ ہی پر تھیں!.... جو کاغذات پر سر جھکائے اوٹگھ رہا تھا.... اکثر وہ چوک کر اس طرح آنکھیں چھلانے لگتا جیسے نیند کو بھگانے کی کوشش کر رہا ہوا دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنے گال میں بہت زور سے چکلی لی.... اور "سی" کر کے ب سور نے لگا! جولیا کو بیساختہ بٹھی آگئی! اس کا تھہہ سن کر اکاؤنٹنٹ چوک پڑا اور پھر اس کے چیرے سے کچھ اس قسم کی جا ب آمیز سرا ایمگی طاہر ہونے لگی، جیسے کسی نے سر بازار اس کے پیپر ریس کر دی ہو!

"وہ..... وہ دیکھئے!... وہ ہکلایا۔" مجھے دراصل نیند آرہی تھی.... اور میں نیند کو بھگانے کے لئے بھی کرتا ہوں!"

"میرا تو خیال تھا کہ آپ کو کبھی نیند ہی نہ آتی ہو گی!" جولیا نے کہا--!
"کیوں.... وہ.... آتی کیوں نہیں!"

"لیکن خواب میں آپ کو ہند سے ہی ہند سے نظر آتے ہوں گے!"
"بھی ہاں اور آج کل ناپر رائٹر کی کٹ کٹ بھی سنائی دیتی ہے!" اکاؤنٹنٹ نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"آپ اس سے پہلے کہاں کام کرتے تھے!"

"اس سے پہلے میں کسی کام کا نہیں تھا!"

"آپ کے دوست تو بکثرت ہوں گے۔" جولیا خواہ خواہ اسے یا توں میں الجھانا چاہتی تھی!
"نہیں ایک بھی نہیں ہے!" اکاؤنٹنٹ نے بڑی معمومیت سے کہا۔ بات یہ ہے مس نیلیا....!
"جو لیا!" اس نے تھج کی!
"آئی ایم سوری... مس جولیا... بات یہ ہے کہ مجھے دوستی کرتے ہوئے بڑی شرم آتی ہے....!"

لیکن اس سلسلے میں اس سانپ کا تذکرہ کرنا نہیں بھولو گے، جو راضیہ کے دینی بیگ سے برآمد ہوا تھا اور راضیہ تیمور اینڈ بارٹلے کے شوروم سے نکل کر سید ہمی ارشاد منزل گئی تھی۔!
فیاض کچھ سوچنے لگا تھا آخر اس نے تھوڑی دیر بعد سر پلا کہا "اب میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ ان واقعات کی پلٹنی ضرور ہوئی چاہیے! آخر اس سے ارشاد کا مقصد کیا تھا؟"
"گذر تم بہت اچھے پچے ہو! بس اب جاؤ.... لیکن تم راضیہ کے دینی بیگ والے سانپ کے متعلق تیمور سے ضرور پوچھ چکھ کرو گے۔"
"کیا فائدہ ہو گا؟"

"بہت فائدہ ہو گا.... یہ نسخہ درد کمر کے لئے اکسیر ہے...."

"پھر اتر آئے کوواس پر!"

"پرواہ نہ کرو!.... ہاں سب سے زیادہ ضروری بات تو رہ ہی گئی.... اخبارات میں ان واقعات کی تفصیل آجائے کے بعد ہم تم تیمور سے پوچھ چکھ کرو گے....! اس سے پہلے نہیں!"
"یار عمران.... کیوں بور کر رہے ہو! آخر اس سے کیا ہو گا!"

"ڈیورنی آسانی سے ہو جائے گی!"

"خدا سمجھے تم سے!"

"اور ہاں!.... تیمور اینڈ بارٹلے کے آفس میں مجھ سے ملنے کی کوشش کبھی نہ کرنا! سمجھے اب اس بجا تو!.... میں ڈیورنی پر جارہا ہوں، لیکن کاوقفہ ختم ہونے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے ہیں!"
فیاض کے اٹھنے سے قبل عمران ہی اٹھ کر باہر نکل گیا!

(۵)

ناپکست لڑکی جولیا اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ وہ کاغذات پر جھکا ہوا برے برے سے منہ بیمارا ہتھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ خود کو اس چھوٹے سے پارٹیشن میں ملے کی کوشش کبھی نہ کرنا! سمجھے اب ہو! اس پارٹیشن میں صرف دو میزیں تھیں.... ایک پر ناپکست لڑکی جولیا میٹھتی تھی اور دوسرا میز اسٹینٹ اکاؤنٹنٹ کی تھی!.... بوڑھا اسٹینٹ اکاؤنٹنٹ پچھلے چار دنوں سے دو ماہ کی رخصت پر تھا!.... اس کی جگہ نیا اکاؤنٹنٹ آگیا تھا یہ نیا اکاؤنٹنٹ کافی وجہہ جامہ زیب اور نوجوان آدمی تھا.... پہلے دن جولیا اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی.... اس نے سوچا تھا کہ کم از کم دو ماہ مک تو وہ ہر قسم کی بور ٹیوں سے دور ہی رہے گی.... پرانا اکاؤنٹنٹ بہت نک چڑھا تھا اور جولیا اسے

سے مجبور ہوں مجھے ارجمندیک سے عشق ہے....”
”لیکن مجھے ارجمندیک سے بڑی نفرت ہے....!” جو لیا نے کہا!
”اپنا اپنا مقدر ہے.... کم از کم آپ کی شادی تو ہو جائے گی!”
”کیوں شادی اور ارجمندیک سے کیا تعلق!“
”بہت گہرا تعلق ہے.... مس جو لیا!“ اکاؤنٹنٹ نے ایک طویل سانس لی!
”میں نہیں سمجھ سکتی!“
”ہر ایک نہیں سمجھ سکتا! مس جو لیا!....“
”آپ سمجھائیے بھی تو.... میرے لئے یہ بات بالکل نی ہو گی اور میں اپنی معلومات میں اس اضافے کے لئے ہمیشہ آپ کی احسان مندرجہ ہوں گی!“
”اچھا تو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ اگر یہی میں یوں کو نصف بہتر کہتے ہیں یعنی ایک بیادو
بہتر....! ہمیں بات میں نے اپنی ہونے والی یوں کے باپ سے کہہ دی تھی! وہ پتہ نہیں کیوں بگز
گئے۔ میں نے کہا آپ اپنی یوں کے نصف بدتر ہیں۔ یعنی ایک بیادو.... غالباً آپ سمجھ گئی ہوں
گی مس جو لیا! یہ شادی نہ ہو سکی.... اور تھا شاید کبھی نہ ہو سکے!“
اکاؤنٹنٹ کی آنکھوں سے آنسو بننے لگے!.... جو لیا کچھ نہ بولی! اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا
کہ وہ ہمدردی کے کچھ الفاظ کہئے یا بے تحاشہ پھنسا شروع کر دے!
ادھر اکاؤنٹنٹ انگلیوں سے میز پر طبلہ بجائے لگا! لیکن آنسو بدستور بہت رہے! ایسا معلوم ہو
رہا تھا جیسے اسے ان آنسوؤں کا علم ہی نہ ہو!

(۶)

طارق تیور کے آفس میں داخل ہوا۔ تیور وہاں تھا! طارق کو بے دھڑک اندر گھستے
وکھ کر اس کے چہرے پر نظر اور تردود کے آثار نظر آنے لگے!
”کیوں تم اجازت حاصل کئے بغیر یہاں کیوں آئے؟“ تیور اسے گھور کر بولا!
”اوہ معاف کیجئے گا! جناب!“ طارق نے مکرا کر کہا۔ ”میں سمجھا تھا شاید اب اس کی
ضرورت باقی نہ رہی ہو گی!“
”بینہ جاؤ!“ تیور نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔
طارق بیٹھ گیا! تیور چند لمحے اسے گھوڑا پھر بولا۔ ”تم مجھے بلیک میں نہیں کر سکتے سمجھے!
”جی ہاں! میں سمجھ گیا! بلیک میں کرنا چھپھورے آدمیوں کا کام ہے.... آپ نے غالباً ان

”شرم!.... میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی....!“
”شرم.... دراصل.... اسے لہتے ہیں.... جو آجائی ہے.... آتی ہے.... یعنی کر
شرم.... آپ شرم نہیں سمجھتیں!“
”میں نے شرم کی وجہ پوچھی تھی....!“
”بہت سی وجہاں ہو سکتی ہیں! جی ہاں!....“
اکاؤنٹنٹ کے پہرے پر اس وقت جو جانے کے لیے کہاں نہ ملتی تھت پڑی تھی!.... جو لیا نے
سوچا! چلو اسی طرح وقت کے گاہیوں قوف آدمی بھی دچپی کا سامان ہوتے ہیں!
”آپ کے کتنے بچے ہیں!“ جو لیا نے پوچھا!
”مجھے ملا کر سات....!“
”آپ کو ملا کر کیوں؟“
”جی ہاں! اگر آپ نہ ملانا چاہیں، تب بھی کوئی مصالحت نہیں.... پھر بھی چھ باتی بچتے ہیں!“
”بات یہ ہے مس مولیا.... ار... شانک... میں غلط نام لے رہا ہوں.... خیر جو کچھ بھی
آپ کا نام ہو! مطلب یہ کہ.... باب تو میں ابھی کیا کہ رب راتھا....!“
”مجھے حیرت ہے کہ آپ دوستوں کے بغیر کیسے زندہ ہیں!“
”میں زندہ کہ ہوں!“ اکاؤنٹنٹ نے ماہی کے سے کہا!
”یقیناً آپ کے دل پر کوئی گہری چوٹ لگی ہے۔“ جو لیا نے تشویش ظاہر کی۔
”اوہو!.... جی ہاں!.... آپ کو کیسے معلوم ہوا.... کمال ہے! کیا آپ کو علم غائب ہے؟“
”جی ہاں چھچھے سال لگی تھی!.... بڑی پریشانی اخھائی!.... تین چار بار ایکسرے لیا گیا!....
لیکن مخفف ڈاکٹر کسی ایک بات پر متفق نہ ہو سکے!.... آخر بڑی کاؤنٹوں کے بعد معلوم ہوا کہ
گھنٹے کی بڑی اپنی جگہ سے لھک کرنی ہے.... اردو میں ایک مثل ہے مس جو لیا کہ ماروں گھنٹا
پھوٹے آنکھ!.... مگر یہ مثل غلط ثابت ہو گئی!.... اب میں ماروں آنکھ پھوٹے گھنٹا کا قائل
ہو گیا ہوں!....“
”میں سچھ بھی نہیں سمجھ سکی!“ جو لیا بولی!
”یعنی آپ اس کا ایک بیٹا چار بھی نہیں سمجھیں!.... او معاف کیجئے گا میرا مطلب یہ تھا کہ
آپ سچھ بھی نہیں سمجھیں!“

”آپ ہر وقت ہندسوں سے کھیلتے رہتے ہیں!“ جو لیا مسکرائی!
”یہ میری بد نسبتی ہے! مس.... کیا نام ہے.... جو لیا.... مس جو لیا.... میں اپنی عادت

لوگوں کا انجمام سن لیا ہو گا، جو بچپنی شام میرا تعاقب کر رہے تھے!... بلکہ میڈر عموماً بزدل ہوتے ہیں!... دھمکی کا نام بلکہ مینگ ہے!... اور دھمکی وہی دیتا ہے! جو کمزور ہو! میں کمزور نہیں ہوں مسٹر تیمور!... میں چھین کر کھانے کا عادی ہوں!...“

”ابھی بچے ہو!... بچپن کے ہوائی قلعوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی...!“

”تو آپ اس پر رضامند نہیں ہیں!“

”نہیں!...“ تیمور میز کی دراز کھول کر اس میں چھپے تلاش کرتا ہوا بولا۔ ”اب فرم کو تمہاری خدمات درکار نہیں ہیں!... یہ لو... یہ بہا... نوٹ!“ طارق نے اس کاغذ کی طرف دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی، جو تیمور نے میز کی دراز سے نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا تھا۔

”لیکن ایکس فائیو تھری نائیں!“ طارق آہستہ سے بڑھا۔ ”اس وقت میرے قبضے میں ہے!“

”تم جھوٹے ہو! تمہیں اس کی ہوا بھی نہیں لگی!“

”خام خیالی ہے مسٹر تیمور!...!“

”گٹ آؤٹ...!“

”بہت خوب شکریہ! لیکن میرا ساتھ تمام شکاری دیں گے! میری علیحدگی ان کی علیحدگی ہوگی... سمجھے آپ...!“

تیمور نے چپر اسی کو بلانے کے لئے گھٹنی بجائی!

”میں جا رہا ہوں مسٹر تیمور اس کی ضرورت نہیں پیش آئے گی... لیکن آج شام تک آپ اپنے خارے سے واقف ہو جائیں گے!“

طارق باہر نکل آیا۔

بعض کلر کوں نے اسے دیکھ کر سر ہلایا... اوز وہ ان سب کو چھیڑتا اور ان پر آوازے کتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ پھر وہ اس پارٹیشن کے سامنے رکا جہاں ناپکٹ گرل جولیا اور اسٹنٹ اکاؤنٹ بیٹھتے تھے!...“

”ہلو طارق!...!“ جولیا سے دیکھ کر چکاری۔

”ہاؤڈی یوڈو... جولی!“

”اوکے... اولڈ بوائے... کم ان... کم ان!“

طارق پارٹیشن میں داخل ہو کر دروازے کے قریب ہی ٹھنک گیا۔

”آپ کی تعریف!“ اس نے نئے اکاؤنٹ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا!

”ہمارے نئے اسٹنٹ اکاؤنٹ!...!“ جولیا نے جواب دیا۔ نئے اکاؤنٹ کا چیزہ شرم سے سرخ ہو گیا اور وہ نظریں جھکا کر انگلی سے میز کھلانے لگا!

جو لیا نے اشارے سے طارق کو بتایا کہ وہ بالکل بدھو ہے!

”کہو دوست کیا نام ہے تمہارا!...“ طارق نے اس کے سر پر ہاتھ پھیسر کر کہا۔ اور جولیا منہ دبا کر بہنے لگی!

اکاؤنٹ اس کا ہاتھ جھنک کر اور زیادہ شرم گیا! جولیا بے تحاشہ بہنے لگی۔! لیکن طارق اسے سنجیدگی سے گھورتا رہا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا، جیسے وہ کوئی بہت ہی اہم بات سوچنے لگا ہو!

”یہ بہت ضروری ہے!“ اس نے آہستہ سے کہا۔ ”کہ یہاں بیٹھنے والا ہر اکاؤنٹ میرے گھرے دوستوں میں سے ہو!...!“

اکاؤنٹ جرأت سے اس کی طرف دیکھنے لگا!... طارق کر کر سچن کر بیٹھنے ہی والا تھا کہ دو... پھر ان چوکیدار کیسین میں داخل ہوئے۔

”آفس سے نکل جاؤ!...!“ ایک نے آگے بڑھ کر طارق کا بازو پکڑتے ہوئے کہا!

طارق کی خونخوار آنکھیں اس کی طرف اٹھیں اور وہ اس کا بازو چھوڑ کر الگ بٹھ گیا۔ ”جاو...!“ وہ دروازے کی طرف ہاتھ کر چینا۔ ”تیمور سے کہہ دینا کہ یہ بد تیزی ابے بہت مہنگی پڑے گی!“

اور پھر وہ ان دونوں کو ایک طرف دھکیلتا ہوا... باہر نکل گیا۔ اکاؤنٹ اور جولیا جرأت سے آنکھیں پھاڑے دم بخود بیٹھ رہے!...“

دونوں پھر ان بھی ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑاتے ہوئے باہر جا چکے تھے! پھر اکاؤنٹ اٹھ کر باہر جائے گا!... پورے آفس میں کھیوں کی سی بھجنہاٹ گونج رہی تھی!... وہ جولیا کی طرف مڑا۔... جو اپنے خنک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی!

”یہ کون صاحب تھے!...“ اکاؤنٹ نے جولیا سے پوچھا!

”طارق...! ایک شکاری ہے!...“

”بہت غصے میں معلوم ہوتے تھے!“

”ہاں وہ بہت تکھے مزان والا اور انتہائی خطرناک آدمی ہے!“

”خطرناک...!... اسے باپ رے!...!“ اکاؤنٹ احتفاظ انداز میں پلکیں جھکانے لگا!

”پتے نہیں کیا بات ہے!...!“ اس نے مسٹر تیمور کیلئے بہت سخت قسم کے الفاظ استعمال کئے تھے!

”مسٹر تیمور کے لئے!...!“ اکاؤنٹ نے بوکھلا کر کہا! اب پھر ہونٹ بیٹھ کر کچھ سوچتے

ربنے کے بعد آہتہ سے بولا۔ ”میں نے نہیں ساختا... درست اس کا سر توڑ دیتا!“ مسٹر تیمور تو بہت اچھے آدمی ہیں!

”آپ اس کا سر توڑ دیتے؟“ جولیا پہنچنے لگی!

”کیوں کیا میں اس سے کمزور ہوں...!“

”پوہا... ان بیٹھانوں کی حالت دیکھی تھی آپ نے...! کاپ کر رہے تھے!“

”رہ گئے ہوں گے!...“

”میں نہیں سمجھ سکتی کہ کیا واقعہ پیش آیا ہے؟“ جولیا نے تشویش آمیز لمحے میں کہا!

”میں اسے ضرور پیٹوں گا! کیا آپ مجھے اس کے گھر کا پتہ بتائیں گی؟“

جو لیا پھر ہنسنے لگی اور فتح اکاؤنٹنٹ بگزگیا!

”آپ میرا انداز اڑا رہی ہیں!“

جو لیا اس کی بات کا جواب دیئے بغیر پارٹیشن سے نکل گئی... شائد وہ اس واقعے کی وجہ معلوم کرتا چاہتی تھی۔

اکاؤنٹنٹ بھی پردہ ہٹا کر دروازے میں کھڑا ہو گیا۔ سارے کلرک ایک دوسرے سے سر گوشیاں کر رہے تھے۔ غیرہ کی کسی خالی تھی!... اکاؤنٹنٹ کی نظر تیمور کے کمرے کی طرف اٹھ گئی!... وہ چند لمحے کچھ سوچتا ہوا! پھر اس نے اپنی پتوں کی جیسیں مٹوں اور لمبے لمبے قدم رکھتا ہوا غسل خانے کی طرف چلا گیا۔ غسل خانہ تیمور کے کمرے کی پشت پر تھا اور دونوں کے درمیان میں صرف ایک دیوار حائل تھی! اس نے غسل خانے کا دروازہ اندر سے بولٹ کر کے شیشوں پر سیاہ پردہ کھینچ دیا! پھر پتوں کی جیب سے ایک چھوٹی سی سیاہ رنگ کی ڈبیہ نکالی جس سے ایک پلا سار تار نسلک تھا، دیکھتے ہی دیکھتے اس نے وہ تار اس تار سے جوڑ دیا، جو ایک نٹ سے روشنداں سے نیچے لٹک رہا تھا! بادی النظر میں وہ تار ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کٹڑی کے جالے میں کوئی ہلکا سار تنگا پھنس گیا ہو! سیاہ رنگ کی ڈبیہ اس نے اپنے دامنے کاں سے لگا!... ڈبیہ دراصل ایک چھوٹے سے گر طاقتور ڈکٹافون کا سریسور تھی!

(7)

دوسری طرف تیمور اس بات سے قطعی بے خبر تھا کہ اس کے کمرے میں کہیں پر ایک ڈکٹافون پوشیدہ ہے اور اس وقت اس کی ساری گفتگو غسل خانے میں سنی جا رہی ہے۔ وہ اپنے فوجی سے کہہ رہا تھا۔

”اس لوٹے کا انتظام ضروری ہے! اور سب بر باد ہو جائے گا! وہ چاروں بڑی طرح زخمی ہوئے ہیں! گاڑی کمپنی کی تھی! لہذا پو لیس کا وہ تھر تو جے دینا ضروری ہے... دوسرا مصیبت! آج کا خبرد تو تم نے پڑھا ہی ہو گا! ارشاد کی کہانی کے متعلق کیا خیال ہے؟“

”وہ میری سمجھ میں تو نہیں آئی!“ فیجر بولا!

”اس بات پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے کہ وہ لڑکی جس کے دینی بیگ سے سانپ برآمد ہوا تھا ہمارے شوروم سے نکل کر سید ہی ارشاد منزل گئی تھی! اس کا یہ مطلب ہوا کہ پو لیس اس معاملے میں بھی ہمیں گھیرنے کی کوشش کرے گی! اس طرح وہ مختلف معاملات میں ہمیں پو لیس سے دو چار ہوتا پڑے گا!... خیر بہر حال.... لیکن یہ تو دیکھو کہ طارق کیا کر رہا ہے... میراد عوامی ہے کہ اس کی دینی بیگ میں اسی نے سانپ رکھا ہو گا! ایسے حالات پیش اکر کے وہ مجھے بیک میل کرنا چاہتا ہے۔“

”لیکن ارشاد...!“

”ارشد!“ تیمور ایک طویل سائز لے کر بولا۔ ”ہاں اس کا معاملہ بھی غور طلب ہے!“

”کیا یہ بھی طارق ہی کی شرارت ہو سکتی ہے؟“

”کچھ کہا نہیں جا سکتا! یہ معاملہ بہت چیزیدہ ہے! انی الحال اسے رہنے میں دو اسیں طارق کے لئے کوئی معقول انتظام چاہتا ہوں!“

”مجھے صرف تین دن کی مہلت دیجئے! ان تین دنوں میں کچھ نہ کچھ ضرور ہو جائے گا! مگر آپ کو تھوڑا صبر سے کام لینا چاہئے تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ شیر کی طرح نذر اور لومزی کی طرح چلاک ہے!“

”ہو گا! اب تو جو کچھ ہوتا تھا ہو چکا اس کے لئے کچھ کہنا ہی بیکار ہے!“ کچھ دیر تک خاموشی رعنی پھر تیمور نے کہا۔ اس نے دھمکی دی ہے کہ اس کے ساتھ ہی دوسرے شکاری بھی فرم سے قطع تعقیل کر لیں گے، لہذا تمہیں سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ سارے شکاری یکمپ میں موجود ہیں یا کچھ چلے بھی گئے؟“

(8)

اندھیرا پھیل چکا تھا!... طارق گرانٹ ہوٹل سے نکل کر اپنی موڑ سائکل پر بیٹھا ہی تھا کہ کسی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا! طارق چونک کر مزا... اور اسے یہ دیکھ کر حرمت ہوئی کہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھنے والا... تیمور ایڈ بارٹلے کا نیا اکاؤنٹنٹ تھا۔

سے بولا.... اکاؤنٹنٹ اس وقت حدود رجہ پر تو ف نظر آ رہا تھا!
”میں کچھ نہیں کہ رہا! کوئی بات نہیں ہے!... مجھے دیکھنا ہے کہ تم اس سے کتنے دنوں تک
محبت کرتے ہو!“

”مجھے اس سے قطعی دلچسپی نہیں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے!“
”اوہ.... واقعی!.... اکاؤنٹنٹ سرت آمیز لجھ میں پیچا!
”یقین کرو!“ طارق اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

”اچھا تو آج کی رات تمہارے لئے انتہائی خطرناک ہے.... تم مارڈاں لے جاؤ گے!
”تمہیں کیسے معلوم ہوا!“

”بُن کسی طرح معلوم ہو گیا ہے! میں نے تیمور صاحب اور ان کے مجرم کی گفتگو کی طرح
سن لی تھی!.... تمہارے پیچھے بہترے آدمی لگے ہوئے ہیں!.... مجرم نے تیمور صاحب کو بتایا
تھا کہ تم کمی دنوں سے کمپ میں سونے کی بجائے جنگل کے ایک پوشیدہ مقام پر سوتے ہو!....
مجرم کو اس جگہ کا سراغ مل گیا ہے.... اور آج رات.... تم... نہک... ہاں!“
طارق چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔ ”یہ لوگ تمہیں کتنی تنخواہ
دے رہے ہیں!“

”ڈیڑھ سو سے زیادہ.... ایک سو سانچھ روپے!“ اکاؤنٹنٹ نے فخری لجھ میں کہا!
”ایک سو سانچھ روپے....! پیچ پیچ!“ طارق نے افسوس ظاہر کیا! پھر آہستہ سے بولا۔ ”بھلا
اتی حقیری رقم جو لیا کی محبت کا بار کیسے سنبھال سکے گی!“
”وہ اپنی محبت کا بار سنبھال لے گی.... میں اپنی محبت کا بار سنبھالوں گا! اسے بھی تو معقول
تنخواہ ملتی ہے!“ اکاؤنٹنٹ نے سنجیدگی سے کہا!

”تم بدھو ہو!“ طارق معنی خیز انداز میں مکر ریا! ”لیکن میں تمہارا بہت گہرا دوست ہوں
لوں.... فی الحال یہ دوسروں پر رکھو! کل شام جو لیا کو کسی شاندار تفریخ گاہ میں لے جانا!“
”نہیں میں نہیں رکھتا! کیا تم مجھے بھکاری سمجھتے ہو!“ اکاؤنٹنٹ بر امان گیا!
”نہیں.... یہ بات نہیں ہے! یہ دراصل اس اطلاع کی قیمت ہے، جو تم نے مجھے اس وقت
دی ہے.... اور آئندہ بھی تمہارے لئے اچھی آمدی کے امکانات موجود ہیں!“

”یعنی تم چاہتے ہو کہ میں ہمیشہ تمہارے لئے ان لوگوں کی کھوچ میں رہا کروں!“
”تو اس میں تمہارا نقصان ہی کیا ہے!“ لیکن اگر انہیں معلوم ہو گیا.... تو....!
”نقصان تو کچھ بھی نہیں ہے! لیکن اگر انہیں معلوم ہو گیا.... تو....!
”کیا کہہ رہے ہو ادوسٹ....!“ طارق آگے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ

”ہم کہیں اطمینان سے بیٹھ کر گفتگو کرنا چاہتے ہیں!“ اکاؤنٹنٹ نے کہا۔
”کوئی خاص بات ہے!“ طارق نے پوچھا!

”زندگی اور موت کا معاملہ ہے!“ اکاؤنٹنٹ نے سنجیدگی سے سر ہلا کر کہا۔

”آؤ... تو... پھر!“ طارق موڑ سائیکل کی سیٹ سے بٹا ہوا بولا! اس نے موڑ سائیکل کا اسٹینٹ
دوبارہ گردادیا اور اکاؤنٹنٹ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہوٹل میں داخل ہو کر اسے ایک یکبن میں لے آیا۔
”بیٹھ جاؤ!“ اس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا! اکاؤنٹنٹ نے بیٹھتے ہوئے ایک طویل
سانس لی!....

”کیوں.... کیا بات ہے....!“

”تم مجھ سے اس لڑکی کو نہیں چھین سکتے!“ اکاؤنٹنٹ ابل پڑا۔ ”ہرگز نہیں.... کبھی نہیں۔
میں نے محض اسی کے لئے وہاں ملازمت کی ہے! سالہا سال سے اسے چھپ چھپ کر دیکھتا رہا
ہوں.... ہرگز نہیں....!“

”میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو....!“

”وہ تمہیں پسند کرتی ہے....“ اکاؤنٹنٹ بکارہا! ”تمہاری شہروری کی قائل ہے لیکن میں
اس کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم دونوں میں سے کون زیادہ طاقتور ہے!“

”میں سمجھا! شاید تم جو لیا کے بارے میں کہہ رہے ہو!“ طارق بہتے کا!

”لیا تمہیں بھی اس سے محبت ہے!“ اکاؤنٹنٹ نے دردناک لجھ میں نوچھا!

”تم کھاس کھا گئے ہو کیا!....“ طارق پھرہن پڑا....

”کھاس نہیں تو....!“ مجھے ایسا کوئی شعر یاد نہیں آتا، جس میں عاشق نے محبت میں کھاس
بھی کھائی ہو!.... تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتے.... ہاں!....“

”اچھا فرض کرو!.... اگر میں اس سے محبت کرتا ہوں تو تم میرا کیا کرو گے!“

”تو میں بالکل غاموش ہو جاؤں گا اور تم خود بخود ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میرے راستے سے بہت
جاوے گے!“

”یعنی....!“

”میں کیوں تاؤں.... نہیں بتاتا.... بتا دوں تاکہ تم ہوشیار ہو جاؤ.... اور میرا کام بگر
جائے، جب تم ہی نہ رہو گے تو پھر جو لیا کے چاہے گی! اس لی قوت بازدہ کی تعریف کرنے گی۔“

”ہلا.... کیا بات نی ہے میں دنیا کا ٹھنڈنڈ ترین آدمی ہوں.... واہ!“

”تم کیا کہہ رہے ہو ادوسٹ....!“ طارق آگے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ

کوئی اندر ہرے میں گرا... ایک تین چھ ابھری... اور پھر سنانا چھا گیا!... نیز دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازوں سے جنگل گونج رہا تھا! تقریباً دس منٹ کے بعد سیٹی کی آواز سنائے میں لہرائی... دور سے کسی نے اس کا جواب دیا... اور پھر سنانا طاری ہو گیا!

"ناصر... ناصر...!" طارق کی آواز اندر ہرے میں ابھری!

"طارق... میں ہوں... جہاں ہو وہیں ٹھہرو۔!"

ناصر جلد ہی طارق کے پاس پہنچ گیا!

"لیا ہوا..." طارق نے پوچھا!

"یاد... کیا بتاؤں! وہ دونوں صاف نکل گئے!"

"خیر پرواہ نہ کرو!" طارق بولا "میں نے انہیں پہچان لیا ہے۔ وہ ٹوٹی اور بار کر تھے! اگر نکل گئے ہیں تو یہ بکھر لو کہ اب ہمیں ان کی شکلیں بھی نہ دکھائی دیں گی!... میں نے یہ آگ اسی لئے روشن کی تھی کہ حملہ آوروں کی شکلیں دیکھ سکوں! آکو وابس چلیں...!"

وہ دونوں پھر وہیں آگئے جہاں آگ روشن تھی! لیکن وہاں قدم رکھتے ہی طارق کے منہ سے بیکی سی تحریر آمیز تین ٹکلی... اور وہ بے تحاشہ پیال کے ذمہ پر ٹوٹ پڑا... وہ دونوں ہاتھوں سے پیال اٹھا کر ادھر ادھر چھینک رہا تھا!... جب ساری پیال اپنی جگہ سے بہت کنی تو اس کے منہ سے ایک گندی کی گالی نکلی... اور وہ بھرائی ہوئی آواز میں دہڑا۔

"آؤ...! چوت ہو گئی!"

"لیا ہوا...!"

طارق اسے کوئی جواب دیئے بغیر پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دوڑنے لگا! ناصر بھی اسی کے ساتھ ہی ساتھ بھاگتا پھر رہا تھا! پھر وہ دونوں ٹکاریوں کے کیپ نکل آئے، جو ان کی کمین گاہ سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر تھا!... یہاں تین نیچے استادہ تھے!... لیکن ان پر خاموشی مسلط تھی! ان میں سے کسی میں بھی بیداری کے آثار نہیں پائے جاتے تھے!

"آخر تم کیا علاش کر رہے تھے۔" ناصر نے پوچھا!

"اوہ... ایکس فائیو ٹھری تائین... میری ساری محنت بر باد ہو گئی!" طارق ہانپتا ہوا بولا! پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ "اچھا!... خیر دیکھا جائے گا!... میں دیکھوں گا کہ تمور کتنا چالاک ہے...!"

"زیادہ سے زیادہ بھی ہو گا کہ تم وہاں سے نکال دیئے جاؤ گے اس صورت میں جب تک تمہیں دوسرا نوکری نہ ملے مجھ سے ہر ماہ دوسرو پے لیتے رہنا...!"

"چلو منظور ہے! لیکن میں یہ سب محض جو لیا کے لئے کر رہا ہوں! اگر تمہارا ارادہ دھوکہ دینے کا ہو تو... میں ان روپیوں پر لعنت بھیجا ہوں!"

"نہیں دوست۔ تم مطمئن رہو! ویسے تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام عبد المنان ہے... ہاں...!"

"اچھا دوست عبد المنان... اس اطلاع کا بہت بہت شکریہ... پھر میں کے؟" طارق اسے

وہیں چھوڑ کر باہر نکل گیا!

(۹)

جنگل کی اجازرات.... کائنات کی رگ و پے میں سراحت کر گئی تھی... شاید ایک بجے کا وقت تھا... تارکی کی کچھ اور زیادہ گہری ہو گئی تھی!... مطلع ابر آکو، تھا ورنہ تاروں کی چھاؤں میں دیوبیکر اور فلک آسادرخت اتنے مہیب نہ معلوم ہوتے!....

طارق خطرے کی اطلاع مل جانے کے باوجود بھی وہیں تھا، جہاں اس نے اپنی چھپل دو راتیں گزاری تھیں!....

یہاں کی زمین مسطح تھی جس کے چاروں طرف گھنی جھاڑیاں تھیں!... ایک جگہ پیال کا ڈھیر تھا اور اس پر ایک کمبل بچھا ہوا تھا! لیکن اس کا بستر تھا!... آج یہاں طارق نے آگ بھی روشن کی تھی... اور وہ اپنے لستر ہی پر موجود تھا! لیکن سویا نہیں تھا! اچانک اس نے بیکی سی سرسر اہٹ سئی!... چوک کر اٹھا!... چند لمحے آواز کی طرف کان لگائے رہا... سرسر اہٹ پھر سنائی دی!... وہ آہنگی سے بستر سے جھاڑیوں میں سرک گیا! دوسرے ہی لمحہ میں دو آدمی اپنے ہاتھوں میں ہڑے ہڑے کلہڑے پکڑے ہوئے جھاڑیوں سے کھلی جگد میں نکل آئے... طارق کا بستر خالی تھا!... ایک طرف الاؤ جل رہا تھا اور اتنی روشنی تھی کہ قرب و جوار کی چیزیں بے آسانی نظر آسکتی تھیں!... آلاؤ کی سرخ روشنی میں ان دونوں کے چہرے سد رجہ جیائے معلوم ہو رہے تھے!

اچانک کسی نے پیچھے سے ان دونوں پر حملہ کر دیا!... ان کے ہاتھوں سے کلہڑے چھوٹ گئے... اور وہ دونوں اچھل کر جھاگے۔

"دیکھنا!... طارق کی آواز اندر ہرے میں گونجی...!" یہ زندہ نہ جانے پائیں!

میرے ساتھ پلے چلو رہے بات بڑھ جائے گی! تیور کہہ رہا تھا کہ وہ اخبارات میں تمہارا فوٹو شائع کرائے گا!

"واہ یاہ اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے الوگ، یا یہیں گے اور کہیں کہ یہ شخص صورت سے تو عبد المنان نہیں معلوم ہوتا! ویسے فیاض صاحب!.... میں نے اپنا ہیل اسی وقت فرم کر دیا ہے اور اب تمہاری آنکھیں کھولنے جا رہا ہوں۔ شہر میں پسند نہیں کیا کیا ہوا کرتا ہے اور تمہارے محلے کے کافوں پر جوں تک نہیں ریتی!"

عمران نے میرے میز سے لکڑی کی وہ ٹینی اٹھائی جسے وہ اپنے ساتھ لایا تھا!.... یہ ایک فٹ لمبی اور تقریباً انچ پوزی تھی! اونچائی زیادہ سے زیادہ چھ انچ رہی ہو گی!

"یہ ٹینی!.... اس نے کہا "ٹوکو سے بذریعہ ہواں ڈاک آئی ہے! اس پر تیور اینڈ بارٹ کا پتہ تحریر ہے اور یہ نمبر!.... پسند نہیں یہ اس چیز کا نمبر ہے یا یہ ٹینی شمار میں اس نمبر لی ہے!.... ایکس فائیو! تھری نائیں!.... اب میں اسے کھولنے جا رہا ہوں! ہو سکتا ہے، وہ غم کئے ہوئے روپے اسی میں سے برآمد ہو جائیں!"

اس نے جیب سے قلم تراش جا توکال کر ٹینی کی کلیں لکھنی شروع کر دیں!

فیاض کچھ نہ بولا! وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا! بار بار ایسے موقع اسے نصیب ہوئے تھے۔ جب وہ عمران پر چڑھ دوڑا تھا، لیکن بعد میں اسے خفت اٹھائی پڑی تھی۔ عمران خلاف عادات اس وقت بہت زیادہ سمجھدے تھا! اس نے ساری کلیں توکال ڈالیں اور پھر دو عدد خوفاک قسم کی پھٹکاروں کے ساتھ ڈھلن خود بخود اور اپر اٹھتا چلا گیا!

"ازے باپ رنے!....!" عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا! اور فیاض نے میر پر چھلانگ لگائی! ٹینی میں سیاہ رنگ کے دوسانپ پھن اٹھائے کھڑے تھے! "خدا کی قسم عمران!....!" فیاض ہاتھ پا ہوا بولا "تم دیکھنا پا حشر!...."

"فیاض پیارے چوٹ ہو گئی!.... خدا کی قسم اسے جان پر کھیل کر لایا!... کلبازوں اور خوفاک آدمیوں کے نرنے سے توکال لایا!... ارے توبہ!...."

"توبہ کے بچ!.... ہتھیاریاں لگاؤں گا!.... تم سمجھتے ہو شاید میں مذاق کر رہا ہوں!" مگر توبہ کا پچ پہلے ہی باہر نکل چکا تھا!... فیاض میرے چھلانگ لگا کر اس کی طرف چھپتا۔ لیکن عمران کو پالیتا!... آسان کام تو نہیں تھا!

(۱۰)

عمران ٹھیک تین بجے زات کو فلیٹ میں داخل ہوا!.... فلیٹ کا دروازہ اندر سے بند نہیں تھا!.... کمرے میں روشنی تھی اور محلہ سراغ اسالی کا پرنسپلٹ کیپن فیاض ایک آرام کریں میں پڑا سورہ تھا!

عمران نے لکڑی کی وہ چھوٹی سی ٹینی میز پر رکھ دی جسے وہ اپنے ساتھ لایا تھا! وہ تھوڑی دیر تک کھڑا فیاض کو گھورتا رہا پھر آگے بڑھ کر اسے جنمبوڑ نے لگا!.... فیاض بیدار ہوتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"او فیاض صاحب! یہ کوئی سرائے ہے یا بھیار خانہ، تم اتنی رات لگنے یہاں کیا کر رہے تھے!"

"تشریف رکھیے عبد المنان صاحب!" فیاض نے بڑے تنخ لجھے میں ہیں کہا "میں اپنا فرض ادا کرنے پر بجور ہوں!" فیاض نے جیب سے ہتھکریوں کا جوڑا توکال کر میز پر دال دیا!....

"کیا مطلب!....!"

"مطلب بعد میں پوچھتا دیتی اپنی جگہ پر ہے لیکن میں اپنا فرض ضرور ادا کر دوں گا!" فیاض کا الجہد سے زیادہ خشک تھا!

"ابے پچھ کو گے بھی! مایوں نہیں بور کئے جاؤ گے!"

"تمہارا وارثت ہے!.... عبد المنان کا وارثت!.... جو تیور اینڈ بارٹ کے یہاں اسٹنٹ اکاؤنٹنٹ ہے!.... اس کے خلاف پانچ ہزار کے غبن کا الزام ہے!.... تیور اینڈ بارٹ کے نیجی نے عبد المنان کی تصویر بھی دی ہے!"

فیاض نے وارثت توکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا! اس پر عمران کا فوٹو بھی چسپاں تھا!

"اوہ! میں سمجھا!... تو شاہد انہیں میری اصلاحیت معلوم ہو گئی ہے!" عمران آہستہ سے بڑھ دیا!

"تم مجھے الو نہیں بنا سکتے!" فیاض گرج کر بولا "بڑے شرم کی بات ہے! یہی تو میں کہتا تھا کہ آخر تمہارا خرچ کہاں سے چلتا ہے!"

"کیا چھاؤ کی صورت نہیں!" عمران نے بے بی سے کہا!

"ہر گز نہیں! میں بالکل مجرور ہوں! فرض!"

"فرض ادا کرنے سے پہلے تمہیں میرا قرض ادا کرنا چاہئے!...."

"میں بے بگی باتیں سننے کے موڑ میں نہیں ہوں!.... میرا خیال ہے کہ تم چپ چاپ

نفرت تھی، لیکن اس وقت وہ کرتا بھی کیا وہ جانتا تھا کہ فیاض نے یہ سب کچھ حفظ اس لئے کیا
ہے کہ وہ اسے سارے حالات سے باخبر رکھے!... لیکن یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ اپنیادھمکی کو
عملی جامس بھی پہنادیتا کیونکہ فی الحال عمران کے خلاف اس کے پاس کافی مواد موجود تھا... اور
پھر یہ تو بعد کی بات ہوتی کہ اصلیت کیا تھی!....

عمران ٹھیک آٹھ بجے رات کو ہوٹل سے نکل کر دولت پور جانے والی بس پر بیٹھ گیا!...
اسی بس کے ذریعہ وہ دس میل کا راستہ طے کر کے شکاریوں کے یکپت سُن پہنچ سلتا تھا... جب
تک بس شہر سے باہر نہیں نکل آئی وہ بہت زیادہ محاط رہا وہ جانتا تھا کہ اس کی تلاش میں سر کاری
اور غیر سر کاری دونوں ہی طرح کے لوگ ہوں گے!....

دس میل کی مسافت طے کرنے کے بعد وہ بس سے اتر گیا! اب اسے گھنے ہی گھوں میں تقریباً
ڈیڑھ میل پیدل چلتا تھا!... یکپت میں پہنچ کر وہ بے دھڑک ایک خیسے میں حس کیا! یہاں چار
آدمی اپنے بستروں پر پڑے گئیں مار رہے تھے! عمران کو دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھے!
”ناصر بھائی کہاں ہیں؟“ عمران نے انتہائی برخوردار انداز میں پوچھا!
”براہر والے نیٹ میں!“ ایک نے جواب دیا! لیکن وہ عمران کو شہبے کی نظر سے دیکھ رہا تھا! اس
وقت عمران کی آنکھوں پر تاریک شیشوں والی عینک نہیں تھی! عمران ائٹے پاؤں ان پتے سے نکل
کر براہر والے نیٹے میں داخل ہو گیا! ناصر یہاں موجود تھا! اس کے علاوہ وہ آدمی، بھنگ، تھما!
”ناصر بھائی!“ عمران نے ابے غاظب کیا اور ناصر اچھل کر کھڑا ہو گیا!
”تم کون ہو؟“
”میں... الوہوں!“... عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا!

”کیا مطلب...!“

”الوکا مطلب الوہی ہوتا ہے ناصر بھائی!“ عمران نے جواب دیا!
اچانک ناصر اس پر ٹوٹ پڑا!...

”میں عبد المتنان ہوں پیارے بھائی!“ عمران اسے روکتا ہوا آہستہ سے بولا۔
”اوہ...!“ ناصر پیچے ہٹ گیا! چند لمحے اسے غور سے دیکھا رہا! پھر اس کا باہم پکڑ کر خیسے
سے باہر نکل آیا! دونوں خاموشی سے چلتے رہے! جب خیسے کافی پیچے رہ گئے تو ناصر نے ایک جگہ
رک کر کہا! ”تم یہاں کیوں آئے ہو؟“

”میں طارق سے ملنا چاہتا ہوں!
”کیوں...!“

(۱۱)

دوسری صبح کے اخبارات میں عمران کا فتوشاٹ ہوا تھا... اس کی حیثیت اشتہار کی سی تھی!
تیمور ایڈ بارٹلے کی طرف سے میٹ پانچ ہزار روپے کے انعام کا اعلان ان لوگوں کے لئے کیا گیا
تھا، جو اس کا پتہ نہیں تھا!... تیمور نے اس اشتہار کو دیکھا اور خود کو
سچے عبد المتنان محسوس کرنے لگا!...

بچھل رات وہ شروع ہی سے طارق کے پیچھے لگا رہا تھا! طارق سب سے پہلے شکاریوں کے
یکپت میں گیا تھا! پھر ناصر کو ساتھ لے کر ٹھہرتا ہوا اس مقام پر پہنچا جہاں وہ شب بسری کیا کرتا
تھا... وہاں پہنچ کر ایک بار اس نے ناصر سے بھی پیچھا چھڑایا!... اسے شکاریوں کے یکپت کی
طرف کسی کام سے بھیج دیا!... پھر عمران نے اسے ایک طرف جاتے دیکھا تھا! عمران صرف
طارق ہی کی نقل و حرکت کی مگر انی کر رہا تھا۔ لہذا وہ بھی اس کے پیچے چل پڑا تھا۔

بہر حال ایک جگہ رک کر طارق نے کائنے دار جہازیوں کے جھنڈے سے وہ جھنڈی نکال تھی جسے
عمران نے نہ جانے کیا سمجھ کر بڑے جوش و خروش کے ساتھ فیاض کے سامنے کھولنے کی
کوشش کی تھی... اور نیچے کے طور پر اس میں سے دو عدد سانپ برآمد ہوئے تھے۔ طارق نے
اس پیٹ کو لا کر پیال کے ڈھیر کے نیچے چھپا دیا تھا اور خود اسی پر سکب ڈال کر لیٹ کیا تھا!...
پھر جس وقت طارق پر حملہ ہوا... عمران اس پیٹ کی پیال کے ڈھیر کے نیچے سے نکال کر

چپ چاپ ھٹک گیا!

طارق اور تیمور کی لڑائی کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی! لیکن ان سانپوں نے اسے
بہت کچھ سمجھا دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ پیٹی کسی نہ کسی طرح تیمور ہی کے پاس سے طارق تک
پہنچ ہو گی! اور نہ اس میں زندہ سانپوں کی موجودگی سمجھ میں نہیں آسکتی اور پھر طارق نے اس
پیٹ کو بہت احتیاط سے ایک جگہ چھپا رکھا تھا اور پھر شاید اسے اپنے بتر کے نیچے منتقل کرنے ہی
کے لئے اس نے ناصر کو بھی ٹال دیا تھا! اس پیٹی کاراز؟ عمران اس کے متعلق گھنٹوں غور کر تارہ!
وہ اس وقت شہر کے ایک غیر معروف سے ہوٹل کے نیچے ایک کمرے میں مقیم تھا!... تھوڑی
سی تبدیلی اپنی بیٹت میں بھی کر لی تھی... سر کے بالوں کے ائٹے کا انداز بدل دیا تھا اور سوٹ
اٹاڑ کر صرف پتلوں اور جیکٹ پر اکتفاء کی تھی۔ آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک تھی۔
مصنوعی موٹھیں بھی استعمال کرنی پڑی تھیں!... حالانکہ اسے اس بہر و پٹے پن سے بخت

"یہ تو میں صرف طارق ہی کو بتا سکتا ہوں!" عمران بولا!
"میں نہیں جانتا کہ طارق کہا ہے!"

"تب میرا بیڑا غرق ہو گیا!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا!
"ہاں! میں نے اخبار میں دیکھا تھا!" ناصر نے کہا "لیکن تم نے بھیس بڑے کمال کا بدالا ہے!"
"ارے یار میں کیا جانوں بھیں ولیں!.... یہ تو میرے ایک دوست کی کار گیری ہے، جو فلم
کمپنی میں کام کرتا ہے...."

"مگر یہ تو بتاؤ کہ تم مجھے کیسے پہچانتے ہو؟"

"یہ سب کچھ میں طارق کے سامنے ہی بتاؤ گا!"

"نہیں تم مجھے بتاؤ! ورنہ یہاں سے زندہ فتح کر نہیں جاسکتے!"

"یار یہ تو تم نے بڑی بیدھ بات کہی!.... اچھا چلو نہیں بتانا، جو کچھ کرتا ہے کرو!
"تمہیں گلا گھونٹ کر مار ڈالوں گا!"

"مار بھی ڈالویا! اس سے تو یہی بہتر ہے! ورنہ اگر پکڑا آیا تو پانچ ہزار روپے کہاں سے بیدا
کروں گا! ان لوگوں کو شاید معلوم ہو گیا ہے کہ میں نے طارق کے لئے کچھ معلومات فراہم کی
ہیں!.... اس لئے مجھ پر یہ مصیبت نازل ہوئی ہے!"

"تم مجھے کیسے جانتے ہو! میرے سوال کا جواب دو۔۔۔"

"اچھا تم نہ بتاؤ طارق کا پتہ! میں جا رہا ہوں!" عمران نے بڑی سادگی سے کہا!

"تم نہیں جاسکتے!"

"مجھے کون روکے گا!" عمران نے آہستہ سے کہا!

"میں!... تم نہیں جاسکتے!"

"اچھا تو روک لو... نہیں یوں نہیں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا "میں زیادہ سے زیادہ
پندرہ گز کے اندر ہی اندر رہوں گا! تم مجھے پکڑ لو.... اگر میرے جسم میں بھی ہاتھ لکھ سکو تو اپنا
نام بدل دوں گا! چلو پکڑو!" یہ کہہ کر عمران نے ناصر کے سر پر ایک چپت رسید کر دی.... ناصر
جھلا کر اس پر ٹوٹ پڑا.... وہ دونوں کھلے آسمان کے نیچے تھے اور تاروں کی چھاؤں میں ایک
دوسرے کو بخوبی دیکھ سکتے تھے! عمران گویا ہوا میں اڑ رہا تھا! اپنے وعدے کے مطابق، ناصر کے
قریب ہی قریب رہا! لیکن وہ کچھ اس انداز میں اچھل کو کر رہا تھا کہ ناصر سے چھپتے ہیں: ۔۔۔ ۔۔۔

"یہ رہا!.... یہ آیا!.... یہ گیا!.... یہ پڑی چپت!" عمران نے پھر اس کے سر پر ٹوٹ رسید کی
اور متواتر بکواس کر رہا۔۔۔

"یہ آیا!.... یہ گیا!.... یہ رہا!.... پھر لو چپت!...."

ذرا سی دیر میں دس پندرہ چھپتیں ناصر کے سر پر پڑ گئیں.... لیکن وہ اسے نہ پکڑ سکا!....

"بس کرو! ختم کرو!..." ناصر بانپتا ہوا بولا! "نہیں سننے! تم سور کے بچے!"

"تم مجھے طارق کے پاس لے چلو!" عمران نے رکے بغیر کہا۔ "ورنہ اسی طرح چھپتیں مار مار کر

تمہیں ختم کر دوں گا!"

"لے چلوں گا!.... لے چلوں گا!" ناصر نے ہانپتے ہوئے کہا!

(۱۲)

آج طارق نے دوسری جگہ ٹھکانا بنایا تھا! یہ ایک غار ساختا ہے... اور اس کے اوپر کئی درختوں
لی گھنی شاندیں جھلی ہوئی تھیں.... اندر راتنی جگہ تھی کہ تین چار آدمی بہ آسانی رات ببر
رسکتے تھے!

طارق قریب قریب تین یا چار منٹ سے عمران کو گھور رہا تھا اور عمران اس طرح سر جھکائے
بیٹھا تھا جیسے کوئی فکر مند باپ اپنے بچوں کے درمیان بیٹھا ہو، ان کے مستقبل کے بارے میں
ہوچ رہا ہو!.... ناصر باہر نکلنے کے راستے کے سرے پر کھڑا تھا!.... دھنٹا طارق بولا!

"پہلے میں تمہیں یوں قوف سمجھا تھا! لیکن اب! میں تمہاری طرف سے مطمئن نہیں ہوں!
وہ میری بے اطمینانی کا مطلب تو تم سمجھتے ہی ہو گے!.... مجھے بتاؤ کہ تم نے ناصر کو کیسے پہچان
لیا تھا! تم اسے کیا جانو!"

"مجھے جو لیا نے بتایا تھا کہ ناصر تمہارا اگرہا دوست ہے!"

"بس اتنا ہی! تم نے یہ کیسے جانا کہ یہی ناصر ہے....!"

"اس لئے کہ ان کی ناک کافی لمبی ہے اور ناک کے سوراخ بہت بڑے بڑے ہیں!.... ایسی
اک والا ہر آدمی مجھے ناصر معلوم ہوتا ہے....!"

"میرا وقت نہ بر باد کرو! تم مجھے الو نہیں بتا سکتے!"

"اور تم مجھے یونہی الوباتے پڑے جاؤ گے!.... طارق صاحب! تم نے میرا کیریٹ بر باد کر دیا!
ملچوروں کی طرح منہ چھپائے پھر رہا ہوں!"

"تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے!" طارق نے خت لیج میں پوچھا!

"اللہ میاں نے بھیجا ہے.... اب کہو!"

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہاں سے زندہ نکل سکو گے!"

”اچھا جی!“ عمران ناک چڑھا کر بولا“ کیا تمہارا دل بھی چیزیں کھانے کو چاہا ہے؟ طارق سمل میں آدمی نہیں بلکہ بہوت ہوں! میرے جانے والے مجھے اسی نام سے یاد کرتے ہیں ای غار تم دونوں کا مقبرہ بن جائے گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اپنے دونوں باٹھوں کے علاوہ اور کچھ نہیں استعمال کروں گا!“

طارق شدید غصے کے باوجود بھی نہیں پڑا۔ اسے اپنی طاقت پر برداشتہ تھا! اسے عمران کی یہ بات ایسی الگی جیسے کوئی پھر کسی ہاتھی کو چیلنج کر رہا ہوا!

”تم نہیں رہے ہو طارق!“ عمران بولا“ لیکن میرے پاس زیادہ وقت نہیں! مجھے آج ہی رات کو پانچ بزرار روپے مہیا کرنے ہیں اور اس کے لئے میں تیور ہی کی تجویری توڑنے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ بھی کیا یاد کرے گا کہ کسی غریب کو ستایا تھا!“

”تم نے ابھی تک میری بات کا جواب نہیں دیا! تم ناصر کو کیسے پہچان گے تھے؟“
”لا جوں والا قوتہ پھر وہی ناصر... اچھا میں تم کھاتا ہوں کہ میں نے ناصر کو قطعی نہیں پہچانا تھا! پہلے ایک دوسرے ٹینٹ میں جا گھسا تھا! وہاں معلوم ہوا کہ ناصر برابر والے ٹینٹ میں ہے!
دوسرے ٹینٹ میں پہنچ کر میں نے صرف ناصر کا نام لیا تھا اس کی طرف دیکھ کر خاص طور سے اسی کو مخاطب نہیں کیا تھا! یہ حضرت اپنا نام سنتے ہی اچھل پڑے اور میں سمجھ گیا کہ ناصر ہیں!“

”میں اب بھی مطمئن نہیں ہوں گا!“ طارق نے گردن جھک کر کہا!
”جب پھر ایک ہی صورت رہ جاتی ہے!“ عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر مایوسانہ انداز میں کہا“ وہ یہ کہ ہم دونوں سر لڑائیں۔ اگر میر اسر پھٹ جائے تو میں جھوٹا اگر تمہارا سر پھٹ جائے تو ہم دونوں الو کے پڑھے!“

طارق پھر خاموش ہو کر اسے گھونٹنے لگا!
”تم میرے پاس کیوں آئے ہو؟“ اس نے تھوڑی دیر بعد پوچھا!
”محض یہ معلوم کرنے کے لئے کہ تم مجھے تیور کے گھر کا نقشہ سمجھا سکو گے یا نہیں! اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ اس کی تجویری اس کی خواب گاہ میں ٹھیک اس کے سرہانے رکھی رہتی ہے!
”تو تم مجھے اس کی تجویری توڑو گے!“

”طارق! میں جھوٹ بہت کم بولتا ہوں!“
”میں تمہیں اس کی رائے نہ دوں گا کہ تم اس کی تجویری میں ہاتھ بھی لگاؤ!“
”میں رائے لینے نہیں آیا... طارق صاحب!“ عمران نے ناخونگوار لہجے میں کہا!“ میرا امام عبد المنان ہے، جو کچھ سوچتا ہوں کر ڈالتا ہوں۔ ویسے میں نے ابھی تک شادی کرنے کے متعلق

”میں سوچا!“

”میری بات تو سنو! تمہیں صرف پانچ بزرار روپے چاہیں تا! وہ میں تمہیں دے دوں گا!“
”تم مجھے پانچ بزرار روپے دے گے!“ عمران نے مضمکہ اڑانے والے انداز میں قبیله گا کر کہا!
”یقیناً دے سکتا ہوں! میرے لئے یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے!“

”اسی لئے غاروں اور جہاڑیوں میں چھتے پھر رہے ہو!“ عمران پھر ہنس پڑا اور طارق کو ایک پھر غصہ آگیا! لیکن وہ خاموشی سے اپنی جگہ پر بیٹھا رہا! اس کی تیزی اور عقلابی نظریں عمران کو بیل رہی تھیں۔

”میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم کیا بلا ہو!“ اس نے کچھ دیر بعد کہا!
”نہ سمجھو تو بہتر ہے!“ عمران لاپرواںی سے بولا! ”نہ جانے کتنے بھی حرث لئے ہوئے دنیا ہے چلے گے!“

”سمجھوتے کی بات کرو اور مجھے اپنے متعلق بتاؤ!“ طارق نے نرم لبھے میں کہا“ ہم دونوں کو اپنے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں! اس کے بغیر ہم ایک دوسرے کے قریب میں ہو سکتے!“

عمران اسے اس انداز میں دیکھنے لگا جیسے وہ طارق کے ان جملوں میں صداقت تلاش کر رہا ہو!
”لیکن اگر تم نے اس کے باوجود بھی مجھے دھوکا دیا تو میں کس سے فریاد کروں گا!“ اس نے دوڑی دیر بعد کہا!

”میں دھوکا کس طرح دوں گا!“

”یہ کہ اگر تم نے میرے حالات سے پولیس کو باخبر کر دیا تو....!“
طارق ہنسنے لگا... پھر بولا“ بھلا مجھے پولیس سے کیا سر دکار.... میرا پاپیش بھی قانون کی لمیں باعزت تو نہیں!“

”تمہارا پاپیش!“ عمران نے حرث سے کہا“ میں نہیں سمجھا!“

”ہاں.... آں.... پولیس میری دوست نہیں ہو سکتی!“

”یار جب تم خود بھی نہیں کھلتے تو مجھے پاگل کتے نے کاتا ہے!“

”میں ڈاکے ڈالتا ہوں! اب سمجھے!“

”سمجھ گیا... اور میں بھی....! ڈاکے تو خیر نہیں ڈالتا!.... لیکن تجویری توڑنے میں اپنا باب نہیں رکھتا... اور ہاتھ کی صفائی... ایسی کہ دن دہارے بیچ بازار سے ہاتھی غائب ہوں اور کسی کو خبر تک نہ ہو!“

”یہ بات...!“ طارق آنکھیں چھاڑ کر بولا! لیکن اس کے لمحے سے ابھی تک بے یقینی متریخ ہو رہی تھی!

”ہاں دوست بیکی بات ہے!“

”مجھے یقین کیسے آئے!“

”یقین!... اچھا تو سنو جس وقت ناصر پر چیل پڑ رہی تھیں! اسی وقت اس کے کوٹ کی اندر رونی جیب نے اس کا پرس نکل کر میری جیب میں آگیا تھا!...“

ناصر بول کھلا کر اپنی جیب ٹوٹنے لگا اور اس کے منہ سے ایک ہلکی سی تحریر آیز آواز نکلی!

”مگر براہ نہیں!... اپنا پرس سنجاہاو!“ عمران نے جیب سے پرس نکال کر ناصر کے آگے پھینک دیا!

”واہ یاڑ!“ طارق نے تحسین آمیز انداز میں کہا۔

”یہی نہیں! اچھا تم بتاؤ۔ کیا میں نے ابھی تک تمہارے جسم کو ہاتھ لگایا ہے... یاد کر کے بتاؤ!“

”نہیں تو... کیوں؟“

”تمہارا پرس بھی میرے پاس ہے!“

”کیا؟“ طارق بھی اپنی جیبیں ٹوٹنے لگا! لیکن اتنی دیر میں اس کا پرس بھی اس کے سامنے پھینک دیا گیا!

”اچھا دوست!“ طارق نے ایک طویل سانس لے کر کہا! ”ہماری دوستی کافی کار آمد ثابت ہو سکتی ہے۔“

”بس تم مجھے اس کے گھر کا اندر ونی نقشہ سمجھا دو!“ عمران نے کہا۔

”فضول ہے! اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہو گا! بڑی رقمیں کوئی بھی گھر میں نہیں رکھتا! تجوہ ری میں سے اگر تم نے دو چار ہزار روپے نکال بھی لئے تو کیا ہو گا۔ کتنے دن کھاؤ گے!... آدمی کو ہمیشہ لمبا ہاتھ مارنا چاہئے!“

”ارے یار تو کچھ بتاؤ بھی نا!“ عمران نے مضطربانہ انداز میں پہلو بدل کر کہا!

”سال بھر میں ہم تیوں کروڑ پتی ہو جائیں گے!“ طارق نے کہا۔

”یار طارق جلدی بتاؤ! اب اگر تم نے خواہ بات کو طول دیا تو میں اپنا گلا گھونٹ لوں گا!“

”عنقریب بندر گاہ پر تیور اینڈ بار میں کامال اترے گا!... اس میں سے تمہیں کچھ پیشیاں اڑائی ہوں گی۔“

”ارے یہ کتنی بڑی بات ہے! ہزاروں آدمیوں کی آنکھوں میں دھول جھوک کر نکال لوں

”اگر بندر گاہ پر کامیاب نہ ہو سکا تو وہاں سے گودام تک کے راستے میں یقینی طور پر یہ کام ہو جائے گا! یا تم عبد المنان کو کیا سمجھتے ہو؟!“

”لیکن ان پیشوں کی شناخت!“ طارق کچھ سوچتا ہوا بولا! ”ان سب پر ایکس فائیو تھری نائیں لکھا ہوا ہو گا!“

”ہاں ذرا ایک منٹ!“ عمران جیب سے اپنی نوٹ بک اور پنسل نکالتا ہوا بولا ”نبہر لکھ لوں... ہاں... کیا... ایکس تھری نائیں...!“

”نہیں! ایکس... فائیو... تھری... نائیں!“

”بس تو سمجھ لو کہ پیشیاں غائب ہو گئیں!“ عمران نوٹ بک اور پنسل جیب میں ڈالتا ہوا بولا۔ ”مگر ان پیشوں میں ہو گا کیا!“

”ان میں سانپوں کی کھالیں نہیں ہوں گی!“

”اچھا تو پھر کیا زندہ سانپ ہوں گے؟“ عمران نے پوچھا!

”نہیں یاڑ... یہ ابھی نہ پوچھو! اس انہیں اڑاکو۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ ان میں کیا ہے!“

”یعنی تمہیں بھی معلوم نہیں ہے!“

”ہاں یہی سمجھ لو!“

”تم بتانا نہیں چاہتے!“ عمران نے کہا ”خیر نہ بتاؤ! میں اپنے دوستوں پر ہمیشہ اعتماد کرتا ہوں! مجھے ملکیں ہے کہ تم نہ جانتے ہو گے، لیکن کسی کی چیز کا بیشہ ضرور ہو گا! کیوں کیا غلط کہہ رہا ہوں؟!“

”بہت کچھ ہو سکتا ہے! بھائی عبد المنان!... غیر قانونی طور پر برآمد کی ہوئی کوئی بھی قدر!... میر امطلب یہ ہے کوئی بہت قیمتی چیز!... سوتا... جواہرات!...!“

”مگر یہ طریقہ خطرناک ہے!... اگر وہ پیشیاں گم ہو جائیں تو!“

”ٹھیک ہے! اسے بس ایک طرح کا جواہ سمجھ لو! وہ پیشیاں... اسی کپیوں کی طرف سے بھیجی جاتی ہیں، جو سانپ کی کھالوں کی تجارت کرتی ہیں!... بھلاکوں سوچ سکتا ہے کہ کوئی حقیقی چیز اتنی لاپرواٹی سے بھی بھیجی جا سکتی ہے۔!“

”مگر تمہارے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان نمبروں کے علاوہ اور بھی مختلف نمبروں کی پیشیاں ہوتی ہوں گی! جن میں سے مجھے صرف ایکس فائیو تھری نائیں نمبر کی پیشیاں غائب کرنی ہوں گی!“

”یقیناً تمہیں وہاں مختلف نمبروں کی پیشیاں ملیں گی!... یہ تمہر دراصل کھالوں کی اقسام کے ہوتے ہیں!“

”لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہی پیشیاں کھلے والی ہیں جن پر ایکس فائیو تھری نامیں لکھا ہوا ہوتا ہے؟“

”تم خواہ تجوہ بحث نکال بیٹھے ہو!“ طارق بڑھ لیا!

”پچھے اور نہ سمجھنا پیارے!“ عمران جلدی سے بولا ”میں صرف اپنا اطمینان کرتا چاہتا ہوں!“

کہیں ایسا نہ ہو کہ میں سانپوں کی کھلیں ذھوتارہ جاؤں! مجھے بڑی کوفت ہو گی!

”بات یہ ہے کہ ایکس فائیو تھری نامیں نمبر کی پیشیاں کبھی گودام میں نہیں جاتیں! تمور اور

میجر خاص طور سے ان کی گمراہی کرتے ہیں اور کسی کو پہنچنے پاتا کہ وہ پیشیاں کہاں گئیں؟“

”اوہ!“ عمران نے کہا ”بس مجھے یقین آگیا! ان میں ضرور کچھ گھلاب ہے! اچھا پیارے! میں تم

مجھے ایک دن پہلے بتادیا کہ کب مال اترے گا!“

پچھے دیر کے لئے وہ خاموش ہو گئے! پھر طارق نے ناصر سے کہا۔

”یار ذرا!... وہ اسکاچ کی بوتل تو نکالنا... اس دوستی کی خوشی میں پچھے ہو جائے!“

”بس دوست مجھے تو معاف ہی رکھو!“ عمران نے کہا!

”کیوں۔ کیوں؟“ طارق اور ناصر ایک ساتھ ہوئے!

”استاد نے ہمیں یہ سکھایا ہی نہیں! ان کا قول تھا کہ جس دن عورت یا شراب کے نزدیک بھی

گئے... اسی دن گردن پھنس جائے گی!... یہ سب تو صرف شریف آدمیوں کے مشاغل ہیں!“

”گھرے ہو یارا!“ طارق اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ ”مگر پھر وہ جو لیا کا قصہ!“ اس پر

عمران نے بڑے زور سے قہقهہ لگایا اور کافی دیر تک ہٹتے رہنے کے بعد بولا!

”وہ سب بندل تھا! تم مجھے اپنے کام کے آدمی معلوم ہوئے تھے۔ اس لئے میں تم سے بے

تکلف ہونا چاہتا تھا!“

”کمال ہے!“ طارق اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

”صورت سے بالکل یوں قوف معلوم ہوتے ہوئے... اور یہی تمہارے اوپرے ہونے کی دلیل ہے! کہیں مجھے تمہاری شاگردی نہ اختیار کرنا پڑے!“

”اڑے اڑے... بھلا یہ ہمچنان عبدالمنان کس قابل ہے!“

”واقعی تم کس قابل ہو! کے آئی ذبل ایں.... کس قابل!“ طارق نہ کر بولا۔

”اور کیا؟“

”اور تم بھیں بدلتے میں اپنا ٹانی نہیں رکھتے!“

کہیں فیاض الجھنوں کا شکار تھا!... اسے بارہا عمران کے ساتھ کام کرنے کا اتفاق ہوا تھا۔
لیکن اس قسم کے حالات بھی بھی نہیں پیش آئے تھے بھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ اسے عمران کا
وارث گرفتاری جیب میں ڈال کر اس کی ٹلاش میں سرگرد اس رہنا پڑتا۔

فی الحال اس کے پاس دو کیس تھے! ایک تو بوزھے کروڑ پتی ارشاد کا معاملہ اور دوسرا عمران۔
عمران والا کیس تو خیر اس نے خود ہی اپنے ہاتھ میں لیا تھا وہ تو قطعی سول پولیس کا کیس تھا!
ان دونوں کی دوستی بڑی عجیب تھی! فیاض بھی عمران کے لئے اپنے دل میں بے پناہ خلوص
محسوس کرتا تھا اور بھی اس سے اتنی نفرت ہو جاتی تھی کہ اس کا تصور بھی گراں گزرتا۔

عمران نے اس سے تمور اینڈ بارٹلے والوں کی کسی غیر قانونی حرکت کا تذکرہ کیا تھا! لیکن
اس کی نویعت ہی نہیں بتائی تھی۔ اس کے بعد ہی ارشاد والا واقعہ سامنے آیا۔ اس کا کچھ نہ کچھ
تعلق تمور اینڈ بارٹلے والوں سے بھی تھا!... پھر ایک ایسی کار میں، بم کا دھماکا ہوا جو تمور اینڈ
بارٹلے کی فرم سے تعلق رکھتی تھی!... اس میں چار آدمی زخمی ہوئے! تمور اینڈ بارٹلے والوں
بنے کہا کہ وہ کار ان کے بیہاں سے چراںی گئی تھی۔ زخمی ہونے والوں نے بھی اس کا اعتراف کیا
کہ حقیقتاً وہ اس کار کو چراںے جانا چاہتے تھے لیکن وہ اس سے واقعہ نہیں تھے کہ کار میں کسی جگہ
بم چھپا ہوا ہے۔ اس کے بعد ہی تمیرا شگوف کھلا یعنی عمران پر فرم کی طرف سے غبن کا الزم
عائد کر کے پولیس کی مدد طلب کی گئی ان سب باتوں کے پیش نظر فیاض نے اپنی تمام تر توجہ اس
فرم پر مرکوز کر دی! جس کا نتیجہ یہ تھا کہ پانچویں جیزت ایکیز حقیقت اس کے سامنے آئی اور یہ
کہ بوزھے ارشاد کا بھی کافی سرمایہ فرم میں لگا ہوا تھا!... اب معاملہ اور زیادہ الجھ لیا۔

فیاض نے ایک بار پھر تمور کو اپنے آفس میں طلب کیا! تمور نے اپنے میجر کو بھی دیا خود
نہیں آیا....

فیاض بہت زیادہ جھلایا ہوا تھا!... کیونکہ ارشاد والے معاملے میں پوچھ گھج کے دوران میں
ان لوگوں نے یہ نہیں بتایا تھا کہ ارشاد بھی فرم کے حصہ داروں میں سے تھا!... وہ تو اتفاقاً اسی
تفصیل کے دوران میں اس کی نظروں سے چند کاغذات گزرنے جن سے اسے ارشاد کی شرکت کا
علم ہو کیا۔ ورنہ شاید یہ لکھتے تاریکی ہی میں رہتا۔

فیاض نیجر ہر س پڑا۔

”مجھے اس کا جواب چاہتے کہ یہ بات چھپائی کیوں گئی!“ اس نے کہا!

طارق ہی کے آدمیوں میں سے کوئی تھا... اور سنئے... دکٹافون کا ایک سیٹ میرے کمرے میں بھی ملا ہے!

”میرا خیال ہے کہ طارق کسی منظم گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ورنہ مجھے اس طرح چیز کرنے کی بہت نہیں کر سکتا تھا!“ تیمور بولا۔

”مجھے یقین نہیں ہے کہ طارق اب تک زندہ ہوا!“ فیجر کچھ سوچتا ہوا بولا ”ٹوٹی اور بار کر کی ناکی کے باوجود بھی وہ نہ فیک سکا ہو گا۔“

”کیوں! کس طرح!“ تیمور نے مضطرباتہ انداز میں پوچھا!

”میں ابھی آپ کو نہیں بتانا چاہتا تھا! لیکن تذکرہ آہی گیا ہے، تو سنئے! مجھے پہلے ہی سے یقین تھا کہ طارق کو اصلیت کا علم نہیں ہے! وہ صرف اتنا جانتا ہے ایکس فائیو ٹھری نائین نمبر کی پیشیاں گودام میں نہیں جاتیں اور اسی سے اس نے اندازہ کیا ہوا کہ ان پیشیوں میں کوئی خاص چیز ہوتی ہے! ظاہر ہے کہ ایکس فائیو ٹھری نائین کا نمبر اس کے لئے خاص کشش رکھتا ہوا گا! اس نفیاتی لکھتے کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے ایک حرکت کی اور وہ سونی صدی کا میاں رہی! ایکس فائیو ٹھری نائین کی ایک خالی پیٹی میں دوزہریلے سانپ پیک کئے اور اس پیٹی لو اپنے کمرے میں چھپا دیا شام کو آفس سے جاتے وقت اسے کمرے سے نکلا! ناصر آفس کے باہر موجود تھا... میں نے خاص طور سے اسے پیٹی کا نمبر دکھانے کی کوشش کی لیکن اس انداز میں کہ اسے قصیر کا شہنشہ ہو سکے! ناصر پیٹی کو میرے ہاتھ میں دیکھتے ہی وہاں سے کھک کیا اور میں کار میں بیٹھ کر پل پڑا کچھ ہی دیر بعد میں نے محوس کیا کہ ایک موڑ سائیکل میری کار کا تھا قاب کر رہی ہے!... موڑ سائیکل پر طارق تھا! میں نے رفتاد تیز کر دی! اگر تک پیچنے کے لئے مجھے ایک دیر ان سڑک سے گزرتا ہے... وہیں طارق کی موڑ سائیکل کار کے برابر چلے گئی۔ اس نے مجھ سے کار روکنے کو کہا!... میری کار اور موڑ سائیکل ساتھ ہی رکیں... اور طارق نے چھپت کر پیٹی انھیں جو کار کی پیچلی سیٹ پر پڑی ہوئی تھی!... اس کے ایک ہاتھ میں روپ اور تھا پیٹی پر قصہ کر لینے کے بعد اس نے تھامنے لجھ میں کہا ”میں اب جاؤ کوئی حرکت کرو گے تو بیدار لیغ گولی مار دوں گا!“ بہر حال میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ٹوٹی اور بار کر پہلے ہی سے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے! میں نے انہیں سمجھ دیا تھا کہ وہ اسے پیٹی کھونے کا موقع تھی نہ دیں! میں چاہتا تھا کہ وہ جنگل میں اپنی کمین گاہ میں پیچھے را سے کھو لے اور پھر انہیں میں اسے پیچھے کا بھی موقعہ نہ مل سکے۔“

”مگر وہ تو اس وقت تک زندہ تھا۔“ تیمور نے کہا!

”جی ہاں... اور مجھے... یقین ہے کہ اس نے اس وقت تک اسے کھوا نہیں تھا۔ ٹوٹی اور

”جب آپ نے اس کے متعلق پوچھا کہ تھا!“ فیجر نے جواب دیا!

”یہ بات بہر حال میرے سامنے آئی چاہئے تھی!“

”میں نہیں سمجھ سکتا کہ کس طرح... اس سے آپ کی تفہیش کا کیا تعلق ہو سکتا ہے!... یہ ایک کاروباری بات تھی!... اب آپ نے پوچھا ہے تو ہم بتا سکتے ہیں کہ ارشاد صاحب بھی فرم کے حصہ داروں میں سے تھے!“

”کتنے کے حصہ دار تھے!“

”مجھے زبانی یاد نہیں کاغذات دیکھ کر بتایا جاسکتا...“

اُس کے بعد فیاض کی گاڑی پھر ٹھپ ہو گئی!... اگر اس نے یہ بات فیاض کو پہلے نہیں بتائی تھی تو اس پر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں تھی! یہ حرکت غیر قانونی نہیں کہی جائی تھی!... اچاک فیاض کو کاروala حادثہ یاد آگیا اور اس نے گفتگو کا رخ اس کی طرف موز دیا۔

”کمار کی چوری کی روپورٹ پہلے ہی کیوں نہیں لکھائی گئی تھی!“

”جب علم ہوا تو لکھائی گئی۔ وہ کار بہت مکم استعمال میں رہتی تھی!“

یہ بات بھی ختم ہو گئی... اور فیاض کو اسے دو چار دھمکیاں دے کر رخصت کر دینا پڑا۔

”میں جانتا ہوں!... سب سمجھتا ہوں“ فیاض نے کہا ”بس وقت کا انتظار ہے! تم جاسکتے ہو۔“

لیکن اس کے فرشتوں کو بھی کسی خاص بات کا علم نہیں تھا، ویسے سب سے بڑی خاص بات یہی تھی کہ عمران اپنا وقت یونہی نہیں بر باد کر رہا تھا!

(۱۲)

مگر فیاض کی اس دھمکی نے تیمور اور اس کے فیجر کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ دونوں کافی دیر سے کسی مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے!

”اس دھمکی کا مطلب یہ ہے کہ انہیں شبہ ہو گیا ہے!“ تیمور نے کہا!

”جب یہ بات طارق کو معلوم ہو گئی ہے تو پو لیس کیسے لا علم رہ سکتی ہے۔“ فیجر بولا۔

”خیر طارق کی بات چھوڑو! اس نے بہت قریب سے دیکھا ہے میرا خیال ہے کہ اسے بھی صرف شبہ ہی ہوا ہے، حقیقت نہیں معلوم!“

”اس کی تو فکر نہ کیجئے۔“ فیجر نے کہا ”جس دن بھی دو چل گیا صاف ہو جائے گا!“

”اور اس اکاؤنٹنٹ کے بارے میں کچھ معلوم ہوا...“ تیمور نے پوچھا!

”اکاؤنٹنٹ!“ فیجر کچھ سوچنے لگا... پھر تھوڑی دیر بعد بولا ”میرا خیال ہے کہ وہ بھی

”اوہ!“ شجر نے لاپرواں سے اپنے شانوں کو جنم دی۔ ”اگر وہ زندہ بھی ہے تو کیا ہوا... میں اسے ٹھکانے لگادینے کا ذمہ لیتا ہوں!“

”اتی دیر بعد ایک بات کام کی کمی ہے تم نے خیر!... ہٹاؤ ان تذکروں کو... میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ اس بار مال امارت نے میں اختیاط برتنی جائے!... طارق کی وجہ سے نہیں کہہ رہا... بلکہ پولیس... کیپٹن فیاض کی دھمکی کچھ نہ کچھ معنی ضرور رکھتی ہے!“

(15)

عمران نھیک تو بجے رات کو طارق کی کمین گاہ میں داخل ہوا آج اس کا حلیہ کچھ اور تھا! طارق اسے دیکھتے ہی کلہڑا ایک کراٹھا!

”بچمدان... عبدالمنان نیزی جان!...“ عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے کہا! ”ہمیں!... یہ تم ہو!“ طارق نے تحریر انداز میں کہا۔

”سو فیصدی میں ہی ہوں!“
”یار تم آدمی ہو یا شیطان!“

”شیطانوں کو آدمی اور آدمیوں کو شیطان معلوم ہوتا ہوں! باقی سب خیریت ہے!“
”کیا رہا!“

”ہتھا ہوں! تم فکر نہ کرو اپلے مجھے کافی پلاڑا! بہت تحکب گیا ہوں!“

طارق نے کافی کا برتن انگلیٹھی پر رکھ دیا... اور اپنے پانپ میں تمباکو بھرتا ہوا بولا!

”اگر تم نے کوئی بری خبر سنائی تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔ کیونکہ تم نے آن مجھے یہاں سے نہیں لکھنے دیا! اگر اس بار کی پیشیاں ہمارے ہاتھ نہ آئیں تو بہت برا ہو گا... ہو سکتا ہے کہ پھر آئندہ وہ کوئی دوسرا طریقہ اختیار کریں!“

”میں تمہاری طرح الازی... نہیں... اکاڑی... کیا کہتے ہیں اسے... آہا... اکاڑی۔ اکاڑی... میں تمہاری طرح اکاڑی نہیں ہوں ہمیشہ پاکام کرتا ہوں!“

”پیشیاں اڑا دیں تم نے!“ طارق سیدھا ہو کر بیٹھتا ہوا بولا!
”بس اکاڑی ہی سمجھو!“

”کیا مطلب...!“
”میں انہیں ان کے گھر تک پہنچا آیا ہوں!“

”صاف صاف بیاؤ!“ طارق جھمچھلا گیا!

بار کرنے تکی رپورٹ دی ہے!....“
”پھر ٹوپی اور بار کرنے کی حملہ کروانے کی ضرورت تھی۔“ تیمور نے پوچھا!
”میں نے ان گدھوں سے یہ ہرگز نہیں کہا تھا کہ وہ اس پر حملہ کریں۔ مقصد صرف یہ تھا کہ وہ اس پیٹھی کو بے اطمینانی اور جلدی کی حالت میں کھو لے اور ان سانپوں کا شکار ہو جائے... دراصل ان دونوں نے محض اپنے بچاؤ کے لئے اس پر حملہ کیا تھا۔ انہیں شبہ ہو گیا تھا کہ طارق وہاں ان کی موجودگی سے آگاہ ہے! لہذا قبل اس کے کہ وہ ان پر ہاتھ ڈالتا انہوں نے خود اسی پر حملہ کر دیا!....“

”اور اس کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے!“ تیمور نے طنزیہ لہجہ میں کہا!

”یقیناً... اگر اس قسم کا کوئی حملہ میری اسکیم کے مطابق ہوتا تو، ضرور کامیاب ہوتا!“
”توڑی دیر تک خاموشی رہی پھر تیوز نے پوچھا!

”شکاریوں میں سے کون کون اس کے ساتھ ہے!“
”ظاہر تو کوئی بھی نہیں ہے! حتیٰ کہ ناصر بھی بھی پر واہ نہیں کرے گا!“
”مفاد کے مقابلے میں اپنی اور طارق کی دوستی کی بھی پر واہ نہیں کرے گا!“
”شکاریوں سے طارق کے متعلق پوچھ گچھ کی تھی!“

”جی ہاں! وہ لا علمی ظاہر کرتے ہیں! انہوں نے اسے حملے کی ریت کے بعد سے اب تک نہیں دیکھا!—!“
”ناصر کیمپ میں موجود ہے!“

”جی ہاں!“
”لیکن!“ تیمور کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”ٹوپی اور بار کرنے کے مطابق حملے والی رات کو ناصر بھی طارق کے ساتھ تھا!“

”جی ہاں اور مجھے ان دونوں کے بیان پر یقین ہے!... فی الحال میں نے ناصر کو ڈھیل دے رکھی ہے... اس بار کامال اتروالوں پھر اس سے بھی کچھ لوں گا!“
”گویا تمہیں یقین ہے کہ طارق مر گیا ہو گا!“ تیمور نے مکڑا کر پوچھا!

”جی ہاں، مجھے یقین ہے!“
”کیا وہ سانپ اتنے زہر میلے تھے کہ طارق پانی بن کر بہہ گیا ہو گا!... آخر اس کی لاٹ کیا ہو گئی!... تمہارے بیان کے مطابق اگر ناصر طارق کا ساتھ ہے تو اس نے طارق کی موت کی اطلاع شکاریوں کو کیوں نہیں دی!... ظاہر ہے کہ وہ اس کی کمین گاہ سے واقف رہا ہو گا!“

"صاف صاف بتارہا ہوں!"

"عبدالمنان...! طارق غریا!"

"اڑے تو بگزتے کیوں ہو! پہلے مجھے کافی پی لینے دو! پھر اطمینان سے بتاؤں گا!"

"میں بہت برا آدمی ہوں!" طارق نے کھلاڑے کے دستے کو مضبوطی سے کپڑتے ہوئے کہا۔

"غلط کہتے ہو تم!... صورت سے میاں آدمی معلوم ہوتے ہو! اگرداڑھی رکھ لو تو ہم جیسے

لوگ بھی تمہارا احترام کریں۔ چلو کافی پلاؤ یار... کیا تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے؟"

"انڈیل کر پی لو...!" طارق نے تاخوٹگوار لبجھ میں کہا۔ عمران نے محسوس کیا کہ اس کا

بیان ہاتھ کھلاڑے کے دستے پر ہے اور داہما جب میں! وہ جانتا تھا کہ طارق رویالور بھی رکھتا

ہے... لیکن وہ بڑی بنے پروائی سے کپ میں کافی انٹیلے رکا!

کافی کی دو تین چسکیاں لیئے کے بعد اس نے کہا۔ "کل پندرہ پیشیاں ہیں۔ میں نے اچھی

طرح شمار کیا تھا... مگر یادِ مجھے وزن کچھ زیادہ نہیں معلوم ہوا۔"

"کیا تم نے اٹھا کر دیکھا تھا!" طارق نے پوچھا!

"نہیں! اٹھانے والوں کی شکلیں دیکھی تھیں!... بوجھ اٹھانے والے کی شکل ہی دیکھ کر

وزن کا اندازہ ہو جاتا ہے... غائب اتم سمجھ گئے ہو گے!"

"ہاں! میں کچھ گیا ہوں! لیکن تم نے تو کہا تھا کہ میں انہیں راستے ہی سے غائب کر دوں گا!"

"ہاں میں جادو گر ہوں تا! چھو کیا اور معاملہ صاف! یار طارق تم نے عقل تو نہیں بخ

کھائی!... معلوم ہوتا ہے کہ تم نے چھو منڑ والے جاؤں ناول بہت پڑھے ہیں!"

"تو پھر کیا جھک مارتے رہے ہو؟" طارق پھر جلا جیا!

"چلو یہی سمجھ لو... لیکن میں ابھی ٹھوڑی دیر میں تمہاری آنکھیں کھول دوں گا!"

طارق کچھ نہ بولا! وہ تیز نظر دوں سے عمران کو گھور رہا تھا!... عمران سر جھکائے کافی پیتا رہا

پھر پیالہ خالی کرنے کے بعد اسے زمین پر رُخ کر آئیں سے ہونٹ شک کرنے لگا!

"میں سمجھا! طارق غریا!" تمہاری نیت میں فتور آکیا ہے اور تم اکیلے ہی ہضم کرنا چاہتے ہو!

"بس اب چپ رہو! ورنہ مجھے بھی غصہ آجائے گا... اور مجھے غصہ آنے کا مطلب یہ ہوتا

ہے کہ میں ہفتون ہسپتال میں پڑا رہوں!"

" بتاؤ! وہ پیشیاں کہاں ہیں! طارق نے کسی سانپ کی طرح پھکار کر رویالور نکال لیا!

"اڑے... اڑے... وہ یار... نیکی اور پوچھ پوچھ... لا لاحول شاکن میں غلط بول رہا

ہوں! وہ کیا محاورہ ہے نیکی کا پھل.... نہیں... کیا کہتے ہیں.... تم ہی بتاؤ... میں کو نسا محاورہ

استعمال کرنا چاہتا ہوں اس موقع پر... موقع کا کوئی شعر یاد نہیں ہے۔ ورنہ وہی بتاتا...!"

"پیشیاں کہاں ہیں! طارق گرج کر بولا!

"وہ بعد کو پوچھنا... پہلے محاورہ... آہا... یاد آگیا... نیکی برپا گناہ لازم... لو دوسرا بھی

یاد آگیا... غائب احتم طائفی کا محاورہ ہے... نیکی کر دیا میں ڈال... ویسے ارد کے ایک صحفت

شادی کر دیا میں ڈال بھی لکھا ہے... جو بھی پند آئے اس موقع کے لئے منتخب کرلو!

"تم نہیں بتاؤ گے!"

"سنوا! جیفرسن روڈ پر کھاد بنا نے کے کارخانے کے قریب ایک عمارت ہے... اس کے

علاوہ وہاں اور کوئی عمارت نہیں ہے... وہ پیشیاں اسی عمارت میں ہیں!

"ریگل لاج میں!" طارق جلدی سے بولا! "اوہ... وہ عمارت تیموری کی ہے!"

"میں ابھی ایک گھنٹہ پہلے ان دونوں کو اسی عمارت میں چھوڑ کر آیا ہوں!" عمران نے کہا۔

"پیشیاں دیں ہیں! طارق نے پوچھا!

"ہاں... ہاں... ہاں! اور وہ دونوں بھی دیں ہیں! ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے! ہم

انہیں دن وہاڑے لوٹ سکتے ہیں!"

"اس غلط بھی میں نہ رہنا!" طارق نے سنجیدگی سے لہا۔ "تیمور اور فیجر، دونوں ہی خط ناک

آدمی ہیں!... دولت نے انہیں بظاہر شریف بنا کر کھا۔! لیکن وہ مردار خور گیدڑوں سے بھی

بدتر ہیں!... خصوصاً تیمور کے ہاتھ میں اگر رویالور ہو تو وہ دیوانہ ہو جاتا ہے...!"

"اڑے چھوڑو بھی! ابھی تم بھی تو دیوانے ہو کئے تھے! پھر کیوں جب میں رکھ لیا رویالور،

ارے ہم وہ ہیں کہ تو پوپ کے رخ پھیر دیں!...! چلو اٹھو! اگر آئی وقت ساری پیشیاں سمیت نہ

لوں تو منہ پر تھوک دینا! یا مجھ سے کہنا میں چاند پر تھوڑے دل کا اور وہ الٹ کر خود میرے منہ پر

آجائے گا... محاورہ...!"

"محاورہ نہیں اکام کی بات کرو! تمہاری اسکیم لیا ہے!"

"دونوں کو پکڑ کر خوب اچھی طرح مر مت کریں گے اور ان کی آنکھوں کے سامنے ساری

پیشیاں نکال لائیں گے! کیا تم یہ سمجھتے ہو وہ اس کی روپورٹ پولیس کو دے سکیں گے؟"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا! مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ دونوں اس عمارت میں تھا ہی ہوں گے!"

"اچھا تو تم ہی اپنی اسکیم بتاؤ!" عمران نے کہا!

"میری اسکیم اپنی الحال کوئی بھی نہیں ہے! ان پیشیوں کا اس عمارت تک پہنچ جانا اچھا نہیں

ہوا۔ تھے تم نے خود کچھ لیا اور نہ مجھے لرنسے دیا۔

"یہاں کتے ضرور ہوں گے!" طارق بولا۔

"ہیں! لیکن صرف دونہد اور وہ اندر اپنے بستروں پر دراز ہوں گے! لیکن ان میں سے ایک بھی بھوکنا نہیں جانتا! وہ صرف کامنے والے کتے ہیں.... خیر آؤ!"

عمران نے آگے بڑھ کر ایک کھڑکی کے شیشے توڑے اور اندر ہاتھ ڈال کر چھپنے پنج کرادی! پھر کھڑکی کھول کر وہ دونوں اندر کو دیکھنے لگے چاروں طرف تاریکی تھی! عمران نے جیب سے تاریق نکالی اور وہ اس کی رہنمای روشنی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ ابھی تک انہیں مارچ کی روشنی کے ملاوہ اور کوئی دوسرا روشنی نہیں دکھائی دی تھی! وہ خاموشی سے مختلف کمروں سے گذرتے رہے!

اچانک وہ بے تھاں چونکے کیونکہ اب وہ جس کمرے سے گذر رہے تھے وہ یک بیک روشن ہو گیا تھا!

"تم دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ!" کسی نے پشت سے کہا اور عمران دھڑام سے پچھے کی طرف چاروں خانے چلتا گرا... طارق اس کی اس حرکت پر بولکلا کیا کیونکہ اس نے فائز کی آواز بھی نہیں سنی تھی! دوری والوں کی نالیں اس کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔

"تم اسے دیکھو!" تیمور نے نیجے سے کہا... اشارہ عمران کی طرف تھا!

نیجے ریوال کارخانے کے سینے کی طرف کئے ہوئے آگے بڑھا! تیمور طارق کی طرف متوجہ تھا! عمران نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر نیجے کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا! عمران اس وقت عبد المنان کے ٹھنے میں نہیں تھا! ورنہ شاہد طارق سے پہلے اس کا خاتمه کر دیا جاتا۔ بہر حال عمران کی اس بے تکلفاہ اشارے بازی پر نیجے بولکلا ضرور گیا تھا! وہ ریوال کی نال اس کے سینے کی طرف اٹھائے جیسے سے پلکیں چھپ کر رہا تھا! عمران نے مسکرا کر اسے آنکھ ماری اور برابر سکراتا رہا۔ نیجے بھی خواہ خواہ مسکرا پڑا۔ لیکن پھر اس حادثت کا احساس ہوتے ہی فوراً سخیدہ ہو گیا۔

"نہیں پہچانا!" عمران نے بے تکلفاہ انداز میں کہا "اس سالے کو بڑی مشکل سے چھانس کر لایا ہوں!"

عمران نے یہ بات اتنی اوپنچی آواز میں کہی تھی کہ طارق اور تیمور بھی چونکے بغیر نہ رہ سکے اور طارق نے عمران کو ایک گندی سے گالی دی۔!

"تم کون ہو!" نیجے نے نرم لمحے میں پوچھا! اس کاریوالہ والا ہاتھ خود بخود نیچے جھک گیا۔ وہ غیر ارادی طور پر عمران کے قریب آگیا تھا!

اچانک عمران نے لیٹھے ہی لیٹھے دونوں پیر جوڑ کر اس کے پیٹ پر رسید کر دیئے اور وہ ایک بھی ایک چیز کے ساتھ تیمور پر جا پڑا... دونوں فرش پر ڈھیر ہو گئے!

"تم کیا جاؤ کہ میں نے کیا کیا ہے! میری جگہ ہوتے تو آنکھیں نکل پڑتیں۔"

"اور کیا کیا ہے تم نے....!"

"گر کی باتیں تو میں اپنے باپ کو بھی نہ بتاؤں گا! میں نے تم سے پیشیوں کا وعدہ کیا ہے! وہ تمہیں اس وقت سے لے کر تین بجے کے اندر اندر مل جائیں گی! دل چاہے میری مدد کرو نہ دل چاہے نہ کرو! میں تم سے اس کے لئے بھی نہ کہوں گا! بس دور سے تماشہ دیکھتے رہنا! گیارہ بجے تک کھاد کے کارخانے کی آخری شفت چلتی ہے۔ اس کے بعد وہ بند کر دیا جاتا ہے! ہمیں اس کے بند ہونے کا انتظار کرنا پڑے گا! بہر حال میں ٹھیک بارہ بجے اس عمارت میں داخل ہو جاؤں گا.... سمجھے؟"

"وہاں پہنچنے کیا کرو گے؟"

"انٹے دوں گا!" عمران جھنگھلا گیا۔ "تمہیں اس سے کیا سر دکار کہ میں کیا کروں گا! پیشیاں تم مجھ سے لینا! اگر تمہیں ان دونوں سے خوف معلوم ہوتا ہو تو باہر ہی میرا انتظار کرتا۔ میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ اگر میں مارا جاؤں تو دم دبا کر بھاگ آتا ہوں۔"

"تم مجھے بزدل سمجھتے ہو!" طارق غریا!

"بائیں تو بزدلوں کی سی کرتے ہو!...."

"چلو اٹھو!" طارق اس کا بازو پکڑ کر کھینچتا ہوا بولا!

"گر میں ناصر کو نہیں لے جاؤں گا!"

"کیوں؟"

"یہ قوف آدمی ہے! کام بگڑ جائے گا! وہ تمہاری طرح ذہین اور معاملہ فہم نہیں ہے!"

"ہوں! تو چلو!"

"تمہاری موڑ سائکل کہاں ہے؟" عمران نے پوچھا!

"چلو وہ بھی مل جائے گی!"

طارق نے اپناریوال لوڑ کیا! کچھ زائد کارتوس بھی جیب میں ڈالے اور وہ دونوں غار سے کل آئے.... طارق نے موڑ سائکل ایک جگہ جھاڑیوں میں چھپا رکھی تھی!

تھوڑی دیر بعد موڑ سائکل کی تیز آواز جنگل کے سنانے میں گونج رہی تھی!

منزل مقصود تک پہنچنے میں صرف ایک گھنٹہ صرف ہوا.... اور موڑ سائکل سڑک کے کنارے ایک نالے میں اتار دی گئی! یہاں چاروں طرف سنا تھا.... کھاد کی فیکٹری بند ہو چکی تھی.... ان اطراف میں اس فیکٹری اور ریگل لاج کے علاوہ اور کوئی عمارت نہیں تھی! وہ دونوں ریگل لاج کی طرف بڑھنے لگے!.... باہر کی طرف ھلنے والی کسی بھی کھڑکی میں روشنی نہیں دکھائی دے رہی تھی!

”ان پیشیوں میں لاکھوں روپے کامال ہے!“ تیمور کے ہونوں پر شیطانی مسئلہ ابھت ناچنے لگی!
لیکن تم اس سے فائدہ اٹھانے کی ہمت بھی نہیں کر سکو گے! جانتے ہو! ان میں کیا ہے!
”جوہا اسے...!“ طارق نے لاپرواںی سے جواب دیا
اس پر تیمور وراس کا پتہ بیساختہ نہیں پڑا۔!

”بھولے لڑ کے!“ تیمور نے سمجھی گئی سے کہا۔ ”تم جلد باز ہو! میں جانتا ہوں کہ طاقتور اور
دلیر ہو یہ بھی جانتا ہوں کہ شہر میں ڈالے جانے والے بڑے ڈاکوں میں نہماں ہاتھ ضرور
ہوتا ہے! لیکن... تم ان پیشیوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے! کیونکہ ان میں کوئی نہیں ہے...
اور کوئی فروخت کر لینا آسان کام نہیں ہے... اس کے لئے تنظیم ضروری ہے...!
”کوئی!“ طارق کے ہاتھ سے پانچ چھوٹ پڑا۔ ”نہیں! تم مجھے دھوکا دینے کی کوشش
کر رہے ہو!“

”وہ مردود گیا ہے! بھی تم خود دیکھ لینا!“

طارق کا منہ لٹک گیا! ایسا معلوم ہو رہا تھا، جیسے وہ خود کو یہ قوف محسوس کر رہا ہو!
”بولو! کرتے ہو معاملہ!“ تیمور نے اسے خاموش دیکھ کر کہا۔ اس پورے مال کے نفع پر چوتھا
 حصہ تمہارا... اور یہ چوتھا حصہ پچاس ہزار روپے سے کسی طرح نہ ہو گا!...“
طارق پچھہ سے بولا:

”جیلوکھوں دو ہمیں! تم اس راز سے واقف ہو گئے ہو لبذا تمہیں حصہ دار تو بنانا ہی پڑے گا!“
”لیکن ارم ایسے وعدے سے پھر گئے تو!“

”نہماں ہاتھ بر وقت ہماری کردنوں لئے پہنچ سیسیں کے! کیونکہ تم ہمارے راز سے واقف
ہو گئے ہو!“

”ہاں اچھا ٹھیک ہے!“ طارق انسیں کھولے کے تھا کہ عمران کمرے میں داخل ہوا!
”یار عبدالننان!“ اس نے جھپٹی ہوئی ہنگی سے ساتھ کہا۔

”ساری محنت بر باد ہو گئی!“

”کیوں کیا ہوا...؟“

طارق نے تیمور سے جو کچھ سن تھا درہ رادیا! اور پھر بولا ”نفع کا چوتھا حصہ تم نہیں ہو گا! اس میں
سے آدھا تمہارا... اور آٹھا میرا چلو کھولو انہیں!“

”مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے! مگر خہرو! اس طرح ان لی بات پر یقین لر لینا ٹھیک نہیں
ہے! ان سے باقاعدہ تحریری اعتراف نامہ حاصل کیا جائے اسے ہم اپنے پا۔“ صیل کے تاکہ

”طارق سنپہلاونا نہیں!“ عمران جیتا۔
طارق اس سے پہلے ہی ہوشیار ہو یکا تھا... اور پھر ان دونوں کو فرش سے انہماں نصیب
ہوا... طارق اور عمران نے گمونے مار مار کر ان کے نوازدہ سست کر دیئے اور دونوں کے ریو اور
ان سے بہت دور پڑے ہوئے تھے۔

”اب انہیں باندھ دو!...“ عمران نے کہا! ”ریتم کی ذور میری جیب میں ہو بود ہے!“
ان دونوں میں بالکل سکت نہیں رہ کی تھی! اس دوران میں ان کے منہ سے ایک لفظ بھی
نہیں نکلا تھا!

طارق اور عمران نے ان کے ہاتھ بیرون باندھ کر ایک طرف ڈال دیا!
”یار... میں تو ذر ہی گیا تھا!“ طارق نے شکایت آمیز لمحہ میں کہا!

”استاد منتے ہو یا نہیں!“ عمران نے کہا!

”مانتا ہوں! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ مجھے تمہاری شاگردی اختیار کرنی پڑے گی۔“ پھر
طارق ایک کرسی پر بیٹھ کر یاپ میں تباکو بھرنے لگا!

”تم یہیں نہ ہو!“ عمران نے اس سے کہا! ”میں وہ پیشیاں لہاں ہیں!“
”نہیں ہیں! وہ یہاں سیسیں ہیں! دععتاً تیمور جلق چھار رپیغا!

”عبدالننان بھی غلط باتیں نہیں کہتا!“

”عبدالننان...!“ دونوں کے منہ سے یک وقت نکلا۔

”جی ہاں! ملاحظ فرمائیے!“ عمران نے اپنی مصنوعی موخچیں اکھلائیں اور ناک پر پلاسٹک کا خول
بھی استار دیا اور پھر مسٹرا کر بولا۔ اب آپ لوگ چونی والے تمشاںیوں کی طرح تالیاں جائیے!“

وہ ان تیوں کو دیں چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا! ان دونوں کے ریو اور بھی وہ اپنے ساتھ ہی^{لیتا گیا تھا!}

”کیوں تیمور صاحب! اب کیا خیال ہے! طارق نے پانچ سلکا کر آرام کر کی میں نیم دراز
ہوتے ہوئے کہا۔

”تم کیا کرنا چاہتے ہو!“ تیمور نے کہا!

”میں تو صرف وہ پیشیاں لے جاؤں گا اور تم لوگوں کا آئیا حشر ہو گا! اس نے میرا ساتھی
کرے گا!“

”ان پیشیوں میں کیا ہے؟“ تیمور نے پوچھا!

”جو کچھ بھی ہو! مجھے اس سے بحث نہیں ہے!“

ہمیشہ نفع کی رقم ہمیں ملی رہے...“

”ہم کوئی تحریر ہرگز نہیں دیں گے!“ تیور غرایا!

”تم کیا تمہارے باپ بھی دیں گے! میں طارق کی طرح بھولا نہیں ہوں تجھے!... میں کوکین کی فروخت کا بھی انتظام کر سکتا ہوں! نہیں طارق انہیں انھا کر اس کمرے میں لے چلو، جہاں لکھنے کی میز ہے!... جلدی کرو یار.... چلو بھی!“

ان دونوں کو انھا کر دسرے کمرے میں لا لایا گیا! یہاں فون بھی موجود تھا!... اور لکڑی کی پندرہ عدد پیٹیاں ایک ڈھیر کی صورت میں پڑی ہوئی تھیں!

”تمہارا جو دل چاہے کرو!“ تیور چیخا! لیکن ہم سے کوئی تحریر ہرگز نہیں لے سکتے!

عمران ہنسنے لگا پھر اس نے طارق سے کہا!

”ذر اپناریو الور تو کالنا... نہیں اپنے بیتھنے راز اکلنے پڑیں گے!“

طارق نے ریو اور نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا! عمران نے باسیں ہاتھ میں ریو اور پیڈا اور داہنے ہاتھ سے طارق کے جبڑے پر ایک زوردار گھونسہ رسید کر دیا!

”ارے... ارے... یہ کیا!...“ طارق فرش پر ڈھیر ہوتا ہوا چیخا!

”نفع کی رقم کا چوچا حصہ! اس کا آدھا مجھے دے سکتے ہو تو دے دو!“ عمران نے اسے اٹھنے کا موقع نہیں دیا! اس پر بڑی تیزی سے گھوٹوسوں تھپڑوں اور لاتوں کی بادشاہی کر تارہا!

”ابے کیا مگل ہو گیا ہے...!“ طارق نے اس کی گردن پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا!

”نہیں انہ آدھا... نہ چوچا! ایساری کوکین میں ہضم کروں گا! مجھ سے جو بچے گی وہ میرے بال پچے کھائیں گے!“ عمران نے کہا اور اس کا ہاتھ مروڑ کر اسے اوندھا کر دیا۔ پھر پشت پر گھٹنا تیک

کر جیب سے ریشم کی تیسری ڈور نکالی! اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے۔ اس دوران میں طارق کے منڈ سے گالیوں کا طوفان امنڈ تارہ۔ تیور اور نیجر بے تباشہ ہتھ رہے!

”کیوں طارق اب کیسی رہی!“ تیور نے جلے بھنے لیج میں کہا ”تم نے جو کوں اپنے مالک کے لئے کھو داھا اس میں خود بھی گر گے!“

”یہ بات تم نے پتے کی کہی ہے۔ تیور صاحب!“ عمران سر ہلا کر بولا!

پھر وہ فون کی طرف بڑھا اور کسی کے نمبر ڈائیل کر کے ہاتھ چیزیں میں بولا۔

”ہیلو! نیلی جن بیورو... کیپٹن فیاض کہاں ہیں! گھر پر... اچھا شکر یہ!“ عمران ڈس کنکٹ کر کے دوسرے نمبر ڈائیل کرنے ہی جا رہا تھا کہ تیوں بیک وقت چیخ۔

”تم یہ کیا کرنے جا رہے ہو!“

”اس کو کیمن کی تقسیم کا انتظام! آخر میں اکیلے کتنی کھاؤں گا!“ عمران نے انجامی سمجھی گی سے جواب دیا... اور کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کرنے لگا!

”تمہیں اس سے کیا فائدہ پہنچ گا!“ تیور گھٹھیا! ”چلو نفع کی آدمی رقم پر معاملہ طے کرلو!“ طے کرنے کی کیا ضرورت ہے! نفع کی پوری رقم ہر حال میں میری ہے!“ عمران نے کہا۔ پھر ماڈھ پیس میں بولا ”ہیلو! کیا سور ہے تھے! ہاں ہاں! میں ہی بول رہا ہوں میری جان عبد المان! یعنی علی عمران۔ ایم-ایس-سی، پی-ایچ-ڈی گور اسپور... ہیلو! ہاں! آؤ... گرفتار کرلو مجھے! مشر تیور بھی یہاں موجود ہیں اور ان کے نیجر بھی.... اور ایک تیسرا مرغ جس کی تمہیں عرصہ سے تلاش تھی... وہی جس نے تین ماہ گذرے میں آف چائنا میں ڈاکر ڈالا تھا اس کا نام طارق ہے.... وہاں کی تجویزیوں پر پائے جانے والے انگلیوں کے نشانات اور طارق کی انگلیوں کے نشانات میں تم کوئی فرق نہیں پا دے گے.... اچھا تم ہی بتاؤ کہ میں کہاں سے بول رہا ہوں!.... جیفرسن روڈ.... کھاد کی فیکٹری کے سامنے ریگل لاج ہے.... یہ عمرت تیور ہی کی ملکیت ہے!.... یہ تیوں مجھے بے تھاش گالیاں دے رہے ہیں! اس لئے فوراً آؤ... اس وقت میرے قبضے میں لاکھوں روپے کی کوکین ہے... ہاں میری جان! کیوں مزہ آگیا... ہاں جلدی آؤ... کئی راتوں سے پوری نیند نہیں نصیب ہوئی... ہری آپ!

”تت... تو... تم...!“ تیور ہکلا کر رہا گیا!

”ہاں میں علی عمران! عرف عبد المان.... جو چاہو سمجھ لو! تم نے میرا نام تو پہلے ہی سنا ہوا!“ کمرے پر سکوت طاری ہو گیا۔

(۱۶)

دوسرے دن شام کو کیپٹن فیاض عمران کے فلیٹ میں داخل ہوا عمران اپنے نے نوکر کو ڈاروں کا مسئلہ ارتقا سمجھا رہا تھا! اور وہ اتنا منہک تھا کہ اسے فیاض کے آنے کی خبر نہ ہوئی یا ہو گئی، ہر عمران کی بات عمران ہی جانے! بہر حال اس کے انداز سے بھی ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے فیاض کی آمد کا علم نہیں ہے!

وہ اپنے آن پڑھ نوکر سے کہہ رہا تھا! ”اب یمارک اور ڈاروں کے نظریات ارتقا فرق سمجھنے کی کوشش کرو! سمجھنے کی کوشش کرو گے!“

”جی ہاں صاحب!“ تو کرنے سعاد تمندانہ انداز میں کہا! لیکن ایک صاحب آئے ہیں۔“

حرکت کی بناء پر کامیابی ہوئی ہے! حالانکہ میں نے بہت پہلے تم سے کہا تھا!... تمہیں یاد ہو گا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ ارشاد والے معاملے کی جتنی زیادہ پیشی ہو اتنا ہی اچھا ہے اور راضیہ کے ویشی بیک والے سانپ کی تشہیر خاص طور سے کی جائے!... کیونکہ مجھے پہلے ہی شبہ ہو گیا تھا کہ ارشاد اس طرح کسی خاص واقعے کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہے جس میں تیور اینڈ بارٹلے والے لوٹ ہیں!... تیور اینڈ بارٹلے والوں کی کسی غیر قانونی حرکت کی طرف میں نے ارشاد کی اس حرکت سے پہلے ہی اشارہ کیا تھا... اور خدا کر۔ تھاری عقل پر اپنے پھر ڈیں کہ تم دوسری شادی کر کے اپنے موجودہ عہدے سے مستغفی ہو جاؤ!... تم میری گرفتاری کا وارنٹ لائے تھے... خدا تمہیں غارت کرے!...“

فیاض خاموش ہی رہا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ ”آخر ارشاد تھا کیوں رہتا ہے؟“

”ہاں! کیوں؟... یہ کوئی خاص بات نہیں۔ اسے آدمیوں سے زیادہ بلیاں خرگوش، کتے اور پرندے پسند ہیں! آدمیوں میں صرف نوکر پسند ہوں گے، جو اس کی ہربات بے چوں و چراتیم کر لیتے ہوں گے!...“

”مگر مجھے اس کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا!“ فیاض نے کہا۔

”کچھ اپنے لئے بھی کرو سو پر فیاض!“ عمران سنجیدگی سے بولا۔ ”کوئیں کی اسمگنگ کے سلسلے میں ابھی تمہیں کشم میں بھی ایک پارٹی کا پتہ لگاتا ہے.... جس کی مدد کے بغیر تیور کامیاب ہو ہی نہیں سکتا تھا! یقیناً اس پارٹی کے لوگ ایکس فائو تھری نائیں کی پیشیوں کو انپکشن سے بچائے رکھتے ہوں گے!...“

”وہ سب ہو چکا ہے! تیور کو سب کچھ اگلانا پڑا ہے۔ تین آدمی کشم سے بھی گرفتار کئے جائیں!“ فیاض نے کہا۔

”اچھا تو بس اب کھلک جاؤ! میں ٹلسٹ ہو شر باپڑھنے جا رہا ہوں!“

عمران نے کہا اور براسامنہ بنا کر سر کھجانے لگا!

ختم شد

”ہیلو... سوپر... فیاض!“ عمران دروازے کی طرف مڑ کر مسرت آمیر لجھ میں چلا۔ ”بھی میں مخل ہوا،“ فیاض مسکرا کر بولا ”تم اس وقت اپنی زندگی کا ایک اہم کام انجام دے رہے تھے! بہر حال میں تمہیں ایک حیرت انگیز خبر سنانے آیا ہوں!“

”ہائیں کیا چچہ ہوا ہے تمہارے!“ عمران پر مسرت لجھ میں چھ کر کھڑا ہو گیا! فیاض صرف براسامنہ بنا کر رو گیا! لیکن اس نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر عمران کے سامنے ڈال دیا!۔

عمران لفافے سے خط نکال کر بلند آواز میں پڑھنے لگا۔

”فیاض صاحب!“

میں ارشاد آپ سے مخاطب ہوں! اخبارات میں تیور اینڈ بارٹلے والوں کے جرام کے متعلق پڑھنے کے بعد آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں۔ میں بھی اس فرم کا ایک حصہ ہو رہا تھا! لیکن ان کے غیر قانونی برس میں میری شرکت نہیں تھی! عرصہ سے مجھے ان لوگوں پر شہر تھا! لیکن میں کھل کر کوئی بات نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ میرے پاس اپنے دعویٰ کی دلیل میں کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا! مجھے بعض ذرائع سے صرف اتنا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ غیر قانونی طور پر مشیات کی درآمد اور برآمد کرتے ہیں! میں نے اپنا سرمایہ اس فرم سے نکالنے کی کوشش کی لیکن تیور کے ہنگمنڈوں نے مجھے اس میں کامیاب نہ ہونے دیا! میں پولیس سے بھی شہرے کا اظہار کر سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ مجھے سے ثبوت ضرور مانگا جاتا!... لہذا میں نے کافی غور و خوض کے بعد پولیس کو اس فرم کی طرف سے متوجہ کرنے کے لئے یہ سارا ذرماہہ مرتب کیا تھا! ابھیوں کے ڈھانچے کی حقیقت تو آپ پرواٹ چکلی ہے! اس کے علاوہ اور دوسری باتیں بھی سو فیصد مہل تھیں اور اپنی کے ویشی بیک میں میں نے ہی سانپ رکھوایا تھا! اور وہ سانپ قطعی بے ضرر تھا میں جانتا تھا کہ وہ اس دن یقینی طور پر شوروم میں جائے گی! بہر حال میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو کیا! لیکن آپ کی کامیابی قابلِ رٹنگ ہے! یہ سب کچھ کردار اپنے کے باوجود بھی مجھے یقین نہیں تھا کہ پولیس ان کی غیر قانونی حرکتوں کا سراغ بھی پالے گی! بہر حال میری طرف سے مبارکباد قول فرمائیے میں دو تین دن بعد ارشاد منزل میں واپس آ جاؤں گا!“

خط ختم کر کے عمران نے براسامنہ بنا یا پھر بولا۔ یہ کھوٹ سی بھتی سے کہ اس کی اس